مختصر صحیح مسلم

حصہ چہارم

www.IqbalCyberLibrary.Net
All rights reserved.
©2002-2006

☆

اہم عنوانات (صفحہ نمبر 30 سے 32 تک)

//: گرگٹوں کو مارنے کے بارے میں۔ //: مکوڑوں اور چیونٹیوں کو مارنے کے بارے میں۔ //: بلی کو مارنے کے متعلق۔ //: چوہے کے بارے میں اور یہ کہ یہ مسخ شدہ ہیں۔ //: جانوروں کو پانی پلانے کے متعلق۔

www.IqbalCyberLibrary.Net
All rights reserved.
©2002-2006

شعروغیرہ کابیان

اہم عنوانات (صفحہ نمبر 33 سے صفحہ نمبر 34 تک)

//:شعراوراس کے پڑھنے کے بارے میں۔//: سب سے سچی بات جوکسی شاعر نے کہی (وہ کونسی ہے؟)//: شعر سے پیٹ بھرنے کی کراہت۔//: تعریف کرنے والوں کے مونہوں میں مٹی ڈالنے کابیان۔//: تزکیہ اورمدح کی کراہت کے بارے میں۔//: چوسر کے ساتھ کھیلنے کے متعلق۔

www.IqbalCyberLibrary.Net
All rights reserved.
©2002-2006

خوابوں کا بیان

اہم عنوانات (صفحہ نمبر 35 سے صفحہ نمبر 41 تک)

// : نبی (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) کے خواب کے بیان میں ۔// : نبی (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) کا خواب میں مسیلمہ کذاب اور اسود عنسی کذاب کے متعلق // : نبی (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) کا قول کہ جس نے مجھے خواب میں دیکھا، تحقیق اس نے مجھے سچ مچ دیکھا۔// : اچھا خواب اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہے اور برا خواب شیطان کی طرف سے ہے ۔// : اچھا خواب اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہے اور (خواب میں) جو کوئی ناپسندیدہ بات دیکھے تو کسی کو بیان نہ کرے ۔// : اگر ناپسندیدہ (خواب) دیکھے تو وہ پناہ مانگے اور کروٹ بدل لے ۔// : مومن کا خواب نبوت کے چھیالیس حصوں میں سے ایک حصہ ہے ۔// : نیک خواب نبوت کے ستر حصوں میں سے ایک حصہ ہے ۔// : جب زمانہ قیامت کے قریب ہوگا تو مسلمان کا خواب جھوٹا نہ ہوگا ۔// : خواب کی تعبیر کے متعلق جو وارد ہوا ہے ۔// : خواب میں شیطان کے کھیل کو دیکھے تو وہ بیان نہ کرے ۔

نبی (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) کے فضائل

اہم عنوانات (صفحہ نمبر 42 سے صفحہ نمبر 89 تک)

// نبی (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) کا (نبوت کیلئے) چنا جانا۔// نبی (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) کا قول کہ میں اولاد آدم کا سردار ہوں۔// اس کی مثال جو نبی (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) مبعوث کئے گئے ہیں ہدایت اور علم کیساتھ // انبیاء علیہم السلام کے آنے کی تکمیل اور خاتمہ (نبوت) سیدنا محمد صلی اللہ علیہ والہ وسلم کے ذریعہ ہونا۔// پتھر کا نبی (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) کو سلام کرنا۔// نبی (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) کی انگلیوں کے درمیان سے پانی بہنا۔// نبی صلی اللہ علیہ والہ وسلم (کی نبوت) کے نشانات پانی میں۔// نبی صلی اللہ علیہ والہ وسلم (کی وجہ سے) طعام میں برکت۔// نبی (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) کی وجہ سے دودھ میں برکت۔// نبی صلی اللہ علیہ والہ وسلم کی وجہ سے گھی میں برکت۔// نبی (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) کے لئے درخت کا تابع فرمان ہو جانا۔// چاند کا ٹوٹ کر دو ٹکڑے ہو جانا۔// شر کے ارادے سے آنے والے سے نبی (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) کا محفوظ رہنا۔// نبی (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) کا قتل کے ارادے سے آنے والے (کے شر) سے محفوظ رہنا۔// زہر اور زہر ملی بکری (کا گوشت) کھانے کا بیان۔// نبی (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) کا اندازہ درست نکلنے کے متعلق۔// نبی (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) کا فرمان کہ میں تمہاری کمر پکڑ کر جہنم سے روکتا ہوں۔// نبی (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) لوگوں سے زیادہ اللہ تعالیٰ کو جاننے والے تھے اور اللہ تعالیٰ سے زیادہ ڈرنے والے تھے۔// نبی (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) کا گناہوں سے دور رہنا اور اللہ تعالیٰ کی محارم کا خیال رکھنا۔// نبی (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) کی نماز ایسی تھی کہ (پڑھتے پڑھتے) پاؤں سوج جاتے اور

آپ (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) فرماتے کہ کیا میں اللہ تعالیٰ کا شکرگزار بندہ نہ بنوں۔// نبی (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) کا فرمان کہ میں حوض پر تمہارا منتظر ہوں گا۔// نبی اکے حوض، اس کی وسعت وعظمت اور آپ کی امت کے حوض پر آنے کے متعلق۔// نبی (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) کے حلیہ مبارک، آپ کی بعثت اور آپ کی عمر کے بیان میں۔// مہر نبوت کے متعلق۔// آپ (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) کے چہرہ مبارک، آنکھوں اور آپ (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) کی ایڑی کا بیان۔// نبی (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) کی داڑھی مبارک کا بیان۔// نبی صلی اللہ علیہ والہ وسلم کے بڑھاپے کا بیان۔// نبی (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) کے سر کے بالوں کا بیان۔// نبی (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) کا سر کے بالوں کو لٹکانا اور مانگ نکالنے کا بیان۔// نبی (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) کے تبسم کے متعلق۔// نبی (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) کنواری لڑکی جو پردے میں ہوتی ہے، سے بھی زیادہ شرمیلے تھے۔// نبی (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) کے جسم کی خوشبو اور جسم کا ملائم ہونا۔// وحی کے دوران سردی میں نبی (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) کا پسینہ مبارک۔// نبی صلی اللہ علیہ والہ وسلم کے پسینے کی خوشبو۔// نبی صلی اللہ علیہ والہ وسلم کے پسینہ مبارک سے تبرک کا بیان۔// نبی (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) کا لوگوں کے قریب ہونا اور ان کا آپ (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) سے تبرک لینے کا بیان۔// رسول اللہ (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) بچوں اور اہل و عیال کیساتھ سب سے زیادہ شفقت رکھتے تھے۔// نبی اکی رحمت عورتوں کیساتھ اور عورتوں کی سواری چلانے والے کو آہستہ چلانے کا حکم۔// نبی اکی بہادری اور جنگ میں سب سے آگے ہونے کا بیان۔// نبی (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) سب سے زیادہ حسن اخلاق والے تھے۔// نبی اکے گفتگو کے انداز کے بیان میں۔// رسول اللہ (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) نصیحت کرنے میں ہمارا خیال کرتے تھے (صحابہ

تنگ نہ پڑ جائیں)۔//: نبی (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) سب سے زیادہ سخی تھے بھلائی (کے کاموں) میں۔//: ایسا کبھی نہیں ہوا کہ نبی اسے کچھ سوال کیا گیا ہو کہ آپ (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) نے فرمایا ہو کہ نہیں۔//: نبی صلی اللہ علیہ والہ وسلم کے کثرت سے عطیات دینے کے بیان میں۔//: نبی (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) کے وعدوں کے بارے میں۔//: نبی (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) کے ناموں کی تعداد کے بیان میں۔//: نبی (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) مکہ اور مدینہ میں کتنی کتنی مدت رہے؟//: وفات کے وقت نبی (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) کی عمر کتنی تھی۔//: جب اللہ تعالیٰ کسی امت پر رحمت فرماتا ہے تو اس کی امت سے پہلے نبی کو وفات دے دیتا ہے۔//: اللہ تعالی کے قول ﴿فلا وربک لا یؤمنون حتی یحکموک ..... ﴾ الآیۃ کے بارے میں۔//: نبی (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) کی اتباع اور اللہ تعالیٰ کے قول ﴿ولا تسألوا عن اشیاء ان تبدلکم تسؤکم ﴾ الآیۃ کے بارے میں۔//: جس سے نبی (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) روک دیں اس سے رکنے اور اس کے خلاف کرنے کے بارے میں۔//: دین کی جس بات کی نبی (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) خبر دیں، اس میں اور دنیاوی رائے میں فرق کے متعلق۔//: نبی (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) کے دیکھنے کی تمنا اور اس پر حریص ہونے کے بارے میں۔//: اس آدمی کے بارے میں جو پسند کرے کے مجھے نبی (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) کا دیکھنا نصیب ہو جائے اگرچہ میرے اہل وعیال قربان ہو جائیں۔

انبیاء علیہم السلام کا ذکر اور ان کے فضائل

اہم عنوانات (صفحہ نمبر 90 سے صفحہ نمبر 100 تک)

// : آدم علیہ السلام کی پیدائش کی ابتداء کے بارے میں۔// : سیدنا ابراہیمؑ کی فضیلت میں۔// : سیدنا ابراہیمؑ کا ختنہ کرنا۔ // : سیدنا ابراہیمؑ کے قول (رب ارنی ..... الایۃ) کے بارے میں اور سیدنا لوطؑ اور یوسفؑ کا ذکر۔ // : سیدنا ابراہیمؑ کے قول کہ ''میں بیمار ہوں'' اور اس قول کہ ''بلکہ کیا ہے اس کو ان کے بڑے نے'' اور سارہ کے متعلق کہ ''یہ میری بہن ہے''۔// : سیدنا موسیٰؑ اور اللہ تعالی کے فرمان ''فمہل اہ اللہ مما'' ..... کے متعلق۔// : سیدنا موسیٰؑ کا قصہ، خضرؑ کے ساتھ۔ // : نبی (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) کا فرمان ''لاتفضلوا بین'' ..... کے متعلق۔// : سیدنا موسیٰؑ کی وفات کے متعلق۔// : نبی (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) کے فرمان ''مررت علی موسیٰ .....'' کے متعلق۔// : سیدنا یوسفؑ کے متعلق۔// : سیدنا زکریاؑ کے متعلق۔// : سیدنا یونسؑ کے متعلق۔// : سیدنا عیسیٰؑ کے متعلق۔// : سوائے مریم اور عیسیٰ علیہما السلام کے باقی ہر بچے کو شیطان مس کرتا ہے۔// : سیدنا عیسیٰؑ کے قول ''امنت باللہ وکذبت نفسی'' کے متعلق۔

نبی (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) کے صحابہؓ کی فضیلت کا بیان

اہم عنوانات (صفحہ نمبر 101 سے صفحہ نمبر 182 تک)

سیدنا ابوبکر صدیقؓ کی فضیلت // : نبی (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) کے فرمان ''إِنَّ أَمَنَّ النَّاس '' کے متعلق۔// : نبی (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) کے نزدیک سب لوگوں سے زیادہ پیارے سیدنا ابوبکرؓ تھے۔// : نیکی کے سارے کام سیدنا ابوبکرؓ میں جمع تھے اور وہ جنتی ہیں۔// : نبی (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) کا فرمان کہ ''میں بھی سچ مانتا ہوں، ابوبکر اور عمر بھی سچ مانتے ہیں'' (') ۔// : صدیق و فاروق کی رفاقت نبی (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) کے ساتھ۔// : سیدنا ابوبکر صدیقؓ کو خلیفہ بنانا۔ // : سیدنا عمر بن خطابؓ کی فضیلت کا بیان۔ // : سیدنا عثمان بن عفانؓ کی فضیلت کا بیان۔ // : سیدنا علی بن ابی طالبؓ کی فضیلت کا بیان۔ // : سیدنا طلحہ بن عبید اللہؓ کی فضیلت کا بیان۔// : سیدنا زبیر بن عوامؓ کی فضیلت کا بیان۔ // : سیدنا طلحہؓ اور سیدنا زبیرؓ کی فضیلت کا بیان۔// : سیدنا سعد بن ابی وقاصؓ کی فضیلت کا بیان۔ // : سیدنا ابوعبیدہ بن الجراح کی فضیلت کا بیان۔// : سیدنا حسنؓ اور حسینؓ کی فضیلت کا بیان۔ // : سیدہ فاطمۃ الزہراء رضی اللہ عنہا بنت محمد (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) کی فضیلت کا بیان۔// : نبی (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) کے اہل بیت کی فضیلت۔// : نبی (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) کی زوجہ مطہرہ اُمّ المؤمنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کی فضیلت کا بیان۔// : اسی سے متعلق اور امّ زرع کی حدیث کے بیان میں۔// : نبی (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) کی زوجہ مطہر اُمّ المؤمنین خدیجہ رضی اللہ عنہا کی فضیلت کا بیان۔// : اُمّ المؤمنین زینب رضی اللہ عنہا کی فضیلت کا بیان۔// : اُمّ المؤمنین اُمّ سلمہ رضی اللہ عنہا کی فضیلت کا بیان۔// : سیدنا انس بن مالکؓ کی والدہ، سیدہ اُمّ سلیم رضی

اللہ عنہا کی فضیلت کا بیان ۔ //: سیدنا اسامہ بن زید کی والدہ، سیدہ اُمّ ایمن رضی اللہ عنہا کی فضیلت کا بیان ۔ //: سیدنا زید بن حارثہؓ کی فضیلت کا بیان ۔ //: سیدنا زید بن حارثہؓ اور اسامہ بن زیدؓ کی فضیلت کا بیان ۔ //: سیدنا ابوبکر صدیقؓ کے غلام، سیدنا بلال بن رباحؓ کی فضیلت کا بیان ۔ //: سیدنا سلمان، صہیب اور بلالؓ کی فضیلت کا بیان ۔ //: سیدنا انس بن مالکؓ کی فضیلت کا بیان ۔ //: سیدنا جعفر بن ابی طالب، اسماء بنتِ عمیس اور ان کی کشتی والوں کی فضیلت کا بیان ۔ //: سیدنا عبداللہ بن جعفرؓ بن ابی طالب کی فضیلت کا بیان ۔ //: سیدنا عبداللہ بن عباسؓ کی فضیلت کا بیان ۔ //: سیدنا عبداللہ بن عمرؓ کی فضیلت کا بیان ۔ //: سیدنا عبداللہ بن زبیرؓ کی فضیلت کا بیان ۔ //: سیدنا عبداللہ بن مسعودؓ کی فضیلت کا بیان ۔ //: سیدنا عبداللہ بن عمرو بن حرامؓ کی فضیلت کا بیان ۔ //: سیدنا عبداللہ بن سلامؓ کی فضیلت کا بیان ۔ //: سیدنا سعد بن معاذ رضی اللہ عنہ کی فضیلت کا بیان ۔ //: سیدنا ابوطلحہ انصاری اور ان کی زوجہ اُمّ سلیم رضی اللہ عنہما کی فضیلت کا بیان ۔ //: سیدنا ابی بن کعبؓ کی فضیلت کا بیان ۔ //: سیدنا ابوذر غفاریؓ کی فضیلت کا بیان ۔ //: سیدنا ابوموسیٰ اشعریؓ کی فضیلت کا بیان ۔ //: سیدنا ابوموسیٰ اور ابو عامر اشعری رضی اللہ عنہما کی فضیلت کا بیان ۔ //: سیدنا ابوہریرہ دوسیؓ کی فضیلت کا بیان ۔ //: سیدنا ابودجانہ سماک بن خرشہؓ کی فضیلت کا بیان ۔ //: سیدنا ابوسفیان صخر بن حربؓ کی فضیلت کا بیان ۔ //: سیدنا جلیبیبؓ کی فضیلت کا بیان ۔ //: سیدنا حسان بن ثابتؓ کی فضیلت کا بیان ۔ //: سیدنا جریر بن عبداللہ بجلیؓ کی فضیلت کا بیان ۔ //: اصحابِ شجرہؓ کی فضیلت کا بیان ۔ //: شہدائے بدر کی فضیلت کا بیان ۔ //: قریش، انصار اور ان کے علاوہ کی فضیلت کا بیان ۔ //: قریش کی عورتوں (کی فضیلت) کا بیان ۔ //: انصار ث کے فضائل کا بیان ۔ //: انصار کے گھروں میں بھلائی ہونے کا بیان ۔ //:

انصار سے اچھا برتاؤ کرنے کے متعلق۔ //: اشعریینؓ کے فضائل کے بارے میں۔ //: ''غفار'' اور ''اسلم'' قبائل کیلئے نبی (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) کی دعا۔ //: (قبیلہ) ''مزینہ''، ''جہینہ'' اور ''غفار'' کی فضیلت کا بیان۔ //: جو بنوطئی کے بارے میں ذکر کیا گیا۔ //: قبیلہ دوس کے متعلق جو کچھ ذکر کیا گیا۔ //: بنی تمیم کی فضیلت کے بارے میں۔ //: نبی (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) کے اصحاب کے بھائی چارے کے متعلق۔ //: نبی (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) کا قول کہ میں اپنے صحابہ کرامؓ کے لئے بچاؤ ہوں اور میرے اصحاب میری امت کے لئے بچاؤ ہیں۔ //: اس آدمی کے متعلق جس نے نبی (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) کو دیکھا یا جس نے اصحاب نبی (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) کو دیکھا یا جس نے اصحاب نبی (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) کے دیکھنے والوں کو دیکھا۔ //: بہترین زمانہ صحابہ کرامؓ کا زمانہ ہے، پھر وہ جو ان کے بعد والا ہے، پھر وہ جو ان کے بعد والا ہے۔ //: لوگوں کو مختلف کانیں پاؤ گے۔ //: نبی (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) کا فرمان کہ جو چیز آج زمین پر سانس والی موجود ہے وہ سو سال تک ختم ہو جائے گی۔ //: نبی (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) کے اصحاب کو گالی دینے کی ممانعت اور بعد والوں پر ان کی فضیلت۔ //: اویس قرنی (تابعی) کا ذکر اور ان کی فضیلت کا بیان۔ //: مصر اور اہلِ مصر کے بارے میں۔ //: عمان کے بارے میں جو آیا ہے۔ //: فارس (ایران) کے بارے میں جو بیان ہوا۔ //: آدمیوں کی مثال ان سو اونٹوں کی طرح ہے جن میں سواری کے لائق کوئی بھی نہ ہو۔ //: بنوثقیف میں سے جس جھوٹے اور ہلاکو کا ذکر کیا گیا ہے۔

نیکی اور سلوک کے مسائل

اہم عنوانات (صفحہ نمبر 183 سے صفحہ نمبر 211 تک)

//: والدین کے ساتھ نیکی کرنے کے بیان میں اور ان میں زیادہ حق کس کا ہے؟
//: والدین سے نیکی کرنا (نفلی) عبادت سے مقدم ہے //: والدین کے ساتھ نیکی اور ساتھ رہنے کے مقابلہ میں جہاد کو ترک کرنے کے بیان میں // : نبی صلی اللہ علیہ والہ وسلم کا فرمان کہ ''ماں کی نافرمانی کو اللہ تعالیٰ نے حرام قرار دیا ہے۔
//: اس آدمی کی ناک خاک آلود ہو جس نے والدین یا ان میں سے ایک کو بڑھاپے میں پایا ہو پھر وہ خدمت کر کے جنت میں داخل نہ ہوا۔ //: بڑی نیکی یہ ہے کہ آدمی اپنے باپ کے دوستوں سے اچھا سلوک کرے // : بیٹیوں کے ساتھ حسن سلوک کے بیان میں //: صلہ رحمی کرنا عمر کو بڑھاتا ہے۔ //: صلہ رحمی کرنا اگرچہ وہ قطع رحمی کریں۔ //: صلہ رحمی اور قطع رحمی کے متعلق //: یتیم کی پرورش کرنے والے کے متعلق //: بیواؤں اور مسکینوں کے لئے کمانے والے کے ثواب میں
//: اللہ تعالیٰ کے لئے محبت کرنے والوں کی فضیلت //: آدمی جس کے ساتھ محبت رکھتا ہے (روزِ قیامت) اسی کے ساتھ ہو گا۔//: جب اللہ تعالیٰ کسی بندے کے ساتھ محبت کرتا ہے تو اپنے بندوں کے اندر بھی اس کی محبت ڈال دیتا ہے۔ //: روحوں کے جھنڈ جھنڈ ہیں۔ //: مومن (دوسرے) مومن کے لئے ایسا ہے جیسے عمارت //: (سب مومن) اتحاد و شفقت کے لحاظ سے ایک آدمی کی طرح ہیں۔
//: مسلمان مسلمان کا بھائی ہے اس پر ظلم نہیں کرتا اور اس کو ذلیل بھی نہیں کرتا //: بندہ پر پردہ پوشی کے بیان میں //: ساتھ بیٹھنے والوں کی سفارش کرنے کے بیان میں //: نیک ساتھی کی مثال کے بیان میں //: ہمسایہ کے ساتھ حسن سلوک

کرنے کی وصیت //: نیکی میں ہمسایوں کا (خاص) خیال رکھنا// : نرمی کے بارے میں //: اللہ تعالیٰ نرمی کو پسند فرماتا ہے //: (تکبر کرنے والے) کے عذاب کے بارے میں //: اللہ تعالیٰ پر قسم اٹھانے والے کے بارے میں //: نرمی اور اس شخص کے متعلق جس کی بُرائی سے بچا جائے// : درگزر کرنے کے بیان میں //: غصہ کے وقت جو اپنے آپ پر قابو پائے //: غصہ کے وقت پناہ مانگنے کا بیان //: انسان اس طرح پیدا کیا گیا ہے کہ وہ اپنے آپ کو سنبھال نہ سکے گا۔ //: نیکی اور گناہ کے بارے میں //: اس آدمی کے بارے میں جو راستہ سے گندگی یا تکلیف دینے والی چیز کو دُور کرتا ہے۔ //: جو کانٹا یا کوئی مصیبت مومن کو پہنچتی ہے اس کے ثواب کا بیان //: جو تکلیف اور رنج مومن کو پہنچتا ہے اس کے ثواب کا بیان //: ایک دوسرے کے ساتھ حسد بغض اور دشمنی کی ممانعت کے بارے میں //: ان دونوں میں اچھا وہ ہے جو سلام کی ابتداء کرے// : کینہ رکھنے اور آپس میں قطع کلامی کے متعلق //: بدگمانی //: نمازیوں کے درمیان شیطان کی لڑائی کرانے کے بیان میں //: ہر انسان کے ساتھ شیطان ہے۔ //: گلہ کرنے کی ممانعت میں// : چغل خوری کی ممانعت میں //: چغل خور آدمی جنت میں نہ جائے گا۔ //: دو منہ والے کی مذمت کے بارے میں //: سچ اور جھوٹ کے بارے میں //: جہاں جھوٹ بولنا جائز ہے اس کا بیان //: جاہلیت کے دعویٰ کی ممانعت میں //: گالی نکالنے کی ممانعت میں// : زمانہ کو گالی دینے کی ممانعت میں// : کوئی آدمی اپنے بھائی کی طرف ہتھیار سے اشارہ نہ کرے۔ //: مسجد میں تیر کو اس کے پیکان (نوک) سے پکڑ کر آئے (تا کہ کسی کو زخمی نہ کر دے)۔ //: منہ پر مارنے کی ممانعت میں //: جانوروں کو لعنت کرنے اور اس کی وعید کے بارے میں //: آدمی کے لئے یہ بات مکروہ ہے کہ وہ لعنت کرنے والا ہو۔ //: جو کہتا ہے کہ لوگ

ہلاک ہو گئے اس کے بارے میں۔ //: بات کو بڑھا چڑھا کر یا بے فائدہ گفتگو کرنے والے ہلاک ہو گئے۔ //: نبی صلی اللہ علیہ والہ وسلم کی بد دعا مومنین کے لئے رحمت ہے۔

www.IqbalCyberLibrary.Net
All rights reserved.
©2002-2006

ظلم کے بیان میں

اہم عنوانات (صفحہ نمبر 212 سے صفحہ نمبر 216 تک)

ظلم کرنا حرام ہے اور استغفار اور توبہ کرنے کا حکم۔ : ظالم کے لئے مہلت کا بیان : ان لوگوں کے متعلق جو لوگوں کو تکلیف دیتے ہیں: ظالموں کے گھروں میں مت جاؤ جنہوں نے اپنے پر ظلم کیا تھا مگر (یہ کہ تم اپنے رب سے ڈر کر) روتے ہوئے (گزرو)۔: معذب لوگوں کے کنوؤں سے پانی پینے کے بارے میں: قصاص اور حقوق کی ادائیگی قیامت کے دن ہوگی۔

All rights reserved. ©2002-2006

تقدیر کے بیان میں

اہم عنوانات (صفحہ نمبر 217 سے صفحہ نمبر 228 تک):

اللہ تعالیٰ کے قول: ''ہم نے ہر چیز اندازۂ مقرر کے ساتھ پیدا کی ہے'' کے بارے میں۔ : ہر چیز تقدیر سے ہے یہاں تک کہ عاجزی اور دانائی بھی۔ : طاقت (کا مظاہرہ کرنے) کا حکم اور (اپنے کو) عاجز ظاہر کرنے سے پرہیز کرنے کا حکم : پیدائش سے پہلے تقدیر کا لکھا جانا: تقدیر کے ثبوت میں اور سیدنا آدم اور سیدنا موسیٰ علیہما السلام کی آپس میں بحث کا بیان: تقدیر اور بدبختی اور نیک بختی کے بارے میں // اعمال کے خاتمہ کے متعلق /: اجل مقرر ہو چکی ہیں اور رزق تقسیم ہو چکے ہیں۔ : انسانی پیدائش کس طرح ہوتی ہے اور شقاوت اور سعادت کے بارے میں: انسان کی تقدیر میں اس کا حصہ زنا لکھ دیا گیا ہے۔: اللہ تعالیٰ دلوں کو پھیرتا ہے جس طرح چاہتا ہے: ہر بچہ فطرت پر پیدا کیا جاتا ہے (پیدائش کے وقت مسلمان ہوتا ہے)۔ :مشرکین کی اولاد کے متعلق: اس لڑکے کے متعلق جس کو سیدنا خضر علیہ السلام نے قتل کیا تھا۔ :بچوں سے جو فوت ہوا اور اہل جنت اور اہل دوزخ کی پیدائش کا ذکر حالانکہ وہ ابھی اپنے باپوں کی پشت میں تھے۔ علم کے بیان میں: علم کے اٹھ جانے اور جہالت کے عام ہو جانے کے بیان میں :علم کے قبض ہو جانے کے متعلق: علماء کا ختم ہونا (اور) علم ختم ہو جانے کے بارے میں: جو شخص اسلام میں اچھا یا بُرا طریقہ جاری کرے۔ : جو آدمی ہدایت یا گمراہی کی طرف بلاتا ہے: قرآن کے علاوہ کچھ لکھنے اور نبی (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) پر جھوٹ بولنے سے بچنے کے متعلق۔

دعاء کے مسائل

اہم عنوانات (صفحہ نمبر 230 سے صفحہ نمبر 238 تک)

: اللہ تعالیٰ کے ناموں کے متعلق اور (اس شخص کے متعلق) جو ان کو یاد کرتا ہے۔ : نبی (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) کی دعاء : اللھم اغفرلی وارحمنی وعافنی وارزقنی کی دعا// رسول اللہ (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) کونسی دعاء زیادہ مانگا کرتے تھے // ہدایت اور سیدھا رہنے کی دعاء // : نیک اعمال جو اللہ تعالیٰ کے کئے ان کے ساتھ دعا // : مشکل وقت کی دعا // : بندے کی دعا قبول ہوتی رہتی ہے جب تک وہ جلدی نہ کرے۔ // : دعا میں یقین (ہونا چاہئیے اور دعا میں) ''اگر تو چاہے'' نہیں کہنا چاہئیے۔ // : رات میں ایک ایسا وقت بھی ہے جس میں دعا قبول ہوتی ہے۔ // : رات کے آخر حصہ میں دعاء اور ذکر کرنے کی ترغیب اور اس میں قبولیت کا بیان // : مرغ کی آواز کے وقت کی دعا // : مسلمان کے لئے اس کی پیٹھ پیچھے دعا کرنا // : دنیا میں سزا کی جلدی کی دعا کرنا مکروہ ہے // : کسی تکلیف کی بناء پر موت کی آرزو کرنا مکروہ ہے اور دعائے خیر کا بیان

ذکر کے بیان میں

اہم عنوانات (صفحہ نمبر 239 سے صفحہ نمبر 279 تک)

: اللہ کے ذکر کی ترغیب اور ہمیشہ اللہ کا ذکر کر کے اس کا تقرب حاصل کرنے کی ترغیب: ذکر اللہ پر ہمیشگی اور اس کے ترک کے بیان میں: اللہ تعالیٰ کی کتاب کی تلاوت پر اکٹھے ہونے کے بیان میں : جو بیٹھا کہ اللہ تعالیٰ کو یاد کرے اور اس کی حمد کرے تو اللہ تعالیٰ فرشتوں کے سامنے اس پر فخر کرتا ہے۔: مجالسِ ذکر دعاء اور استغفار کی فضیلت کا بیان: اللہ تعالیٰ کا ذکر کرنے والے مَردوں اور عورتوں کے بیان میں :لا الہ الا اللہ کہنے کے متعلق :اونچی آواز کے ساتھ ذکر (کرنے کا بیان) : شام کے وقت کیا کہنا چاہیے؟ :نیند اور لیٹنے کے وقت کیا کہے؟ :صبح کی نماز کے بعد تسبیح کہنے کا بیان :تسبیح کہنے کی فضیلت: لا الہ الا اللہ اور الحمدللہ اور اللہ اکبر کے بارے میں: سبحان اللہ وبحمدہ (کا وظیفہ) اللہ تعالیٰ کو بہت پسند ہے۔: جو آدمی روزانہ سو دفعہ لا الہ الا اللہ وحدہ..... کہتا ہے اس کے بارے میں: جو آدمی سو بار سبحان اللہ کہتا ہے اس کے بارے میں تعوذ وغیرہ کے بارے میں :فتنوں کے شر سے پناہ مانگنا :عاجزی اور سستی سے پناہ مانگنے کے بیان میں :بُری قضا اور بدبختی سے پناہ مانگنے کے بیان میں :نعمتوں کے زوال سے پناہ مانگنے کے بیان میں: چھینکنے والے جو جواب دینا جب وہ الحمدللہ کہے توبہ، اسکی قبولیت اور اللہ تعالیٰ کی رحمت کی وسعت :اللہ تعالیٰ سے توبہ کرنے کا حکم: جس نے سو آدمی قتل کئے تھے اس کی توبہ قبول ہونے کے بارے میں :جس نے مغرب سے سورج طلوع ہونے سے پہلے توبہ کی اس کی توبہ اللہ تعالیٰ قبول فرمائے گا۔ :دن و رات کے گنہگار کی توبہ قبول/ گناہوں کے معاف کرنے کے بیان میں: اللہ تعالیٰ کی رحمت فراخ ہے

اوراس کی رحمت اس کے غضب پر غالب ہے۔: والدہ کی جتنی رحمت اپنی اولاد پر ہے اللہ کی رحمت اپنے بندوں پر اس سے کہیں زیادہ ہے :(فقط) عمل کسی کو نجات نہیں دلا سکتا: تکلیف پر اللہ تعالیٰ سے زیادہ صبر کرنے والا کوئی نہیں: اللہ تعالیٰ سے زیادہ غیرت مند اور کوئی نہیں ہے: سرگوشی اور اپنے گناہوں کے بارے میں اقرار کے متعلق : کافر منافق کا نعمتوں کا اقرار قیامت کے دن: بندہ کے اعضاء کی گواہی قیامت کے دن کے متعلق: اللہ تعالیٰ سے ڈر اور اس کے عذاب سے سخت خوف رکھنے کے متعلق : اس آدمی کے متعلق جس نے گناہ کیا پھر اپنے رب سے بخشش مانگی: اس آدمی کے متعلق جس نے گناہ کیا پھر وضو کیا اور فرض نماز پڑھی : ہر مسلمان کو جہنم سے نجات کے لئے کوئی کافر دیا جائے گا (کہ اپنے بدلے اس کو جہنم میں ڈالے)۔ منافقین کے متعلق۔: نبی (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) کا منافقین کے لئے بخشش مانگنے سے اعراض کرنے کے بارے میں: منافقوں کے ذکر اور ان کی نشانیوں کے بارے میں: لیلۃ عقبہ میں منافقین اور ان کی تعداد کے متعلق: منافق کی مثال اس بکری کی طرح ہے جو دو ریوڑوں کے درمیان بھاگتی ہے۔ : منافق کی موت پر سخت ہوا کا چلنا: قیامت کے دن منافقین کے لئے سخت عذاب : زمین کا منافق، مرتد شخص کی لاش کو باہر پھینکنا اور لوگوں کا (اسی حالت میں) اس کو چھوڑ دینا

قیامت کی کیفیت

اہم عنوانات (صفحہ نمبر 280 سے صفحہ نمبر 283 تک)

: قیامت کے دن اللہ تعالیٰ زمین کو مٹھی میں لے گا اور ساتوں آسمان اس کے دائیں ہاتھ میں لپٹے ہوئے ہوں گے۔ : قیامت کے دن زمین کی حالت کا بیان: ہر آدمی اسی حالت پر اٹھایا جائے گا جس حالت پر وہ مرا تھا۔ : (قیامت کے دن) اعمال پر اٹھنا : (قیامت کے دن) لوگ ننگے پاؤں، ننگے بدن، بے ختنہ کی حالت میں اکٹھے کئے جائیں گے۔: لوگ (قیامت میں) تین گروہوں کی صورت میں اکٹھے کئے جائیں گے: کافر کا حشر قیامت کے دن منہ کے بل ہوگا (یعنی قیامت میں کافر منہ کے بل چلے گا)۔: قیامت کے دن سورج مخلوق کے قریب ہوگا۔ : قیامت کے دن پسینہ کی کثرت کا بیان: قیامت کے دن کافر سے فدیہ کی طلب کا بیان

جنت کی کیفیت

اہم عنوانات (صفحہ نمبر 284 سے صفحہ نمبر 293 تک)

:پہلے گروہ کا بیان جو جنت میں جائے گا۔ :جو جنت میں جائے گا وہ آدم علیہ السلام کی صورت پر ہوگا۔ :(کچھ) قومیں جنت میں (ایسی حالت میں) جائیں گی کہ انکے دل پرندوں کے دلوں جیسے ہوں گے۔ :اہلِ جنت پر اللہ تعالیٰ کی رضامندی اترنے کے بیان میں :اہل جنت کا بالا خانوں والوں کو دیکھنا :اہل جنت کا جنت میں کھانا :اہل جنت کے لئے تحفہ :اہل جنت کی نعمتیں ہمیشہ کی ہوں گی۔ :جنت میں ایک درخت ہے کہ سو سال تک اگر سوار چلے تو (اس کا سایہ ختم نہ ہو۔ :جنتی خیموں کا بیان : جنتی بازار کے بیان میں :جنت کی نہروں میں سے کچھ نہریں دنیا میں :جنت کو ناپسندیدہ چیزوں کیساتھ لپیٹ دیا گیا (یعنی جنت مشکل اور ناپسندیدہ کاموں کے کرنے سے حاصل ہوتی ہے)۔ :عورتیں جنت میں تھوڑی ہوں گی۔ :جنتیوں اور دوزخیوں کے بارے میں اور دنیا میں ان کی نشانیوں کے بیان میں: جنتی اور دوزخی جہاں ہوں گے ہمیشہ رہیں گے۔

جہنم کی کیفیت

اہم عنوانات (صفحہ نمبر 294 سے صفحہ نمبر 298 تک)

: دوزخ کی باگوں کے بیان میں :جہنم کی سخت گرمی کے بیان میں :جہنم کی گہرائی کے بیان میں: اہل دوزخ میں سے ہلکے سے ہلکا عذاب جس کو ہوگا اس کا بیان: عذاب والوں کو کہاں کہاں تک آگ پہنچے گی؟: آگ میں متکبرین داخل ہوں گے اور جنت میں کمزور لوگ :اس شخص کو جہنم میں عذاب جس نے غیر اللہ کے نام پر اونٹنیوں کو چھوڑ دیا (نہ دودھ دوہتے ہیں اور نہ سواری کرتے ہیں)۔ : جہنم میں کافر کی ڈاڑھ کی بڑائی کا بیان: ان لوگوں کی تکلیف کا بیان جو لوگوں کو تکلیف دیتے تھے۔ :دنیا کے سب سے زیادہ خوشحال کو جہنم میں غوطہ اور دنیا کے سب سے زیادہ تنگی والے کو جنت کا غوطہ دینا

فتنوں کا بیان

اہم عنوانات (صفحہ نمبر 299 سے صفحہ نمبر 315 تک)

:فتنوں کے قریب ہونے اور ہلاکت کے بیان میں جب کہ برائی زیادہ ہو جائے۔: فتنوں کا نزول جیسے بارش کے قطرے گرتے ہیں کے بیان میں: دلوں پر فتنوں کا پیش کیا جانا اور فتنوں کا دلوں میں داغ پیدا کر دینا: شیطان کا اپنے لشکروں کو بھیجنا کہ وہ لوگوں کو فتنوں میں ڈالیں گے۔ :فتنے اور ان کی کیفیات کے متعلق :فتنوں کے بیان میں اور جو ان سے محفوظ رہے گا یا جو ان فتنوں کو یاد رکھے گا۔ :فتنے مشرق کی طرف سے ہوں گے۔: کسریٰ اور قیصر کے خزانے اللہ تعالیٰ کی راہ میں خرچ کئے جائیں گے: اس امت کی تباہی بعض کی بعض سے ہوگی۔ :البتہ تم اگلی امتوں کی راہوں پر چلو گے۔ :فتنے ہوں گے ان میں بیٹھنے والا کھڑے ہونے والے سے بہتر ہوگا (یعنی جتنا کسی کا فتنے میں حصہ کم ہوگا اتنا زیادہ بہتر ہوگا)۔: جب دو مسلمان اپنی تلوار لیکر آمنے سامنے آجائیں تو قاتل ومقتول (دونوں) جہنمی ہیں :عمارؓ کو باغی گروہ قتل کرے گا۔ :قیامت قائم نہ ہوگی جب تک (مسلمانوں کے) دو بڑے گروہ نہ لڑیں گے دونوں کا دعویٰ ایک ہوگا۔: قیامت نہ آئے گی یہاں تک کہ آدمی قبر پر گزرے گا اور کہے گا کہ کاش میں اس قبر والا ہوتا: قیامت قائم نہ ہوگی یہاں تک کہ ہرج (قتل) بہت ہوگا۔ :قیامت قائم نہ ہوگی یہاں تک کہ وہ وقت آئے گا کہ قاتل نہیں جان سکے گا کہ اس نے کس لئے قتل کیا: قیامت قائم نہ ہوگی یہاں تک کہ آگ حجاز کی زمین سے نکلے گی۔: قیامت قائم نہ ہوگی یہاں تک کہ لات وعزیٰ کی عبادت کی جائے گی: قیامت قائم نہ ہوگی یہاں تک کہ ایک شہر میں لڑائی ہوگی جن کا ایک سمندر ہے اور دوسری طرف خشکی۔: قیامت قائم نہ ہوگی حتیٰ

کہ دریائے فرات سے سونے کا پہاڑ ظاہر نہ ہو: قیامت قائم نہ ہوگی یہاں تک کہ قحطان سے ایک آدمی نکلے گا۔: قیامت قائم نہ ہوگی یہاں تک کہ ایک شخص بادشاہ ہو گا جس کو جہجاہ کہیں گے۔: قیامت قائم نہ ہوگی یہاں تک کہ زمین میں اللہ اللہ کہنے والا کوئی نہ ہوگا۔: یمن سے ہوا چلے گی (جس کی وجہ سے) ہر وہ آدمی مر جائے گا جس کے دل میں ایمان ہے :قیامت شریر لوگوں پر قائم ہوگی۔: قیامت قائم نہ ہوگی یہاں تک کہ دجال کذاب لوگ نکلیں گے :یہودیوں سے مسلمانوں کی لڑائی کے متعلق :(جب) قیامت قائم ہوگی (قیامت قریب ہوگی) تو تمام لوگوں سے زیادہ رومی (عیسائی) ہوں گے۔ :روم کی جنگ اور دجال کے نکلنے سے بہت پہلے زیادہ قتل ہونے والوں کے متعلق :دجال سے پہلے جو مسلمانوں کو فتوحات ملیں گی۔ :قسطنطنیہ کی فتح کے متعلق :اس لشکر کا زمین میں دھنس جانا جو کہ بیت اللہ (کو نقصان پہنچانے کے ارادہ سے) آئے گا۔ :قیامت سے پہلے مدینہ کے گھر اور آبادی کے متعلق :کعبہ کو حبشہ کا پتلی پنڈلیوں والا بادشاہ ویران کرے گا۔ :عراق کے اپنے درہم روک لینے کے متعلق :امانت اور ایمان کے دلوں سے اٹھا لئے جانے کے متعلق :آخر زمانہ میں خلیفہ (مہدی) آئے گا جو مال کی لپیں بھر بھر کر دے گا۔ :(قیامت کی) وہ نشانیاں جو قیامت سے پہلے آئیں گی۔ :اندھیری رات کی طرح (سخت) فتنوں سے پہلے (نیک) اعمال میں جلدی کرو۔ :چھ چیزوں سے پہلے (نیک) اعمال میں جلدی کرو :خونریزی کے دور میں عبادت کرنا :ابنِ صیاد کے قصہ کے بارے میں۔ :(قیامت کی) نشانیوں میں سے پہلی یہ ہے کہ مغرب کی طرف سے سورج طلوع ہوگا۔ :دجال کی صفت اور اس کے (دنیا میں) نکلنے اور جساسہ کی حدیث کے متعلق :اصبہان شہر کے ستر ہزار یہودی دجال کی پیروی کریں گے :لوگوں کا دجال سے بھاگنا اور اس زمانہ میں عربوں کا کم

ہونا : آدم علیہ السلام کی پیدائش سے قیامت تک دجال سے (شر وفساد کے لحاظ سے) بڑی کوئی مخلوق نہیں ہے: عیسیٰ علیہ السلام کا نازل ہونا اور صلیب کا توڑنا اور خنزیر کا قتل ہونا : میں قیامت کیساتھ اس طرح بھیجا گیا ہوں: قیامت قائم ہوگی اور آدمی دودھ دوہتا ہوگا ابھی دودھ اس کے منہ تک نہ پہنچا ہوگا کہ قیامت قائم ہو جائے گی۔ : صور کے دو پھونکوں کے درمیان چالیس کا فاصلہ ہوگا اور انسان کا سارا جسم گل جائے گا سوائے ریڑھ کی ہڈی کے : مَردوں کو زیادہ نقصان دینے والا فتنہ عورتیں ہیں : عورتوں کے فتنے سے ڈرانا/ دنیا سے بے رغبتی اور دل کو نرم کرنے والی باتوں کے بارے میں // نبی (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) اور ان کی آل کی گزران میں تنگی: (بعض اوقات) آپ (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) ردی کھجور بھی نہ پاتے کہ اپنا پیٹ اس سے بھر لیں/: فقراء مہاجرین غنی لوگوں سے پہلے جنت میں جائیں گے۔/ : جنت کی اکثریت غریب لوگ ہوں گے: دنیا میں شوق نہ کرنے اور اس دنیا کے اللہ کے پاس ذلیل ہونے کے متعلق: دنیا (کے مال) کی فراوانی اور اس میں شوق کرنے کا خوف: دنیا (کے مال) فتح ہونے کے وقت آپس میں حسد اور مال میں شوق کرنے کا خوف: دنیا آخرت کے مقابلہ اتنی ہے جیسے انگلی دریا میں ڈبوئی جائے: دنیا (کے مال) کے ذریعہ آسائش کے متعلق اور (انسان) دنیا میں کیسے عمل کرے؟: دنیا (کے مال) کی کمی اور اس پر صبر اور درختوں کے پتے کھانے کے متعلق : میت (کے پاس) سے اس کے اہل وعیال اور مال کا واپس آجانا لیکن اس کا عمل اس کے پاس رہ جاتا ہے۔: اس کی طرف دیکھو جو تم سے (دنیاوی مال واس // میں) کم ہو۔: اللہ تعالیٰ اس بندے کو پسند کرتا ہے جو پرہیز گار، دولت مند، ایک کونہ میں رہنے والا ہو: جس نے اپنے عمل میں اللہ سبحانہٗ وتعالیٰ کے علاوہ کسی اور کو شریک کرلیا: جو (اپنا نیک عمل لوگوں کو) سنوائے گا اور اپنے عمل میں ریا کاری کرے گا۔ : مومن کے ہر

معاملے میں بھلائی ہوتی ہے۔: دینی معاملات میں آزمائش پر صبر کرنے اور اصحاب الاخدود کے قصہ کے متعلق

www.IqbalCyberLibrary.Net
All rights reserved.
©2002-2006

قرآن مجید کے فضائل

اہم عنوانات (صفحہ نمبر 316 سے صفحہ نمبر 364 تک)

:سورۂ فاتحہ کے بارے میں:قرآن اور (خصوصاً) سورۂ بقرہ اور آلِ عمران پڑھنے
کے بارے میں : آیۃ الکرسی کی فضیلت :سورۃ بقریہ کی آخری آیات کے متعلق :
سورۃ کہف کی فضیلت :سورۃ اخلاص کی تلاوت کرنے کی فضیلت// معوذتین
(قُلْ أَعُوْذُ بِرَبِّ الْفَلَقِ اور قُلْ أَعُوْذُ بِرَبِّ النَّاسِ) کی قرأت کی
فضیلت / جو شخص قرآن کی وجہ سے بلند مقام دیا جاتا ہے

قرآن سیکھنے کی فضیلت

اہم عنوانات (صفحہ نمبر 365 سے صفحہ نمبر 372 تک)

:اس کی مثال جوقرآن پڑھتا ہےاور جونہیں پڑھتااس کی مثال/:قرآن کا ماہراور اس شخص کے متعلق جس پرقرآن پڑھنامشکل ہو:قرآن پڑھنے سے(اللہ کی طرف سے)سکون نازل ہوتا ہے:دوچیزوں کے علاوہ کسی چیز میں رشک(اتنا اچھا)نہیں ہے(جتنا ان دو میں)۔:قرآن کوزیادہ تلاوت کے ذریعے یادرکھنے کا حکم:قرآن کی تلاوت کرتے وقت آواز کوخوبصورت بنانا:قرآن کی قرأت میں ترجیع کرنا(سُر لگانا یا خوبصورت کرکے پڑھنا)۔:رات کواونچی آواز سے قرأت کرنا اوراس کوتوجہ سے سننا:قرآن سات حرفوں(قرأتوں)پرنازل ہوا:نبی(صلی اللہ علیہ والہ وسلم) کا کسی دوسرے پرقرآن پڑھنا :نبی(صلی اللہ علیہ والہ وسلم) کا جنوں پرقرآن پڑھنا:نبی(صلی اللہ علیہ والہ وسلم) کااپنے علاوہ کسی سے قرآن سننا:قرآن کے بارے میں اختلاف کرنے سے ڈانٹ

تفسیر (قرآن مجید)

اہم عنوانات (صفحہ نمبر 373 سے صفحہ نمبر 407 تک)

اللہ تعالیٰ کے فرمان ..... کے متعلق:

www.IqbalCyberLibrary.Net
All rights reserved.
©2002-2006

باب: گرگٹوں کو مارنے کے بارے میں۔

1501: سیدنا ابو ہریرہؓ کہتے ہیں کہ رسول اللہ (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) نے فرمایا کہ جو شخص گرگٹ کو پہلی مار میں مارے، اسکو اتنا ثواب ہے اور جو دوسری مار میں مارے، اسکو اتنا ثواب ہے لیکن پہلی بار سے کم اور جو تیسری مار میں مارے، اسکو اتنا ثواب ہے لیکن دوسری بار سے کم۔ ایک دوسری روایت میں ہے کہ نبی (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) نے فرمایا: جو شخص گرگٹ کو پہلی مار میں مارے اس کی سو نیکیاں لکھی جائیں گی اور جو دوسری مار میں مارے، اس کو اس سے کم اور جو تیسری مار میں مارے، اس کو اس سے کم۔

باب: مکوڑوں اور چیونٹیوں کو مارنے کے بارے میں۔

1502: سیدنا ابو ہریرہؓ نبی (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) سے روایت کرتے ہیں کہ آپ (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) نے فرمایا: پیغمبروں میں سے ایک پیغمبر ایک درخت کے نیچے اترے، ان کو ایک چیونٹی نے کاٹا تو ان کے حکم سے چیونٹیوں کا چھتہ نکالا گیا پھر انہوں نے حکم دیا تو وہ جلا دیا گیا۔ تب اللہ تعالیٰ نے ان کو وحی بھیجی کہ ایک چیونٹی کو (جس نے کاٹا تھا) تو نے سزا دی ہوتی (دوسری چیونٹیوں کا کیا قصور تھا)۔

باب: بلی کو مارنے کے متعلق۔

1503: سیدنا عبداللہ بن عمرؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) نے فرمایا: ایک عورت کو بلی کی وجہ سے عذاب ہوا۔ اس نے بلی کو پکڑے رکھا یہاں تک کہ وہ مر گئی، پھر اسی بلی کی وجہ سے وہ جہنم میں گئی۔ جب اس نے بلی کو قید میں رکھا تو نہ کھانا دیا، نہ پانی اور نہ اس کو چھوڑا کہ وہ زمین کے جانور کھاتی (اس نے بلی کو

تڑپا تڑپا کر مارا تھا اس لئے جہنم میں گئی)۔

باب: چوہے کے بارے میں اور یہ کہ یہ مسخ شدہ ہیں۔

1504: سیدنا ابو ہریرہؓ کہتے ہیں کہ رسول اللہ (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) نے فرمایا: بنی اسرائیل کا ایک گروہ گم ہو گیا تھا، معلوم نہ ہوا کہ وہ کہاں گیا میں سمجھتا ہوں کہ وہ گروہ چوہے ہیں (مسخ ہو کر)۔ کیا تم نہیں دیکھتے کہ جب چوہوں کے لئے اونٹ کا دودھ رکھا جائے تو وہ نہیں پیتے اور جب بکری کا دودھ رکھو تو پی لیتے ہیں (گویا قرینہ یہ ہے کہ چوہے وہ بنی اسرائیل کے لوگ ہوں جو مسخ ہوئے تھے اگرچہ وہ زندہ نہ رہے ہوں اس لئے کہ بنی اسرائیل کی شریعت میں اونٹ کا گوشت اور اونٹ کا دودھ حرام تھا) سیدنا ابو ہریرہؓ نے کہا کہ میں نے یہ حدیث سیدنا کعب سے بیان کی تو انہوں نے کہا کہ تم نے یہ رسول اللہ (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) سے سنا ہے؟ میں نے کہا کہ ہاں۔ پھر انہوں نے کئی بار پوچھا، تو میں نے کہا کہ کیا میں تورات پڑھتا ہوں؟ (جو اس میں دیکھ کر یہ روایت میں نے حاصل کی ہو میرا تو سارا علم رسول اللہ (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) سے سنا ہوا ہے) ایک دوسری روایت میں ہے کہ سیدنا ابو ہریرہؓ نے جواب دیا کہ کیا مجھ پر تورات نازل ہوتی ہے (جس سے پڑھ کر میں تمہیں بتاتا ہوں)؟

باب: جانوروں کو پانی پلانے کے متعلق۔

1505: سیدنا ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) نے فرمایا: ایک شخص راہ میں بہت پیاس کی حالت میں جا رہا تھا کہ اسے ایک کنواں ملا۔ وہ اس میں اترا اور پانی پی لیا۔ پھر نکلا تو ایک کتے کو دیکھا کہ اس نے (پیاس کی وجہ سے) اپنی زبان نکالی ہوئی ہے اور ہانپ رہا ہے اور گیلی مٹی چاٹ رہا ہے۔ وہ شخص

بولا کہ اس کتے کا یہ حال پیاس کے مارے ویسا ہی ہے جیسا میرا حال تھا۔ پھر وہ کنوئیں میں اترا اور اپنے موزے میں پانی بھرا، اور موزہ منہ میں لے کر اوپر چڑھا اور وہ پانی کتے کو پلایا تو اللہ تعالیٰ نے اس کی یہ نیکی قبول کی اور اس کو بخش دیا۔ لوگوں نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ! ہمیں ان جانوروں کو کھلانے اور پلانے میں بھی ثواب ہے؟ آپ (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) نے فرمایا کہ ہر تازے جگر والے میں ثواب ہے (یہ اس لئے کہا کہ مرے ہوئے حیوان کا جسم اور جگر خشک ہو جاتا ہے)

شعروغیرہ کابیان

باب:شعراوراس کے پڑھنے کے بارے میں۔

1506: سیدنا شریدؓ کہتے ہیں کہ میں ایک دن رسول اللہ (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) کے پیچھے سوار ہوا، آپ (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) نے فرمایا: تجھے امیہ بن ابی صلت کے کچھ شعر یاد ہیں؟ میں نے کہا جی ہاں۔ آپ (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) نے فرمایا کہ پڑھ۔ میں نے ایک بیت پڑھا۔ آپ (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) نے فرمایا کہ اور پڑھ۔ میں نے ایک اور پڑھا تو آپ (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) نے فرمایا کہ اور پڑھ یہاں تک کہ میں نے سو ابیات پڑھے۔

باب: سب سے سچی بات جو کسی شاعر نے کہی (وہ کونسی ہے؟)

1507: سیدنا ابوہریرہؓ کہتے ہیں کہ رسول اللہ (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) نے فرمایا: شاعروں میں سب سے زیادہ سچ کلام لبید کا یہ کلام ہے کہ ''خبردار اللہ کے علاوہ ہر چیز لغو ہے'' اور ابوصلت کا بیٹا امیہ اسلام کے قریب تھا (کیونکہ اس کے عقائد اچھے تھے گو وہ اسلام سے محروم رہا)۔

باب:شعر سے پیٹ بھرنے کی کراہت۔

1508: سیدنا سعد بن ابی وقاصؓ نبی (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) سے روایت کرتے ہیں کہ آپ نے فرمایا: اگر کسی مرد کا پیٹ پیپ سے بھرے، یہاں تک کہ اس کے پھیپھڑے تک پہنچے تو یہ اس کے حق میں شعروں سے اپنا پیٹ بھرنے سے بہتر ہے۔ (یعنی اشعار میں اتنا مصروف ہو جانا کہ قرآن وحدیث وعلوم دینیہ سے غافل ہو جائے)۔

باب: تعریف کرنے والوں کے مونہوں میں مٹی ڈالنے کا بیان۔

1509: ہمام بن حارث سے روایت ہے کہ ایک شخص سیدنا عثمانؓ کی تعریف کرنے لگا۔ سیدنا مقدادؓ اپنے گھٹنوں کے بل بیٹھے، (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) وروہ ایک موٹے آدمی تھے اور تعریف کرنے والے کے منہ میں کنکریاں ڈالنے لگے۔ سیدنا عثمانؓ نے کہا کہ اے مقداد! تمہیں کیا ہوا؟ وہ بولے کہ رسول اللہ (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) نے فرمایا ہے کہ جب تم تعریف کرنے والوں کو دیکھو تو ان کے منہ میں خاک ڈال دو۔

باب: تزکیہ اور مدح کی کراہت کے بارے میں۔

1510: سیدنا ابوبکرہؓ نبی (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) کے سامنے ایک شخص کا ذکر آیا تو ایک شخص بولا کہ یا رسول اللہ! اللہ کے رسول کے بعد کوئی شخص فلاں فلاں کام میں اس شخص سے بہتر نہیں۔ رسول اللہ (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) نے فرمایا کہ ہائے تو نے اپنے صاحب کی گردن کاٹ لی، کئی بار ایسا ہی فرمایا۔ پھر فرمایا کہ اگر تم میں سے کوئی اپنے بھائی کی تعریف کرنا ضروری سمجھے (اگر وہ واقعی ایسا ہو) تو یوں کہے کہ میں خیال کرتا ہوں کہ وہ ایسا ہے اس پر بھی میں اللہ کے سامنے کسی کو اچھا نہیں کہتا (یعنی معلوم نہیں کہ وہ اللہ کے نزدیک کیا ہے کیونکہ یہ علم اللہ کے سوا کسی کو نہیں یا جس کو اللہ بتائے)۔

باب: چوسر کے ساتھ کھیلنے کے متعلق۔

1511: سیدنا بریدہؓ سے روایت ہے کہ نبی (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) نے فرمایا کہ جو شخص چوسر کھیلا اس نے گویا اپنے ہاتھ سؤر کے گوشت اور سؤر کے خون سے رنگے۔

خوابوں کا بیان

باب: نبی (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) کے خواب کے بیان میں۔

1512: سیدنا انس بن مالکؓ کہتے ہیں کہ رسول اللہ (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) نے فرمایا: میں نے ایک رات کو نیند کی حالت میں دیکھنے والے کی طرح (خواب) دیکھا کہ جیسے ہم عقبہ بن رافع کے گھر میں ہیں، پس ہمارے آگے تر کھجوریں لائی گئیں، جس کو ابن طاب کی کھجور کا نام دیا جاتا ہے۔ میں نے اس کی تعبیر یہ کی کہ ہمارا درجہ دنیا میں بلند ہوگا، آخرت میں نیک انجام ہوگا اور یقیناً ہمارا دین بہتر اور عمدہ ہے

1513: سیدنا ابوموسیٰ اشعریؓ نبی (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) سے روایت کرتے ہیں کہ آپ (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) نے فرمایا: میں نے خواب میں دیکھا کہ میں مکہ سے اس زمین کی طرف ہجرت کرتا ہوں جہاں کھجور کے درخت ہیں، میرا گمان یمامہ اور حجر کی طرف گیا لیکن وہ مدینہ نکلا، جس کا نام یثرب بھی ہے اور میں نے اپنے اسی خواب میں دیکھا کہ میں نے تلوار کو ہلایا تو وہ اوپر سے ٹوٹ گئی، اس کی تعبیر اُحد کے دن مسلمانوں کی شکست نکلی۔ پھر میں نے تلوار کو دوسری بار ہلایا تو آگے سے ویسی ہی ثابت اور اچھی ہوگئی۔ اس کی تعبیر یہ نکلی کہ اللہ تعالیٰ نے فتح نصیب کی اور مسلمانوں کی جماعت قائم ہوگئی (یعنی جنگ اُحد کے بعد خیبر اور مکہ فتح ہوا اور اسلام کے لشکر نے زور پکڑا) اور میں نے اسی خواب میں گائیں دیکھیں (جو کاٹی جاتی تھیں) اور اللہ تعالیٰ بہتر ہے (جیسے یہ جملہ بولا جاتا ہے اللہ خیر) اس سے مسلمانوں کے وہ لوگ مراد تھے جو اُحد میں شہید ہوئے اور خیر سے مراد وہ خیر تھی جو اللہ تعالیٰ نے اس کے بعد بھیجی اور سچائی کا ثواب جو اللہ تعالیٰ نے ہمیں بدر کے بعد عنایت کیا۔

باب: نبی (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) کا خواب میں مسیلمہ کذاب اور اسود عنسی کذاب کے متعلق

1514: سیدنا ابن عباسؓ کہتے ہیں کہ مسیلمہ کذاب (جو نبوت کا جھوٹا دعویٰ کرتا تھا اور اسی وجہ سے اس کا لقب کذاب ہوا، رسول اللہ (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) کی وفات کے بعد مع اپنے تابعین کے مارا گیا) رسول اللہ (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) کے زمانے میں مدینہ منورہ میں آیا اور کہنے لگا کہ اگر محمد (ا) مجھے اپنے بعد خلافت دیں تو میں ان کی پیروی کرتا ہوں۔ مسیلمہ کذاب اپنے ساتھ اپنی قوم کے بہت سے لوگ لے کر آیا تھا۔ رسول اللہ (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) اس کے پاس تشریف لائے اور آپ (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) کے ساتھ ثابت بن قیس بن شماسؓ تھے اور آپ (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) کے ہاتھ میں لکڑی کا ایک ٹکڑا تھا۔ آپ (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) مسیلمہ کے لوگوں کے پاس ٹھہرے اور فرمایا کہ اے مسیلمہ! اگر تو مجھ سے یہ لکڑی کا ٹکڑا مانگے تو بھی تجھ کو نہ دوں گا اور میں (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) اللہ کے حکم کے خلاف تیرے بارے میں فیصلہ کرنے والا نہیں اور اگر تو میرا کہنا نہ مانے گا تو اللہ تعالیٰ تجھ کو قتل کرے گا (آپ (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) کا یہ فرمانا صحیح ہو گیا) اور یقیناً تجھے وہی جانتا ہوں جو مجھے تیرے بارہ میں خواب میں دکھایا گیا ہے اور یہ ثابت تجھے میری طرف سے جواب دے گا۔ پھر آپ (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) وہاں سے چلے گئے۔ سیدنا ابن عباسؓ نے کہا کہ میں نے لوگوں سے پوچھا کہ یہ نبی (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) نے کیا فرمایا کہ تو وہی ہے جو مجھے خواب میں تیرے بارے دکھلایا گیا، تو سیدنا ابو ہریرہؓ نے مجھ سے بیان کیا کہ رسول اللہ (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) نے بیان کیا کہ میں سو رہا تھا کہ میں نے (خواب میں) اپنے ہاتھ میں سونے کے دو کنگن

دیکھے، وہ مجھے بُرے معلوم ہوئے اور خواب ہی میں مجھ پر القا کیا گیا کہ ان کو پھونک مارو، میں نے پھونکا تو وہ دونوں اُڑ گئے۔ میں نے ان کی تعبیر یہ کی کہ اس سے مراد دو جھوٹے ہیں، جو میرے بعد نکلیں گے۔ ان میں سے ایک عنسی صنعاء والا اور دوسرا یمامہ والا (مسیلمہ کذاب) ہے۔

باب: نبی (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) کا قول کہ جس نے مجھے خواب میں دیکھا، تحقیق اس نے مجھے سچ مچ دیکھا۔

1515: سیدنا ابوہریرہؓ کہتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) سے سنا، آپ (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) فرماتے تھے کہ جو شخص مجھے خواب میں دیکھے، وہ عنقریب مجھے جاگتے میں بھی دیکھے گا یا فرمایا کہ جو خواب میں مجھے دیکھے، اس نے مجھے بیداری میں دیکھا۔ شیطان میری صورت نہیں بن سکتا۔ ابوسلمہ نے کہا کہ ابوقتادہ نے کہا کہ رسول اللہ (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) نے فرمایا: جس نے مجھے دیکھا، اس نے سچ دیکھا۔

باب: اچھا خواب اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہے اور برا خواب شیطان کی طرف سے ہے۔

1516: ابوسلمہ کہتے ہیں کہ میں نے سیدنا ابوقتادہؓ سے سنا، وہ کہتے تھے کہ میں نے رسول اللہ (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) سے سنا، آپ (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) فرماتے تھے کہ اچھا خواب اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہے اور برا خواب شیطان کی طرف سے۔ پھر جب کوئی تم میں سے ناپسندیدہ خواب دیکھے تو بائیں طرف تھوکے یا (تھوکے بغیر) تھوتھو کرے اور اللہ کی پناہ مانگے اس کے شر سے، پھر وہ خواب اس کو ضرر نہیں پہنچائے گا۔ ابوسلمہ نے کہا کہ میں بعض خواب ایسے دیکھتا جو کہ پہاڑ سے بھی زیادہ

مجھ پر بھاری ہوتے، لیکن جب میں نے یہ حدیث سنی تو مجھ کو کچھ پرواہ نہ رہی۔

باب: اچھا خواب اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہے اور (خواب میں) جو کوئی ناپسندیدہ بات دیکھے تو کسی کو بیان نہ کرے۔

1517: ابوسلمہ کہتے ہیں کہ میں بعض خواب ایسے دیکھتا کہ (اس کے ڈر کی وجہ سے) بیمار ہو جاتا تھا۔ پھر میں ابوقتادہؓ سے ملا (ان سے اس بارہ میں پوچھا) انہوں نے کہا کہ میرا بھی یہی حال تھا، یہاں تک کہ میں نے رسول اللہ (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) سے سنا، آپ (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) فرماتے تھے کہ اچھا خواب اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہوتا ہے۔ پس جب تم میں سے کوئی اچھا خواب دیکھے تو بیان نہ کرے مگر اپنے دوست سے اور جب بُرا خواب دیکھے تو بائیں طرف تین بار تھوکے اور شیطان کے شر سے اللہ کی پناہ مانگے اور کسی سے بیان نہ کرے تو اس کو نقصان نہ ہوگا۔

باب: اگر ناپسندیدہ (خواب) دیکھے تو وہ پناہ مانگے اور کروٹ بدل لے۔

1518: سیدنا جابرؓ رسول اللہ (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) سے بیان کرتے ہیں کہ آپ (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) نے فرمایا: جب تم میں سے کوئی ایسا خواب دیکھے جس کو بُرا سمجھے، تو بائیں طرف تین بار تھوکے اور تین بار شیطان سے اللہ تعالیٰ کی پناہ مانگے اور جس کروٹ پر لیٹا ہو، اس سے پھر جائے۔

باب: مومن کا خواب نبوت کے چھیالیس حصوں میں سے ایک حصہ ہے۔

1519م: سیدنا عبادہ بن صامتؓ کہتے ہیں کہ رسول اللہ (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) نے فرمایا: مومن کا خواب نبوت کے چھیالیس حصوں میں سے ایک حصہ ہے۔ (یعنی نبوت میں چھیالیس اہم چیزیں ہوتی ہیں ان میں ایک سچا خواب ہے)۔

باب: نیک خواب نبوت کے ستر حصوں میں سے ایک حصہ ہے۔

1519: سیدنا ابن عمرؓ کہتے ہیں کہ رسول اللہ (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) نے فرمایا: نیک خواب نبوت کے ستر حصوں میں سے ایک حصہ ہے۔ (یہ باب اور حدیث تحقیق البانی والی کتاب میں نہیں ہے)۔

باب: جب زمانہ قیامت کے قریب ہوگا تو مسلمان کا خواب جھوٹا نہ ہوگا۔

1520: سیدنا ابو ہریرہؓ نبی (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) سے روایت کرتے ہیں کہ آپ (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) نے فرمایا: جب قیامت قریب آ جائے گی تو مسلمان کا خواب جھوٹ نہ ہوگا اور تم میں سے سچا خواب اسی کا ہوگا جو باتوں میں سچا ہے اور مسلمان کا خواب نبوت کے پینتالیس حصوں میں سے ایک حصہ ہے۔ اور خواب تین طرح کا ہے، ایک تو نیک خواب جو اللہ تعالیٰ کی طرف سے خوشخبری ہو اور دوسرے رنج کا خواب جو شیطان کی طرف سے ہے اور تیسرے وہ خواب جو اپنے دل کا خیال ہو۔ پھر جب تم میں سے کوئی بُرا خواب دیکھے تو کھڑا ہو کر نماز پڑھے اور لوگوں سے بیان نہ کرے۔ اور میں خواب میں بیڑیاں پڑی دیکھنا اچھا سمجھتا ہوں اور گلے میں طوق بُرا سمجھتا ہوں۔ راوی (ایوب) نے کہا کہ میں نہیں جانتا کہ یہ کلام حدیث میں داخل ہے یا ابن سیرین کا کلام ہے۔

باب: خواب کی تعبیر کے متعلق جو وارد ہوا ہے۔

1521: عبید اللہ بن عبداللہ بن عتبہ سے روایت ہے کہ سیدنا عبداللہ بن عباسؓ بیان کرتے تھے کہ ایک آدمی رسول اللہ (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) کے پاس آیا اور کہنے لگا کہ یا رسول اللہ! میں نے رات کو خواب میں دیکھا کہ بادل کے ٹکڑے سے گھی اور شہد ٹپک رہا ہے، لوگ اس کو اپنے ہاتھوں سے لیتے ہیں کوئی زیادہ لیتا ہے اور کوئی کم۔ اور میں نے دیکھا کہ آسمان سے زمین تک ایک رسی لٹکی ہے، آپ (صلی اللہ علیہ

والہ وسلم) اس کو پکڑ کر اوپر چڑھ گئے ۔ پھر آپ کے بعد ایک شخص نے اس کو تھاما، وہ بھی چڑھ گیا ۔ پھر ایک اور شخص نے تھاما وہ بھی چڑھ گیا ۔ پھر ایک اور شخص نے تھاما تو وہ ٹوٹ گئی ، پھر جڑ گئی اور وہ بھی اوپر چلا گیا ۔ یہ سن کر سیدنا ابوبکر صدیقؓ نے کہا کہ یا رسول اللہ ! میرا باپ آپ پر قربان ہو مجھے اس کی تعبیر بیان کرنے دیجئے ۔ آپ (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) نے فرمایا کہ اچھا بیان کر ۔ سیدنا ابوبکرؓ نے کہا کہ وہ بادل کا ٹکڑا تو اسلام ہے اور گھی اور شہد سے قرآن کی حلاوت اور نرمی مراد ہے اور لوگ جو زیادہ اور کم لیتے ہیں وہ بھی بعضوں کو بہت قرآن یاد ہے اور بعضوں کو کم اور وہ رسی جو آسمان سے زمین تک لٹکی ہے وہ دین حق ہے جس پر آپ (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) ہیں ۔ پھر اللہ آپ (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) کو اسی دین پر اپنے پاس بلا لے گا آپ کے بعد ایک اور شخص (آپ (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) کا خلیفہ) اس کو تھامے گا وہ بھی اسی طرح چڑھا جائے گا پھر اور ایک شخص تھامے گا اور اس کا بھی یہی حال ہوگا ۔ پھر ایک اور شخص تھامے گا تو کچھ خلل پڑے گا لیکن وہ خلل آخر مٹ جائے گا اور وہ بھی چڑھ جائے گا ۔ یا رسول اللہ ! میرے ماں باپ آپ پر قربان ہوں مجھ سے بیان فرمائیے کہ میں نے ٹھیک تعبیر بیان کی ؟ آپ (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) نے فرمایا کہ تو نے کچھ ٹھیک کہا کچھ غلط کہا ۔ سیدنا ابوبکرؓ نے کہا کہ اللہ کی قسم یا رسول اللہ ! آپ بیان کیجئے کہ میں نے کیا غلطی کی ؟ آپ (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) نے فرمایا کہ قسم مت کھا ۔

باب : خواب میں شیطان کے کھیل کو دیکھے تو وہ بیان نہ کرے ۔

1522 : سیدنا جابر بن عبداللہؓ بیان کرتے ہیں کہ ایک دیہاتی رسول اللہ (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) کے پاس آیا اور کہنے لگا کہ یا رسول اللہ ! میں نے خواب میں دیکھا کہ میرا سر کاٹا گیا ، وہ ڈھلکتا جا رہا ہے اور میں اس کے پیچھے دوڑ رہا ہوں ۔ آپ

(صلی اللہ علیہ والہ وسلم) نے فرمایا کہ وہ (خواب) لوگوں سے مت بیان کر کہ جو شیطان تجھ سے خواب میں کھیلتا ہے۔ سیدنا جابرؓ نے کہا کہ اس کے بعد میں نے آپ (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) سے خطبہ میں یہ فرماتے ہوئے سنا کہ تم میں سے کوئی وہ بات بیان نہ کرے جو کہ شیطان اس سے خواب میں کھیلے۔

WWW.IqbalCyberLibrary.Net
All rights reserved.
©2002-2006

نبی (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) کے فضائل

باب: نبی (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) کا (نبوت کیلئے) چنا جانا۔

1523: سیدنا واثلہ بن الاسقعؓ کہتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ سے سنا، آپ (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) فرماتے تھے کہ اللہ جل جلالہٗ نے سیدنا اسمٰعیل علیہ السلام کی اولاد میں سے کنانہ کو چنا اور قریش کو کنانہ میں سے اور بنی ہاشم کو قریش میں سے اور مجھے بنی ہاشم میں سے چنا۔

باب: نبی (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) کا قول کہ میں اولاد آدم کا سردار ہوں۔

1524: سیدنا ابوہریرہؓ کہتے ہیں کہ رسول اللہ (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) نے فرمایا: میں قیامت کے دن آدم کی اولاد کا سردار ہوں گا۔ اور سب سے پہلے میری قبر پھٹے گی اور میں سب سے پہلے شفاعت کروں گا اور سب سے پہلے میری ہی شفاعت قبول ہوگی۔

باب: اس کی مثال جو نبی (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) مبعوث کئے گئے ہیں ہدایت اور علم کیساتھ

1525: سیدنا ابوموسیٰ اشعریؓ نبی (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) سے روایت کرتے ہیں کہ آپ (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) نے فرمایا: اس کی مثال جو اللہ نے مجھے ہدایت اور علم دیا، ایسی ہے جیسے زمین پر بارش برسی اور اس (زمین) میں کچھ حصہ ایسا تھا جس نے پانی کو چوس لیا اور چارا اور بہت سا سبزہ اگایا۔ اور اس کا کچھ حصہ کڑا سخت تھا، اس نے پانی کو جمع رکھا، پھر اللہ تعالیٰ نے اس (پانی) سے لوگوں کو فائدہ پہنچایا کہ انہوں نے اس میں سے پیا، پلایا اور چرایا۔ اور اس کا کچھ حصہ چٹیل میدان ہے کہ نہ تو پانی کو روکے اور نہ گھاس اگائے۔ (جیسے چکنی چٹان کہ پانی لگا اور چل دیا) تو یہ اس

کی مثال ہے کہ جس نے اللہ کے دین کو سمجھا اور اللہ نے اس کو اس چیز سے فائدہ دیا جو مجھے عطا فرمائی، اس نے آپ بھی جانا اور دوسروں کو بھی سکھایا اور جس نے اس طرف سر نہ اٹھایا (یعنی توجہ نہ کی) اور اللہ کی ہدایت کو جس کو میں دے کر بھیجا گیا قبول نہ کیا۔

1526: سیدنا ابوموسیٰؓ نبی (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) سے روایت کرتے ہیں کہ آپ (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) نے فرمایا: میری مثال اور میرے دین کی مثال جو کہ اللہ نے مجھے دیکر بھیجا ہے، ایسی ہے جیسے اس شخص کی مثال جو اپنی قوم کے پاس آیا اور کہنے لگا کہ اے میری قوم! میں نے لشکر کو اپنی دونوں آنکھوں سے دیکھا ہے (یعنی دشمن کی فوج کو) اور میں صاف صاف ڈرانے والا ہوں، پس جلدی بھاگو۔ اب اس کی قوم میں سے بعض نے اس کا کہنا مانا اور وہ شام ہوتے ہی بھاگ گئے اور آرام سے چلے گئے اور بعض نے جھٹلایا اور وہ صبح تک اس ٹھکانے میں رہے اور صبح ہوتے ہی لشکر ان پر ٹوٹ پڑا اور ان کو تباہ کیا اور جڑ سے اکھیڑ دیا۔ پس یہی اس شخص کی مثال ہے جس نے میری اطاعت کی اور جو کچھ میں لے کر آیا ہوں اس کی اتباع کی اور جس نے میرا کہنا نہ مانا اور سچے دین کو جھٹلایا۔

باب: انبیاء علیہم السلام کے آنے کی تکمیل اور خاتمہ (نبوت) سیدنا محمد صلی اللہ علیہ والہ وسلم کے ذریعہ ہونا۔

1527: سیدنا ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) نے فرمایا: میری اور دوسرے پیغمبروں کی مثال جو کہ میرے سے پہلے ہو چکے ہیں، ایسی ہے جیسے کسی شخص نے گھر بنایا اور اس کی زیبائش اور آرائش کی، لیکن اس کے کونوں میں سے ایک کونے میں ایک اینٹ کی جگہ چھوڑ دی پس لوگ اس کے گرد پھرنے

لگے اور انہیں وہ عمارت پسند آئی اور وہ کہنے لگے کہ یہ تو نے ایک اینٹ یہاں کیوں نہ رکھ دی گئی؟ نبی (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) نے فرمایا کہ میں وہ اینٹ ہوں اور میں خاتم الانبیاء ہوں۔

باب: پتھر کا نبی (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) کو سلام کرنا۔

1528: سیدنا جابر بن سمرہؓ کہتے ہیں کہ رسول اللہ (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) نے فرمایا: میں اس پتھر کو پہچانتا ہوں جو مکہ میں ہے، وہ مجھے نبوت سے پہلے سلام کیا کرتا تھا۔ میں اس کو اب بھی پہچانتا ہوں۔

باب: نبی (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) کی انگلیوں کے درمیان سے پانی بہنا۔

1529: سیدنا انس بن مالکؓ سے روایت ہے کہ نبی (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) اور آپ (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) کے اصحاب (مقام) زوراء میں تھے {اور زوراء مدینہ میں مسجد اور بازار کے نزدیک ایک مقام ہے} آپ (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) نے پانی کا ایک پیالہ منگوایا اور اپنی ہتھیلی اس میں رکھ دی، تو آپ (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) کی انگلیوں کے درمیان سے پانی پھوٹنے لگا اور تمام اصحاب رضی اللہ عنہم نے وضو کر لیا۔ قتادہ نے کہا کہ میں نے انسؓ سے کہا کہ اے ابوحمزہ! اس وقت آپ کتنے آدمی ہوں گے؟ سیدنا انسؓ نے کہا کہ تین سو کے قریب تھے۔

باب: نبی صلی اللہ علیہ والہ وسلم (کی نبوت) کے نشانات پانی میں۔

1530: سیدنا معاذ بن جبلؓ کہتے ہیں کہ ہم غزوہ تبوک کے موقع پر رسول اللہ (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) کے ساتھ اس سال نکلے۔ آپ (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) اس سفر میں دو نمازوں کو جمع کرتے تھے۔ پس ظہر اور عصر دونوں ملا کر پڑھیں اور مغرب اور عشاء ملا کر پڑھیں۔ ایک دن آپ (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) نے نماز میں دیر کی۔

پھر نکلے اور ظہر اور عصر ملا کر پڑھیں پھر اندر چلے گئے۔ پھر اس کے بعد نکلے تو مغرب اور عشاء ملا کر پڑھیں اس کے بعد فرمایا کہ کل تم لوگ اگر اللہ تعالیٰ نے چاہا تو تبوک کے چشمے پر پہنچو گے اور دن نکلنے سے پہلے نہیں پہنچ سکو گے اور جو کوئی تم میں سے اس چشمے کے پاس جائے، تو اس کے پانی کو ہاتھ نہ لگائے جب تک میں نہ آؤں۔ سیدنا معاذؓ نے کہا کہ پھر ہم اس چشمے پر پہنچے اور ہم سے پہلے وہاں دو آدمی پہنچ گئے تھے۔ چشمہ کے پانی کا یہ حال تھا کہ جوتی کے تسمہ کے برابر ہوگا، وہ بھی آہستہ آہستہ بہہ رہا تھا۔ رسول اللہ (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) نے ان دونوں آدمیوں سے پوچھا کہ تم نے اس کے پانی میں ہاتھ لگایا؟ انہوں نے کہا کہ ہاں، تو آپ (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) نے ان کو بُرا کہا (اس لئے کہ انہوں نے حکم کے خلاف کیا تھا) اور اللہ تعالیٰ کو جو منظور تھا وہ آپ (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) نے ان کو سنایا۔ پھر لوگوں نے چلوؤں سے تھوڑا تھوڑا پانی ایک برتن میں جمع کیا تو آپ (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) نے اپنے دونوں ہاتھ اور منہ اس میں دھویا، پھر وہ پانی اس چشمہ میں ڈال دیا تو وہ چشمہ جوش مار کر بہنے لگا اور لوگوں نے (اپنے جانوروں اور آدمیوں کو) پانی پلانا شروع کیا۔ اس کے بعد آپ نے فرمایا کہ اے معاذ! اگر تیری زندگی رہی تو تو دیکھے گا کہ اس (چشمے) کا پانی باغوں کو بھر دے گا (یہ بھی آپ (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) کا ایک بڑا معجزہ تھا اس لشکر میں تیس ہزار آدمی تھے اور ایک روایت میں ہے کہ ستر ہزار آدمی تھے)۔

باب: نبی صلی اللہ علیہ والہ وسلم (کی وجہ سے) طعام میں برکت۔

1531: سیدنا جابرؓ سے روایت ہے کہ ایک آدمی رسول اللہ (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) کے پاس آیا اور آپ (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) سے کھانا طلب کر رہا تھا تو آپ (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) نے اس کو آدھا وسق جَو دیئے (ایک وسق ساٹھ صاع کا ہوتا ہے)۔ پھر وہ شخص، اس کی بیوی اور مہمان ہمیشہ اس میں کھاتے رہے، یہاں

تک کہ اس شخص نے اس کو ماپا۔ پھر وہ رسول اللہ (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) کے پاس آیا تو آپ (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) نے فرمایا کہ اگر تو اس کو نہ ماپتا تو ہمیشہ اس میں سے کھاتے اور وہ ایسا ہی رہتا (کیونکہ ان سے اللہ تعالیٰ کا بھروسہ جاتا رہا اور بے صبری ظاہر ہوئی پھر برکت کہاں رہے گی)۔

1532: سیدنا جابر بن عبداللہؓ کہتے ہیں کہ جب (مدینہ کے گرد) خندق کھودی گئی تو میں نے رسول اللہ (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) کو بھوکا پایا۔ میں اپنی بیوی کے پاس لوٹا اور کہا کہ تیرے پاس کچھ ہے؟ کیونکہ میں نے رسول اللہ (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) کو بہت بھوکا پایا ہے۔ اس نے ایک تھیلا نکالا جس میں ایک صاع جَو تھے اور ہمارے پاس بکری کا پلا ہوا بچہ تھا، میں نے اس کو ذبح کیا اور میری عورت نے آٹا پیسا۔ وہ بھی میرے ساتھ ہی فارغ ہوئی میں نے اس کا گوشت کاٹ کر ہانڈی میں ڈالا۔ اس کے بعد رسول اللہ (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) کے پاس پلٹنے لگا تو عورت بولی کہ مجھے رسول اللہ اور آپ (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) کے ساتھیوں کے سامنے رسوا نہ کرنا (کیونکہ کھانا تھوڑا ہے کہیں بہت سے آدمیوں کی دعوت نہ کر دینا)۔ میں آپ (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) کے پاس آیا اور چپکے سے عرض کیا کہ یا رسول اللہ! میں نے ایک بکری کا بچہ ذبح کیا ہے اور ایک صاع جَو کا آٹا جو ہمارے پاس تھا، تیار کیا ہے، آپ (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) چند لوگوں کو اپنے ساتھ لے کر تشریف لائیے۔ یہ سن کر رسول اللہ نے پکارا اور فرمایا کہ اے خندق والو! جابر نے تمہاری دعوت کی ہے تو چلو۔ اور آپ (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) نے فرمایا کہ اپنی ہانڈی کو مت اتارنا اور آٹے کی روٹی مت پکانا، جب تک میں نہ آ جاؤں۔ پھر میں گھر میں آیا اور رسول اللہ (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) بھی تشریف لائے۔ آپ (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) آگے آگے تھے اور لوگ آپ (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) کے پیچھے تھے۔ میں اپنی

عورت کے پاس آیا، وہ بولی کہ تو ہی پریشان ہوگا اور لوگ تجھے ہی بُرا کہیں گے۔ میں نے کہا کہ میں نے تو وہی کیا جو تو نے کہا تھا (لیکن رسول اللہ (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) نے اعلان کر دیا اور سب کو دعوت سنا دی) میں نے وہ آٹا نکالا تو رسول اللہ (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) نے اپنا لب مبارک اس میں ڈالا اور برکت کی دعا کی، پھر ہماری ہانڈی کی طرف چلے اور اس میں بھی تھوکا اور برکت کی دعا کی۔ اس کے بعد (میری عورت سے) فرمایا کہ ایک روٹی پکانے والی اور بلا لے جو تیرے ساتھ مل کر پکائے اور ہانڈی میں سے ڈوئی نکال کر نکالتی جا، اس کو اتارنا مت۔ سیدنا جابرؓ کہتے ہیں کہ آپ (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) کے ساتھ ایک ہزار آدمی تھے، پس میں قسم کھاتا ہوں کہ سب نے کھایا، یہاں تک کہ چھوڑ دیا اور لوٹ گئے اور ہانڈی کا وہی حال تھا، ابل رہی تھی اور آٹا بھی ویسا ہی تھا، اس کی روٹیاں بن رہی تھیں۔

1533: سیدنا عبدالرحمٰن بن ابی بکرؓ کہتے ہیں کہ ہم رسول اللہ (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) کے ساتھ ایک سو تیس آدمی تھے۔ آپ (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) نے فرمایا کہ کیا کسی پاس کھانا ہے؟ ایک شخص کے پاس ایک صاع اناج نکلا یا تھوڑا کم یا زیادہ۔ پھر وہ سب گوندھا گیا۔ پھر ایک مشرک آیا، جس کے بال بکھرے ہوئے تھے لمبا بکریاں لے کر ہانکتا ہوا رسول اللہ (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) کے پاس پہنچا تو آپ (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) نے فرمایا کہ تو (بکری) بیچتا ہے یا ہدیہ دیتا ہے؟ اس نے کہا کہ نہیں بیچتا ہوں۔ آپ (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) نے اس سے ایک بکری خریدی تو اس کا گوشت تیار کیا گیا اور آپ (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) نے اس کی کلیجی بھوننے کا حکم دیا۔ راوی نے کہا کہ اللہ کی قسم ان ایک سو تیس آدمی میں سے کوئی نہ رہا جس کے لئے آپ (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) نے اس کلیجی میں سے کچھ جدا نہ کیا ہو، اگر وہ موجود تھا تو اس کو دیدیا اور (اگر موجود نہ تھا تو) اس کا حصہ رکھ دیا۔ اور آپ (صلی

اللہ علیہ والہ وسلم) نے دو پیالوں میں گوشت نکالا، پھر ہم سب نے ان میں سے کھایا اور سیر ہو گئے بلکہ پیالوں میں کچھ بچ رہا، اس کو میں نے اونٹ پر لاد لیا یا ایسا ہی کہا (اس حدیث میں آپ (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) کے دو معجزے ہیں ایک تو کلیجی میں برکت اور دوسرے بکری میں برکت)۔

1534: سیدنا عبدالرحمٰن بن ابی بکرؓ سے روایت ہے کہ اصحابِ صُفہ محتاج لوگ تھے اور رسول اللہ (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) نے ایک بار فرمایا کہ جس کے پاس دو آدمیوں کا کھانا ہو وہ تین کو لے جائے۔ اور جس کے پاس چار کا ہو وہ پانچویں یا چھٹے کو بھی لے جائے اور سیدنا ابوبکرؓ تین آدمیوں کو لے آئے اور رسول اللہ (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) دس آدمیوں کو لے گئے (آپ (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) کے اہل وعیال بھی دس کے قریب تھے تو گویا آدھا کھانا مہمانوں کے لئے ہوا)۔ سیدنا عبدالرحمٰنؓ نے کہا کہ ہمارے گھر میں کوئی مَیں تھا سوائے میرے باپ اور میری ماں کے۔ راوی نے کہا کہ شاید اپنی بیوی کا بھی کہا اور ایک خادم جو میرے اور سیدنا ابوبکرؓ کے گھر میں تھا۔ سیدنا عبدالرحمٰنؓ نے کہا کہ سیدنا ابوبکرؓ نے رات کا کھانا رسول اللہ (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) کے ساتھ کھایا، پھر وہیں ٹھہرے رہے یہاں تک کہ عشاء کی نماز پڑھی گئی۔ پھر نماز سے فارغ ہو کر رسول اللہ (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) کے پاس لوٹ گئے اور وہیں رہے، یہاں تک کہ آپ اسو گئے۔ غرض بڑی رات گزرنے کے بعد جتنی اللہ تعالیٰ کو منظور تھی سیدنا ابوبکرؓ گھر آئے اور ان کی بیوی نے کہا کہ تم اپنے مہمانوں کو چھوڑ کر کہاں رہ گئے تھے؟ سیدنا ابوبکرؓ نے کہا کہ تم نے ان کو کھانا نہیں کھلایا؟ انہوں نے کہا کہ مہمانوں نے تمہارے آنے تک نہیں کھایا اور انہوں نے مہمانوں کے سامنے کھانا پیش کیا تھا لیکن مہمان ان پر نہ کھانے میں غالب ہوئے۔ سیدنا عبدالرحمٰنؓ نے کہا کہ میں تو (سیدنا ابوبکرؓ کی ناراضگی کے ڈر

سے) چھپ گیا تو انہوں نے مجھے پکارا کہ اے سست مجہول یا احمق! تیری ناک کٹے اور مجھے بُرا کہا اور مہمانوں سے کہا کہ کھاؤ اگر چہ یہ کھانا خوشگوار نہیں ہے (کیونکہ بے وقت ہے)۔ اور سیدنا ابوبکرؓ نے کہا کہ میں اللہ کی قسم میں اس کو کبھی بھی نہ کھاؤں گا۔ سیدنا عبدالرحمٰنؓ نے کہا کہ اللہ کی قسم ہم جو لقمہ اٹھاتے نیچے وہ کھانا اتنا ہی بڑھ جاتا، یہاں تک کہ ہم سیر ہو گئے اور کھانا جتنا پہلے تھا اس سے بھی زیادہ ہو گیا۔ سیدنا ابوبکرؓ نے اس کھانے کو دیکھا کہ وہ اتنا ہی ہے یا زیادہ ہو گیا ہے تو انہوں نے اپنی عورت سے کہا کہ اے بنی فراس کی بہن (ان کا نام اُمّ رومان تھا اور بنی فراس ان کا قبیلہ تھا) یہ کیا ہے؟ وہ بولی کہ میری آنکھوں کی ٹھنڈک کی قسم (یعنی رسول اللہ (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) کی) کہ یہ تو پہلے سے بھی زیادہ ہے تین حصے زیادہ ہے (یہ سیدنا ابوبکرؓ کی کرامت تھی۔ اس حدیث سے معلوم ہوا کہ اولیاء سے کرامت ظاہر ہو سکتی ہے)۔ پھر سیدنا ابوبکرؓ نے اس میں سے کھایا اور کہا کہ میں نے جو قسم کھائی تھی وہ (غصے میں) شیطان کی طرف سے تھی۔ پھر ایک لقمہ اس میں سے کھایا، اس کے بعد وہ کھانا رسول اللہ (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) کے پاس لے گئے۔ میں بھی صبح کو وہیں تھا اور ہمارے اور ایک قوم کے درمیان عقد تھا (یعنی صلح کا اقرار تھا)، پس اقرار کی مدت گزر گئی تو آپ (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) نے بارہ آدمی ہمارے (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) افسر کئے اور ہر ایک کے ساتھ لوگ تھے اور اللہ تعالیٰ جانتا ہے کہ ہر ایک کے ساتھ کتنے لوگ تھے۔ پھر وہ کھانا ان کے ساتھ کر دیا اور سب لوگوں نے اس میں سے کھایا۔

باب: نبی (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) کی وجہ سے دودھ میں برکت۔

1535: سیدنا مقدادؓ کہتے ہیں کہ میں اور میرے دونوں ساتھی آئے اور (فاقہ وغیرہ کی) تکلیف سے ہماری آنکھوں اور کانوں کی قوت جاتی رہی تھی۔ ہم اپنے آپ کو رسول اللہ کے اصحاب پر پیش کرتے تھے لیکن کوئی ہمیں قبول نہ کرتا تھا۔ آخر

ہم رسول اللہ (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) کے پاس آئے تو آپ (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) ہمیں اپنے گھر لے گئے۔ وہاں تین بکریاں تھیں۔ آپ (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) نے فرمایا کہ ان کا دودھ دوہو، ہم تم سب پئیں گے پھر ہم ان کا دودھ دوہا کرتے اور ہم میں سے ہر ایک اپنا حصہ پی لیتا اور رسول اللہ (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) کا حصہ رکھ چھوڑتے۔ آپ (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) رات کو تشریف لاتے اور ایسی آواز سے سلام کرتے جس سے سونے والا نہ جاگے اور جاگنے والا سن لے۔ پھر آپ (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) مسجد میں آتے، نماز پڑھتے، پھر اپنے دودھ کے پاس آتے اور اس کو پیتے۔ ایک رات جب میں اپنا حصہ پی چکا تھا کہ شیطان نے مجھے بھڑکایا۔ شیطان نے کہا کہ رسول اللہ (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) تو انصار کے پاس جاتے ہیں، وہ آپ (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) کو تحفے دیتے ہیں اور جو آپ (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) کو ضرورت ہے، مل جاتا ہے آپ (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) کو اس ایک گھونٹ دودھ کی کیا ضرورت ہوگی؟ آخر میں آیا اور وہ دودھ پی گیا۔ جب دودھ پیٹ میں سما گیا اور مجھے یقین ہو گیا کہ اب وہ دودھ نہیں ملنے کا تو اس وقت شیطان نے مجھے ندامت کی اور کہنے لگا کہ تیری خرابی ہو تو نے کیا کام کیا؟ تو نے رسول اللہ (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) کا حصہ پی لیا، اب آپ (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) آئیں گے اور دودھ کو نہ پائیں گے تو تجھ پر بددعا کریں گے اور تیری دنیا اور آخرت دونوں تباہ ہوں گی۔ میں ایک چادر اوڑھے ہوئے تھا جب اس کو پاؤں پر ڈالتا تو سر کھل جاتا اور جب سر ڈھانپتا تو پاؤں کھل جاتے تھے اور مجھے نیند بھی نہ آ رہی تھی جبکہ میرے ساتھی سو گئے اور انہوں نے یہ کام نہیں کیا تھا جو میں نے کیا تھا۔ آخر رسول اللہ (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) آئے اور معمول کے موافق سلام کیا، پھر مسجد میں آئے اور نماز پڑھی، اس کے بعد دودھ کے پاس آئے، برتن کھولا تو اس میں کچھ نہ تھا۔

آپ (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) نے اپنا سر آسمان کی طرف اٹھایا میں سمجھا کہ اب آپ (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) بد دعا کرتے ہیں اور میں تباہ ہوا۔ آپ (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) نے فرمایا کہ اے اللہ! کھلا اس کو جو مجھے کھلائے اور پلا اس کو جو مجھے پلائے۔ یہ سن کر میں نے اپنی چادر کو مضبوط باندھا، چھری لی اور بکریوں کی طرف چلا کہ جوان میں سے موٹی ہو اس کو رسول اللہ (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) کے لئے ذبح کروں۔ دیکھا تو اس کے تھن میں دودھ بھرا ہوا ہے۔ پھر دیکھا تو اور بکریوں کے تھنوں میں بھی دودھ بھرا ہوا ہے۔ میں نے آپ (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) کے گھر والوں کا ایک برتن لیا جس میں وہ دودھ نہ دوہتے تھے (یعنی اس میں دوہنے کی خواہش نہیں کرتے تھے)۔ اس میں مَیں نے دودھ دوہا، یہاں تک کہ اوپر جھاگ آ گیا (اتنا بہت دودھ نکلا) اور میں اس کو لے کر آپ (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) کے پاس آیا تو آپ (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) نے فرمایا کہ تم نے اپنے حصے کا دودھ رات کو پیا یا نہیں؟ میں نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ! آپ دودھ پیجئے۔ آپ (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) نے پی کر مجھے دیا تو میں نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ! اور پیجئے۔ آپ (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) نے اور پیا۔ پھر مجھے دیا، جب مجھے معلوم ہو گیا کہ آپ (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) سیر ہو گئے اور آپ (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) کی دعا میں نے لے لی ہے، تب میں ہنسا، یہاں تک کہ خوشی کے مارے زمین پر گر گیا۔ رسول اللہ (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) نے فرمایا کہ اے مقداد! تو نے کوئی بُری بات کی؟ وہ کیا ہے؟ میں نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ! میرا حال ایسا ہوا اور میں نے ایسا قصور کیا۔ آپ (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) نے فرمایا کہ اس وقت کا دودھ (جو خلافِ معمول اترا) اللہ کی رحمت تھی۔ تو نے مجھ سے پہلے ہی کیوں نہ کہا ہم اپنے دونوں ساتھیوں کو بھی جگا دیتے کہ وہ بھی یہ دودھ پیتے؟ میں نے عرض کیا کہ قسم اس کی جس نے آپ (صلی اللہ علیہ والہ وسلم)

کو سچا کلام دے کر بھیجا ہے کہ اب مجھے کوئی پرواہ نہیں جب آپ نے اللہ کی رحمت حاصل کر لی اور میں نے آپ (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) کے ساتھ حاصل کی تو کوئی بھی اس کو حاصل کرے۔

باب: نبی صلی اللہ علیہ والہ وسلم کی وجہ سے گھی میں برکت۔

1536: سیدنا جابرؓ سے روایت ہے کہ اُمّ مالک رضی اللہ عنہا رسول اللہ (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) کو ایک کپی میں بطور تحفہ کے گھی بھیجا کرتی تھیں، پھر اس کے بیٹے آتے اور اس سے سالن مانگتے اور گھر میں کچھ نہ ہوتا تو اُمّ مالک رضی اللہ عنہا اس کپی کے پاس جاتی، تو اس میں گھی ہوتا۔ اسی طرح ہمیشہ اس کے گھر کا سالن قائم رہتا۔ ایک بار اُمّ مالک نے (حرص کر کے) اس کپی کو نچوڑ لیا، پھر وہ رسول اللہ (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) کے پاس آئیں تو آپ (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) نے استفسار فرمایا کہ کیا تم نے اس کو نچوڑ لیا ہے؟ انہوں نے جواب دیا ہاں تو آپ (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) نے فرمایا کہ اگر تو اس کو یوں ہی رہنے دیتی (اور ضرورت کے وقت لیتی) تو وہ ہمیشہ قائم رہتا۔

باب: نبی (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) کے لئے درخت کا تابع فرمان ہو جانا۔

1537: سیدنا عبادہ بن ولید بن عبادہ بن صامتؓ کہتے کہ میں اور میرا والد حصول علم کی غرض سے قبیلہ انصار کی طرف نکلے مبادا یہ کہ ان کا کوئی فرد باقی نہ رہے (فوت ہو جائیں یا ادھر ادھر ہجرت کر جائیں)۔ چنانچہ سب سے پہلے ہم ابو الیسر سے ملے جو رسول اللہ (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) کے صحابی تھے۔ ان کے ساتھ ان کا غلام بھی تھا جو کتابوں (خطوں) کا ایک بنڈل لئے ہوئے تھا۔ اور ابو الیسر کے بدن پر ایک چادر تھی اور ایک معافری نامی ایک کپڑا تھا۔ ان کے غلام پر بھی ایک چادر تھی اور ایک

معافری کپڑا تھا (یعنی مالک اور غلام دونوں ایک ہی طرح کا لباس پہنے ہوئے تھے)۔ میں نے ان سے کہا کہ اے چچا آپ کچھ رنجیدہ معلوم ہوتے ہیں۔ وہ بولے کہ بنی حرام قبیلے کے فلاں بن فلاں پر میرا قرض آتا تھا، میں اس کے گھر والوں کے پاس گیا، سلام کیا اور پوچھا کہ وہ شخص کہاں ہے؟ انہوں نے کہا کہ نہیں ہے۔ اتنے میں اس کا ایک نوجوان بیٹا باہر نکلا۔ میں نے اس سے پوچھا کہ تیرا باپ کہاں ہے؟ وہ بولا کہ آپ کی آواز سن کر میری ماں کے چھپر گھٹ میں گھس گیا ہے۔ تب میں نے آواز دی اور کہا کہ اے فلاں! باہر نکل مجھے معلوم ہو گیا ہے کہ تو کہاں ہے۔ یہ سن کر وہ باہر نکلا۔ میں نے کہا کہ تو مجھ سے چھپ کیوں رہا ہے؟ وہ بولا کہ اللہ کی قسم میں تم سے جھوٹ نہیں بولوں گا، اللہ کی قسم میں ڈرا کہ آپ سے جھوٹ بات کروں یا وعدہ کروں اور اس کے خلاف کروں اور تم صحابی رسول (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) ہو، اور اللہ کی قسم میں محتاج ہوں۔ میں نے اللہ کی قسم دے کر پوچھا کہ کیا تم واقعی محتاج ہو؟ تو اس نے اللہ کی قسم کھائی اور کہا کہ میں محتاج ہوں۔ میں نے پھر قسم دے کر پوچھا تو اس نے پھر قسم کھائی، میں نے پھر قسم دی تو اس نے پھر اللہ کی قسم کھائی۔ پھر اس کا وثیقہ یا نوشتہ (قرض نامہ) لایا گیا۔ ابوالیسرؓ نے اسے اپنے ہاتھ سے مٹا دیا اور کہا کہ اگر تیرے پاس روپیہ آئے تو ادا کرنا ورنہ تو آزاد ہے۔ پس میں گواہی دیتا ہوں، میری ان دونوں آنکھوں کی بصارت نے دیکھا اور ابوالیسرؓ نے اپنی دونوں انگلیاں اپنی آنکھوں پر رکھیں اور میرے ان دونوں کانوں نے سنا اور میرے دل نے یاد رکھا اور ابوالیسرؓ نے اپنے دل کی رگ کی طرف اشارہ کیا (اور کہا) کہ رسول اللہ (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) فرماتے تھے کہ جو شخص کسی تنگدست کو مہلت دے یا قرض معاف کر دے تو اللہ تعالیٰ اس کو اپنے سایہ میں رکھے گا۔ عبادہ نے کہا کہ میں نے ان سے کہا کہ اے چچا اگر تم اپنے غلام کی چادر لے لو اور اپنا

معافری کپڑا اس کو دے دو، تو تمہارے پاس بھی ایک جوڑا پورا ہو جائے گا اور اس کے پاس بھی ایک جوڑا ہو جائے گا۔ ابو الیسرؓ نے میرے سر پر ہاتھ پھیرا اور کہا یا اللہ اس لڑکے کو برکت دے، اے میرے بھتیجے! میری ان دونوں آنکھوں نے دیکھا اور ان دونوں کانوں نے سنا اور میرے اس دل نے یاد رکھا اور اپنے دل کی رگ کی طرف اشارہ کیا (اور کہا) کہ آپ (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) فرماتے تھے کہ لونڈی اور غلام کو کھلاؤ جو تم کھاتے ہو اور وہی پہناؤ جو تم پہنتے ہو۔ پھر اگر میں اس کو دنیا کا سامان دے دوں تو وہ میرے نزدیک اس سے آسان ہے کہ وہ قیامت کے دن میری نیکیاں لے لے۔ عبادہؓ نے کہا پھر ہم چلے یہاں تک کہ سیدنا جابر بن عبداللہ انصاریؓ کے پاس ان کی مسجد میں پہنچے، وہ ایک کپڑا لپیٹے ہوئے نماز پڑھ رہے تھے۔ میں لوگوں کی گردنیں پھلانگتا ہوا ان کے اور قبلہ کے درمیان میں جا بیٹھا۔ میں نے کہا کہ اللہ تعالیٰ آپ پر رحم کرے، آپ ایک کپڑے میں نماز پڑھتے ہیں حالانکہ آپ کی (دوسری) چادر آپ کے پہلو میں رکھی ہے۔ انہوں نے اپنے ہاتھ سے میرے سینے پر اس طرح سے اشارہ کیا، انگلیوں کو کشادہ رکھتے ہوئے انہیں کمان کی طرح خم کیا اور کہا کہ میں نے یہ چاہا کہ تیری مانند کوئی احمق میرے پاس آئے، پھر وہ مجھے دیکھے جو میں کرتا ہوں اور ویسا ہی کرے۔ رسول اللہ (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) ہماری اس مسجد میں آئے اور آپ (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) کے ہاتھ میں ابن طاب (کھجور) کی ایک چھڑی تھی۔ آپ (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) نے مسجد میں قبلہ کی طرف بلغم دیکھا (کسی نے تھوکا تھا)، تو آپ (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) نے اس کو لکڑی سے کھرچ ڈالا۔ پھر ہماری طرف متوجہ ہوئے اور فرمایا کہ تم میں سے کون یہ بات پسند کرتا ہے کہ اللہ تعالیٰ اس کی طرف سے منہ پھیر لے؟ ہم یہ سن کر ڈر گئے۔ پھر آپ (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) نے فرمایا کہ تم میں سے کون یہ چاہتا ہے کہ اللہ

تعالیٰ اس کی طرف سے منہ پھیر لے؟ ہم یہ سن کر ڈر گئے۔ پھر آپ (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) نے فرمایا کہ تم میں سے کون یہ چاہتا ہے کہ اللہ تعالیٰ اس کی طرف سے منہ پھیر لے؟ ہم نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) ہم میں سے تو کوئی بھی یہ نہیں چاہتا۔ آپ (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) نے فرمایا کہ جب کوئی تم میں سے نماز میں کھڑا ہو تو اللہ تبارک و تعالیٰ اس کے منہ کے سامنے ہوتا ہے (نووی نے کہا یعنی جہت جس کو اللہ تعالیٰ نے عظمت دی یا کعبہ)، تو اپنے منہ کے سامنے نہ تھوکے اور نہ داہنی طرف بلکہ بائیں طرف بائیں پاؤں کے نیچے (تھوکے)۔ اگر بلغم جلدی نکلنا چاہے تو اپنے کپڑے میں تھوک کر ایسا کر لے، پھر اپنے کپڑے کو تہہ در تہہ لپیٹا۔ اس کے بعد فرمایا کہ میرے پاس خوشبو لاؤ۔ ہمارے قبیلے کا ایک جوان لپکا اور دوڑتا ہوا اپنے گھر میں گیا اور اپنی ہتھیلی میں خوشبو لے آیا۔ رسول اللہ نے اس خوشبو کو لکڑی کی نوک پر لگایا اور جہاں اس بلغم کا نشان مسجد پر تھا وہاں خوشبو لگا دی۔ سیدنا جابرؓ نے کہا کہ اس حدیث سے تم اپنی مسجدوں میں خوشبو رکھتے ہو۔ سیدنا جابرؓ نے کہا کہ ہم رسول اللہ (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) کے ساتھ بطن بواط کی لڑائی میں چلے (وہ جہینہ کے پہاڑوں میں سے ایک پہاڑ ہے)۔ آپ (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) مجدی بن عمرو جہنی کی تلاش میں تھے (جو ایک کافر تھا) اور ہم لوگوں کا یہ حال تھا کہ پانچ اور چھ اور سات آدمیوں میں ایک اونٹ تھا، جس پر باری باری سوار ہوتے تھے۔ چنانچہ ایک انصاری کی باری آئی، اس نے اونٹ کو بٹھایا، اس پر چڑھا، پھر اس کو اٹھایا تو اونٹ کچھ اڑا۔ وہ انصاری بولا ''شاء'' (یہ کلمہ ہے اونٹ کو ڈانٹنے کا) اللہ تجھ پر لعنت کرے۔ رسول اللہ (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) نے فرمایا یہ کون ہے جو اپنے اونٹ پر لعنت کرتا ہے؟ وہ انصاری بولا کہ میں ہوں یا رسول اللہ! آپ (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) نے فرمایا کہ اس اونٹ پر سے اتر جا اور ہمارے ساتھ وہ نہ رہے جس

پر لعنت کی گئی ہو۔ اپنی جانوں، اپنی اولاد اور اپنے مالوں کے لئے بد دعا نہ کرو۔ ایسا نہ ہو کہ یہ بد دعا اس ساعت نکلے کہ جب اللہ تعالیٰ سے کچھ مانگا جاتا ہے اور وہ قبول کر لیتا ہے (تو تمہاری بد دعا بھی قبول ہو جائے اور تم پر آفت آ جائے)۔ سیدنا جابرؓ نے کہا کہ ہم رسول اللہ (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) کے ساتھ چلے، جب شام ہوئی اور عرب کے ایک چشمے کے قریب آئے تو رسول اللہ (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) نے فرمایا کہ کون شخص (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) ہم لوگوں سے آگے بڑھ کر اس حوض کو درست کرے گا، خود بھی پیئے اور ہم کو بھی پلائے؟ سیدنا جابرؓ نے کہا کہ میں کھڑا ہوا اور عرض کیا کہ یا رسول اللہ (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) میں وہ شخص ہوں۔ آپ (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) نے فرمایا اور کون شخص جابر کے ساتھ جائے گا؟ چنانچہ جبار بن صخر اٹھے۔ خیر ہم دونوں آدمی کنویں/چشمے کی طرف چلے اور حوض میں ایک یا دو ڈول ڈالے، پھر اس پر مٹی لگائی۔ اس کے بعد اس میں پانی بھرنا شروع کیا، یہاں تک کہ لبالب بھر دیا۔ سب سے پہلے ہم کو رسول اللہ (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) دکھائی دیئے۔ آپ (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) نے فرمایا کہ تم دونوں (مجھے اور میرے جانوروں کو پانی پینے پلانے کی) اجازت دیتے ہو؟ ہم نے عرض کیا ''جی ہاں یا رسول اللہ!'' ۔ آپ (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) نے اپنی اونٹنی کو چھوڑا، اس نے پانی پیا، پھر آپ (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) نے اس کی باگ کھینچی اس نے پانی پینا موقوف کیا اور پیشاب کیا۔ پھر آپ (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) اس کو الگ لے گئے اور بٹھا دیا۔ اس کے بعد رسول اللہ (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) حوض کی طرف آئے، اس میں سے وضو کیا۔ میں بھی کھڑا ہوا اور جہاں سے آپ (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) نے وضو کیا تھا میں نے بھی وہیں سے وضو کیا۔ جبار بن صخرؓ قضائے حاجت کے لئے چلے گئے۔ رسول اللہ (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) نماز پڑھنے کے لئے کھڑے ہو گئے۔ میرے

بدن پر ایک چادر تھی۔ میں اس کے دونوں کناروں کو الٹنے لگا، وہ چھوٹی ہوئی، اس (چادر) میں پھندے لگے تھے۔ آخر میں نے اس کو الٹا کیا، پھر اس کے دونوں کنارے الٹے، پھر اس کو اپنی گردن سے باندھا، اس کے بعد آ کر رسول اللہ (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) کی بائیں طرف کھڑا ہو گیا۔ آپ (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) نے میرا ہاتھ پکڑا، گھمایا اور داہنی طرف کھڑا کر لیا۔ پھر جبار بن صخر آئے، انہوں نے بھی وضو کیا اور رسول اللہ (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) کی بائیں طرف (نماز پڑھنے کیلئے) کھڑے ہو گئے۔ آپ (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) نے ہم دونوں کے ہاتھ پکڑے اور پیچھے ہٹا دیا یہاں تک کہ ہم کو اپنے پیچھے کھڑا کیا (معلوم ہوا کہ اتنا عمل نماز میں درست ہے)۔ پھر رسول اللہ (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) نے مجھ کو گھورنا شروع کیا اور مجھ کو خبر نہیں۔ خبر ہوئی تو آپ (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) نے اپنے ہاتھ سے اشارہ کیا کہ اپنی کمر باندھ لے (تا کہ ستر نہ کھلے)۔ جب رسول اللہ (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) نماز سے فارغ ہوئے تو کہا کہ اے جابر! میں نے عرض کیا کہ حاضر ہوں یا رسول اللہ ا۔ آپ نے فرمایا جب چادر کشادہ ہو تو اس کے دونوں کنارے الٹ لے اور جب تنگ ہو تو اس کو کمر پر باندھ لے۔ سیدنا جابرؓ نے کہا کہ پھر ہم رسول اللہ (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) کے ساتھ چلے اور ہم میں سے ہر ایک شخص کو خوراک کے لئے ہر روز ایک کھجور ملتی تھی اور وہ اس کو چوس لیتا تھا۔ پھر اس کو اپنے دانتوں میں پھراتا۔ اور ہم اپنی مَانوں سے درخت کے پتے جھاڑتے اور ان کو کھاتے، یہاں تک کہ (گرمی، خشکی اور پتے کھاتے کھاتے) ہمارے منہ اندر سے زخمی ہو گئے۔ پھر ایک دن کھجور بانٹنے والا ایک شخص کو بھول گیا۔ ہم اس شخص کو اٹھا کر لے گئے اور گواہی دی کہ اس کو کھجور نہیں ملی۔ بانٹنے والے نے اس کو کھجور دی۔ وہ کھڑا ہو گیا اور کھجور لے لی۔ پھر ہم رسول اللہ (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) کے ساتھ چلے، یہاں تک کہ ایک کشادہ وادی

میں اترے۔ رسول اللہ (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) حاجت کو تشریف لے گئے۔ ایک ڈول پانی لے کر میں بھی آپ (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) کے پیچھے چلا گیا۔ رسول اللہ (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) نے کوئی آڑ نہ پائی۔ دیکھا تو دو درخت وادی کے کنارے پر لگے ہوئے تھے۔ آپ (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) ایک درخت کے پاس گئے، اس کی ایک شاخ پکڑی، پھر (درخت سے) فرمایا کہ اللہ کے حکم سے میرا تابعدار ہو جا۔ وہ آپ (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) کا تابعدار ہو گیا جیسے وہ اونٹ جس کی ناک میں نکیل ڈال دی جاتی ہے اور وہ اپنے کھینچنے والے کا تابعدار ہو جاتا ہے۔ پھر آپ (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) دوسرے درخت کے پاس گئے اور اس کی بھی ایک شاخ پکڑی اور فرمایا کہ اللہ کے حکم سے میرا تابعدار ہو جا۔ وہ بھی اسی طرح آپ (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) کے تابع ہو گیا یہاں تک کہ جب آپ (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) ان درختوں کے درمیان میں پہنچے تو ان کو ایک ساتھ کر کے فرمایا کہ اللہ کے حکم سے میرے سامنے جڑ جاؤ، چنانچہ وہ دونوں درخت جڑ گئے۔ سیدنا جابرؓ نے کہا کہ میں دوڑتا ہوا نکلا اس ڈر سے کہ کہیں رسول اللہ (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) مجھ کو نزدیک دیکھیں اور زیادہ دور کہیں تشریف لے جائیں۔ میں بیٹھا اپنے دل میں باتیں کئے جا رہا تھا کہ اچانک میں نے دیکھا کہ رسول اللہ (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) سامنے سے تشریف لا رہے ہیں اور وہ دونوں درخت جدا ہو کر اپنی جڑ پر کھڑے ہو گئے تھے۔ میں نے دیکھا کہ آپ (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) تھوڑی دیر کھڑے ہوئے اور سر سے اس طرح دائیں اور بائیں اشارہ کیا، پھر سامنے آئے۔ جب میرے پاس پہنچے تو فرمایا اے جابر! میں جہاں کھڑا تھا تو نے دیکھا؟ سیدنا جابرؓ نے عرض کیا کہ ''جی ہاں یا رسول اللہ!'' آپ (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) نے فرمایا کہ تم ان دونوں درختوں کے پاس جاؤ اور ہر ایک میں سے ایک ایک شاخ کاٹ کر لے آؤ۔ جب اس جگہ پہنچے

جہاں میں کھڑا ہوا تھا تو ایک شاخ اپنی داہنی طرف ڈال دے اور ایک ڈالی بائیں طرف۔ سیدنا جابرؓ نے کہا کہ میں کھڑا ہوا اور ایک پتھر لیا، اس کو توڑ کر تیز کیا۔ وہ تیز ہو گیا تو ان دونوں درختوں کے پاس آیا اور ہر ایک میں سے ایک ایک شاخ کاٹی، پھر میں ان شاخوں کو کھینچتا ہوا اس جگہ پر لے آیا جہاں رسول اللہ (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) ٹھہرے تھے اور ایک شاخ داہنی طرف ڈال دی اور ایک شاخ بائیں طرف ڈال دی، پھر آپ (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) سے جا کر مل گیا اور عرض کیا کہ جو آپ (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) نے فرمایا تھا وہ میں نے کر دیا، لیکن اس کی وجہ کیا ہے؟ آپ (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) نے فرمایا کہ میں نے دیکھا کہ وہاں دو قبریں ہیں، ان قبر والوں پر عذاب ہو رہا ہے تو میں نے چاہا کہ ان کی سفارش کروں، جب تک یہ شاخیں ہری رہیں گی شاید ان کے عذاب میں تخفیف ہو۔ سیدنا جابرؓ نے کہا کہ پھر ہم لشکر میں آئے۔ رسول اللہ (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) نے فرمایا اے جابر! لوگوں وضو کے پانی کے لئے آواز لگاؤ۔ میں نے تین دفعہ آواز دی اور عرض کیا کہ یا رسول اللہ (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) قافلہ میں ایک قطرہ پانی کا نہیں ہے۔ ایک انصاری مرد تھا جو رسول اللہ (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) کے لئے ایک مشک میں جو لکڑی کی شاخوں پر لٹکتی تھی، پانی ٹھنڈا کیا کرتا تھا، آپ (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) نے فرمایا کہ اس انصاری کے پاس جاؤ اور دیکھو، کیا اس کی مشک میں کچھ پانی ہے؟ میں گیا، دیکھا تو مشک میں پانی نہیں، اس کے منہ میں صرف ایک قطرہ ہے کہ اگر اس کو انڈیلوں تو سوکھی مشک اس کو بھی پی لے۔ میں رسول اللہ (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) کے پاس آیا اور عرض کیا کہ یا رسول اللہ (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) اس مشک میں تو پانی نہیں ہے صرف ایک قطرہ اس کے منہ میں ہے، اگر میں اس کو انڈیلوں تو سوکھی مشک اس کو بھی پی جائے۔ آپ (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) نے فرمایا جاؤ اور اس مشک کو میرے پاس

لے آؤ۔ میں اسی مشک کو لے آیا۔ آپ (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) نے اس کو اپنے ہاتھ میں لیا، پھر زبان سے کچھ فرمانے لگے جس کو میں سمجھ نہ سکا اور مشک کو اپنے ہاتھ سے دباتے جاتے تھے۔ پھر وہ مشک میرے حوالے کی اور فرمایا کہ اے جابر آواز دے کہ قافلے کا گھڑا لاؤ (یعنی پانی والا بڑا برتن)۔ میں نے آواز دی وہ (برتن) لایا گیا۔ لوگ اس کو اٹھا کر لائے۔ میں نے آپ (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) کے سامنے وہ برتن رکھ دیا۔ رسول اللہ (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) نے اپنا ہاتھ اس گھڑے میں پھیر کر اس طرح سے پھیلا کر انگلیوں کو کشادہ کیا، پھر اپنا ہاتھ اس کی تہہ میں رکھ دیا اور فرمایا اے جابر! وہ مشک لے اور میرے ہاتھ پر ڈال دے اور بسم اللہ کہہ کر ڈالنا۔ میں نے بسم اللہ کہہ کر وہ پانی ڈال دیا۔ پھر میں نے دیکھا تو آپ (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) کی انگلیوں کے درمیان سے پانی جوش مار رہا تھا، یہاں تک کہ گھڑے نے جوش مارا اور گھوما اور بھر گیا۔ آپ (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) نے فرمایا، اے جابر! آواز دے کہ جس کو پانی کی حاجت ہو (وہ آئے)۔ سیدنا جابرؓ نے کہا لوگ آئے، پانی لیا یہاں تک کہ سب سیر ہو گئے۔ میں نے کہا کوئی ایسا بھی رہا جس کو پانی کی ضرورت ہو؟ پھر آپ (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) نے اپنا ہاتھ گھڑے سے اٹھا لیا اور وہ پانی سے بھرا ہوا تھا۔ اور لوگوں نے آپ (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) سے بھوک کی شکایت کی۔ آپ (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) نے فرمایا کہ قریب ہے کہ اللہ تم کو کھلائے۔ پھر ہم دریا (یعنی سمندر) کے کنارے پر آئے۔ سمندر کی لہر نے جوش مارا اور ایک جانور باہر ڈال دیا۔ ہم نے اس کے کنارے آگ سلگائی اور اس جانور کا گوشت بھون کر پکایا اور سیر ہو کر کھایا۔ سیدنا جابرؓ نے کہا کہ پھر میں اور فلاں فلاں پانچ آدمی اس کی آنکھ کے گولے میں گھس گئے، ہم کو کوئی نہ دیکھتا تھا یہاں تک کہ ہم باہر نکلے (اتنا بڑا جانور تھا)۔ پھر ہم نے اس کی پسلیوں میں سے پسلی لی اور قافلے

میں سے اس شخص کو بلایا جو سب سے بڑا تھا اور سب سے بڑے اونٹ پر سوار تھا اور سب سے بڑا زین اس پر تھا تو وہ اپنا سر جھکائے بغیر اس پسلی کے نیچے سے گزر گیا (اتنی اونچی اس جانور کی پسلی تھی۔ بیشک اللہ اپنے راہ میں نکلنے والوں کو دیتا ہے)۔

باب: چاند کا ٹوٹ کر دو ٹکڑے ہو جانا۔

1538: سیدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ منیٰ میں تھے کہ چاند پھٹ کر دو ٹکڑے ہو گیا۔ ایک ٹکڑا تو پہاڑ کے اس طرف رہا اور ایک اس طرف چلا گیا۔ پس رسول اللہ (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) نے فرمایا کہ گواہ رہو۔

1539: سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ مکہ والوں نے رسول اللہ (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) سے کوئی نشانی چاہی تو آپ (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) نے انہیں دو حصوں میں چاند کا پھٹنا دکھایا۔

باب: شر کے ارادے سے آنے والے سے نبی (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) کا محفوظ رہنا۔

1540: سیدنا ابو ہریرہؓ کہتے ہیں کہ ابوجہل نے کہا کہ محمد (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) اپنا منہ تمہارے سامنے زمین پر رکھتے ہیں؟ لوگوں نے کہا کہ ہاں۔ ابوجہل نے کہا کہ قسم لات اور عزیٰ کی کہ اگر میں ان کو اس حال (یعنی سجدہ) میں دیکھوں گا تو میں (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) ان کی گردن روندوں گا یا منہ میں مٹی لگاؤں گا۔ پھر جب آپ انماز پڑھ رہے تھے، وہ رسول اللہ (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) کے پاس اس ارادہ سے آیا تا کہ آپ (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) کی گردن روندے، تو لوگوں نے دیکھا

کہ یکا یک ہی ابوجہل الٹے قدموں پھر رہا ہے اور ہاتھ سے کسی چیز سے بچتا ہے۔ لوگوں نے پوچھا کہ تجھے کیا ہوا؟ وہ بولا کہ میں نے دیکھا کہ محمد (ا) کے درمیان میں آگ کی ایک خندق ہے اور خوف ہے اور (پر) بازو رہیں (وہ فرشتوں کے بازو/پر تھے) رسول اللہ (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) نے فرمایا کہ اگر وہ میرے نزدیک آتا تو فرشتے اس کی بوٹی بوٹی، عضو عضو اچک لیتے۔ تب اللہ تعالیٰ نے یہ آیات اتاریں کہ ''ہرگز نہیں، آدمی شرارت کرتا ہے۔ اس وجہ سے کہ اپنے آپ کو امیر سمجھتا ہے۔ آخر تجھے تیرے رب کی طرف جانا ہے۔ کیا تو نے اس شخص کو دیکھا جو ایک بندے کو نماز سے روکتا ہے؟ (معاذ اللہ جو کسی مسلمان کو نماز سے منع کرے یا مسجد سے روکے تو وہ ابوجہل جیسا ہے) بھلا تو کیا سمجھتا ہے کہ اگر یہ (محمد ا) سیدھی راہ پر ہوتا اور اچھی بات کا حکم کرتا ہو؟ تو کیا سمجھتا ہے کہ اگر اس نے جھٹلایا اور پیٹھ پھیری؟ یہ نہیں جانتا کہ اللہ تعالیٰ دیکھ رہا ہے۔ ہرگز نہیں اگر یہ (ان بُرے کاموں سے) باز نہ آئے گا تو ہم اس کو ماتھے کے بل گھسیٹیں گے اور اس کا ماتھا جھوٹا اور گنہگار ہے وہاں وہ اپنی قوم کو پکارے اور ہم فرشتوں کو بلائیں گے تو ہرگز اس کا کہنا نہ مان'' (العلق: 6--13)۔ ایک دوسری روایت میں ہے کہ اس نے اس کو حکم دیا جس کا اس نے اس کو حکم دیا۔ اور ایک روایت میں ہے کہ پس چاہیئے کہ اپنی قوم کو پکارے یعنی اپنی قوم کے لوگوں کو۔

باب: نبی (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) کا، قتل کے ارادے سے آنے والے (کے شر) سے محفوظ رہنا۔

1541: سیدنا جابر بن عبداللہؓ کہتے ہیں کہ ہم رسول اللہ اکے ہمراہ نجد کی طرف جہاد کو گئے تو ہم نے آپ (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) کو ایک وادی میں پایا جہاں کانٹے

دار درخت بہت زیادہ تھے۔ آپ (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) ایک درخت کے نیچے اترے اور اپنی تلوار ایک شاخ سے لٹکا دی اور لوگ اس وادی میں الگ الگ ہو کر سایہ ڈھونڈھتے ہوئے پھیل گئے۔ رسول اللہ (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) نے فرمایا کہ ایک شخص میرے پاس آیا، میں سو رہا تھا کہ اس نے تلوار اتار لی اور میں جاگا تو وہ میرے سر پر کھڑا ہوا تھا۔ مجھے اس وقت خبر ہوئی جب اس کے ہاتھ میں ننگی تلوار آ گئی تھی۔ وہ بولا کہ اب تمہیں مجھ سے کون بچا سکتا ہے؟ میں نے کہا کہ اللہ! پھر دوسری بار اس نے یہی کہا تو میں نے کہا کہ اللہ تعالیٰ۔ یہ سن کر اس نے تلوار نیام میں کر لی۔ وہ شخص یہ بیٹھا ہے۔ پھر رسول اللہ (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) نے اس سے کچھ بھی نہ کہا۔

باب: زہر اور زہر ملی بکری (کا گوشت) کھانے کا بیان۔

1542: سیدنا انسؓ سے روایت ہے کہ ایک یہودیہ عورت رسول اللہ (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) کے پاس زہر ملا کر بکری کا گوشت لائی تو آپ (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) نے اس میں سے کھایا۔ پھر وہ عورت آپ (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) کے پاس لائی گئی تو آپ (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) نے پوچھا کہ یہ تو نے کیا کیا؟ وہ بولی کہ میں آپ (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) کو مار ڈالنا چاہتی تھی۔ آپ (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ تجھے اتنی طاقت دینے والا نہیں (کہ تو اس کے پیغمبر کو ہلاک کر سکے)۔ صحابہ رضی اللہ عنہم نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم! ہم اس کو قتل نہ کر دیں؟ تو آپ (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) نے فرمایا کہ نہیں (یہ آپ (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) کا اس پر رحم تھا اور اس سے یہ بھی نکلتا ہے کہ آپ (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) پیغمبر برحق تھے ورنہ اگر بادشاہ ہوتے تو اس عورت کو قتل کراتے) راوی نے کہا کہ میں ہمیشہ اس زہر کا اثر آپ (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) کے حلق کے کوے

میں پاتا رہا۔

باب: نبی (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) کا اندازہ درست نکلنے کے متعلق۔

1543: سیدنا ابوحمیدؓ کہتے ہیں کہ تبوک کی جنگ میں ہم رسول اللہ (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) کے ساتھ نکلے۔ وادی القریٰ (شام کے راستے میں مدینہ سے تین میل کے فاصلے پر ایک مقام ہے) میں ایک عورت کے باغ کے پاس پہنچے تو آپ (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) نے فرمایا کہ اندازہ لگاؤ اس باغ میں کتنا میوہ ہے؟۔ ہم نے اندازہ کیا اور رسول اللہ (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) نے کے اندازے میں وہ دس وسق معلوم ہوا۔ آپ (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) نے اس عورت سے فرمایا کہ جب تک ہم لوٹ کر آئیں تم یہ (اندازہ) گنتی یاد رکھنا، اگر اللہ نے چاہا۔ پھر ہم لوگ آگے چلے، یہاں تک کہ تبوک میں پہنچے۔ رسول اللہ (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) نے فرمایا کہ آج رات تیز آندھی چلے گی، لہٰذا کوئی شخص کھڑا نہ ہو اور جس کے پاس اونٹ ہو، وہ اس کو مضبوطی سے باندھ لے۔ پھر ایسا ہی ہوا کہ زوردار آندھی چلی۔ ایک شخص کھڑا ہوا تو اس کو ہوا اڑا لے گئی، اور (وادی) طے کے دونوں پہاڑوں کے درمیان ڈال دیا۔ ابن العلماء حاکم اَیلہ کا ایلچی ایک خط لے کر آیا اور رسول اللہ (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) کے لئے ایک سفید خچر تحفہ لایا۔ رسول اللہ (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) نے اس کو جواب لکھا اور ایک چادر تحفہ بھیجی۔ پھر ہم لوٹے، یہاں تک کہ وادی القریٰ میں پہنچے۔ آپ (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) نے اس عورت سے باغ کے میوے کا حال پوچھا کہ کتنا نکلا؟ اس نے کہا پورا دس وسق نکلا۔ (پھر) آپ (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) نے فرمایا کہ میں جلدی جاؤں گا، لہٰذا تم میں سے جس کا دل چاہے وہ میرے ساتھ جلدی چلے اور جس کا دل چاہے ٹھہر جائے۔ ہم نکلے یہاں تک کہ مدینہ دیکھائی دینے لگا، آپ (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) نے فرمایا کہ یہ ''طابہ'' ہے (طابہ

مدینہ منورہ کا نام ہے)اور یہ احد پہاڑ ہے جو ہم کو چاہتا ہے اور ہم اس کو چاہتے ہیں۔ پھر فرمایا کہ انصار کے گھروں میں بنی نجار کے گھر بہترین ہیں (کیونکہ وہ سب سے پہلے مسلمان ہوے)پھر بنی عبدالاشہل کے گھر، پھر بنی حارث بن خزرج کے گھر۔ پھر بنی ساعدہ کے گھر اور انصار کے سب گھروں میں بہتری ہے۔ پھر سعد بن عبادہؓ ہم سے ملے۔ ابو اسیدؓ نے کہا کہ تم نے نہیں سنا کہ رسول اللہ (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) نے انصار کے گھروں کی بہتری بیان فرمائی تو ہم کو سب کے اخیر میں کر دیا؟۔ یہ سن کر سیدنا سعدؓ رسول اللہ (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) سے ملے اور عرض کیا کہ یارسول اللہ (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) آپ نے انصار کی فضیلت بیان کی اور ہم کو سب سے آخر میں کر دیا۔ آپ (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) نے فرمایا کہ کیا تم کو یہ کافی نہیں ہے کہ تم اچھوں میں رہے؟۔

باب: نبی (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) کا فرمان کہ میں تمہاری کمر پکڑ کر جہنم سے روکتا ہوں۔

1544: سیدنا ابو ہریرہؓ کہتے ہیں کہ رسول اللہ (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) نے فرمایا: کہ میری مثال اس شخص کی سی ہے جس نے آگ جلائی، جب اس کے گرد روشنی ہوئی تو اس میں کیڑے اور یہ جانور جو آگ میں ہیں، گرنے لگے اور وہ شخص ان کو روکنے لگا، لیکن وہ نہ رکے اور اس میں گرنے لگے۔ یہ مثال ہے میری اور تمہاری، میں تمہاری کمر پکڑ کر جہنم سے روکتا ہوں اور کہتا ہوں کہ جہنم کے پاس سے چلے آؤ اور تم نہیں مانتے اسی میں گھسے جاتے ہو۔

باب: نبی (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) لوگوں سے زیادہ اللہ تعالیٰ کو جاننے والے تھے اور اللہ تعالیٰ سے زیادہ ڈرنے والے تھے۔

1545: اُمّ المؤمنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں کہ رسول اللہ (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) نے ایک کام میں رخصت روا رکھی۔ آپ (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) کو معلوم ہوا تو خطبہ پڑھنے کو کھڑے ہوئے اور فرمایا کہ لوگوں کا کیا حال ہے کہ جس کام میں مجھے رخصت دی گئی ہے اس سے احتراز کرتے ہیں؟ اللہ کی قسم میں تو سب سے زیادہ اللہ تعالیٰ کو جانتا ہوں اور سب سے زیادہ اللہ تعالیٰ سے ڈرتا ہوں (تو میری پیروی کرنا اور میری راہ پر چلنا، یہی تقویٰ اور پرہیزگاری ہے اور بے فائدہ نفس پر بار ڈالنا اور جائز کام سے بچنا اسکے جائز ہونے میں شک کرنا ہے)

باب: نبی (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) کا گناہوں سے دور رہنا اور اللہ تعالیٰ کی محارم کا خیال رکھنا۔

1546: اُمّ المؤمنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں کہ جب رسول اللہ (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) کو (اللہ تعالیٰ کی طرف سے) دو کاموں کا اختیار دیا گیا، تو آپ (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) نے آسان کو اختیار کیا، بشرطیکہ وہ گناہ نہ ہو۔ اور جو گناہ ہوتا تو آپ (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) سب سے بڑھ کر اس سے دور رہتے۔ اور کبھی آپ (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) نے اپنی ذات کے لئے کسی سے بدلہ نہیں لیا، البتہ اگر کوئی اللہ کے حکم کے برخلاف کرتا تو اس کو سزا دیتے۔

باب: نبی (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) کی نماز ایسی تھی کہ (پڑھتے پڑھتے) پاؤں سوج جاتے اور آپ (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) فرماتے کہ کیا میں اللہ تعالیٰ کا شکرگزار بندہ نہ بنوں۔

1547: سیدنا مغیرہ بن شعبہؓ سے روایت ہے کہ نبی (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) نے نماز پڑھی یہاں تک کہ آپ (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) کے پاؤں سوج گئے۔ لوگوں نے کہا کہ آپ (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) کیوں اتنی تکلیف اٹھاتے ہیں، آپ (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) کے تو اگلے اور پچھلے سب گناہ بخش دیئے گئے تو آپ (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) نے فرمایا کہ کیا میں اللہ کا شکرگزار بندہ نہ بنوں؟

باب: نبی (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) کا فرمان کہ میں حوض پر تمہارا منتظر ہوں گا۔

1548: سیدنا جندبؓ کہتے ہیں کہ میں نے نبی (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) سے سنا، آپ (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) فرماتے تھے کہ میں حوضِ کوثر پر تمہارا پیش خیمہ ہوں گا (یعنی آگے جا کر تمہارا منتظر ہوں گا اور تمہارے پلانے کا سامان درست کروں گا)۔

باب: نبی اکے حوض، اس کی وسعت وعظمت اور آپ کی امت کے حوض پر آنے کے متعلق۔

1549: سیدنا عبداللہ بن عمرو بن عاصؓ کہتے ہیں کہ رسول اللہ (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) نے فرمایا: کہ میرا حوض ایک مہینہ کے سفر کے برابر ہے، اس کے چاروں کونے برابر ہیں (یعنی طول اور عرض یکساں ہے)، اس کا پانی چاندی سے زیادہ سفید ہے اور اس کی خوشبو مشک سے بہتر ہے۔ اس پر جو آبخورے (پیالے) رکھے ہیں، ان کی گنتی آسمان کے تاروں کے برابر ہے۔ جو اس میں سے پیئے گا، پھر کبھی پیاسا نہ ہو

گا۔عبداللہ نے کہا کہ سیدہ اسماء بنت ابی بکرؓ نے کہا کہ رسول اللہ (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) نے فرمایا کہ میں حوض پر رہوں گا اور دیکھوں گا کہ تم میں سے کون کون وہاں آتے ہیں۔اور کچھ لوگ میرے پاس آنے سے روکے جائیں گے،تو میں کہوں گا کہ اے پروردگار! یہ لوگ میرے ہیں،میری امت کے ہیں۔تو جواب ملے گا کہ تمہیں نہیں معلوم کہ جو کام انہوں نے تمہارے بعد کئے۔اللہ کی قسم تمہارے بعد ذرا نہ ٹھہرے اور ایڑیوں پر لوٹ گئے (اسلام سے پھر گئے ان لوگوں میں خارجی بھی داخل ہیں جو سیدنا علیؓ کے ساتھ سے الگ ہو گئے اور مسلمانوں کو کافر سمجھنے لگے اور وہ لوگ بھی داخل ہیں جنہوں نے نبی (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) کی وصیت پر عمل نہ کیا اور آپ (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) کے اہل بیت کو ستایا اور شہید کیا۔معاذ اللہ) ابن ابی ملیکہ (راوی حدیث) کہتے ہیں کہ اے اللہ ہم ایڑیوں پر لوٹ جانے سے یا دین میں فتنہ ہونے سے تیری پناہ مانگتے ہیں۔

1550: سیدنا حارثہ بن وہبؓ سے روایت ہے کہ نبی (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) نے فرمایا: میرا حوض اتنا بڑا ہے جیسے صنعاء سے مدینہ (ایک مہینہ کی راہ)۔مستورد نے کہا کہ تم نے آپ (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) سے برتنوں کا ذکر نہیں سنا؟ حارثہ نے کہا کہ نہیں۔مستورد نے کہا کہ وہاں ستاروں کی طرح برتن ہوں گے۔

1551: سیدنا ابن عمرؓ نبی (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) سے روایت کرتے ہیں کہ آپ (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) نے فرمایا: تمہارے سامنے ایک حوض ہوگا،جس کے دونوں کناروں میں اتنا فاصلہ ہوگا جیسے جرباء اور اذرح میں ہے۔ایک روایت میں ہے کہ تمہارے سامنے میرا حوض ہوگا۔اور ایک روایت میں ہے،عبید اللہ کہتے ہیں کہ میں نے ان سے (یعنی نافع سے) پوچھا کہ جرباء اور اذرح کیا ہیں؟ تو انہوں نے کہا کہ شام میں دو گاؤں ہیں اور ان میں تین رات کی مسافت کا فاصلہ ہے۔ایک اور

روایت میں ہے کہ تین دن کی مسافت ہے۔

1552: سیدنا جابر بن سمرہؓ رسول اللہ (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) سے روایت کرتے ہیں کہ آپ (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) نے فرمایا: میں حوض پر تمہارا پیش خیمہ ہوں گا اور اس کے دونوں کناروں میں اتنا فاصلہ ہے جیسے صنعاء اور ایلہ میں اور اس کے آبخورے تاروں کی طرح ہیں۔

1553: سیدنا ابوذرؓ کہتے ہیں کہ میں نے کہا کہ یا رسول اللہ! حوض کے برتن کیسے ہیں؟ آپ (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) نے فرمایا کہ قسم اس کی جس کے ہاتھ میں محمد (ا) کی جان ہے، اس حوض کے برتن آسمان کے تاروں سے زیادہ ہیں اور رات وہ جو اندھیری بے بدلی کے ہو۔ وہ جنت کے برتن ہیں۔ جو اس حوض سے (پانی) پی لے گا، وہ پھر ہمیشہ تک کبھی پیاسا نہ ہوگا، (یعنی جنت میں جانے تک) اس حوض میں جنت کے دو پرنالے بہتے ہیں، جو اس میں سے پئے گا وہ پیاسا نہ ہوگا اور اس کا طول اور عرض برابر ہے جتنا فاصلہ ایلہ سے عمان تک ہے (یہ دونوں شام کے شہر ہیں) اس کا پانی دودھ سے زیادہ سفید اور شہد سے زیادہ میٹھا ہے۔

1554: سیدنا ثوبانؓ سے روایت ہے کہ اللہ کے نبی (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) نے فرمایا: میں اپنے حوض کے کنارے پر لوگوں کو ہٹاتا ہوں گا یمن والوں کے لئے۔ میں اپنی لکڑی سے ماروں گا، یہاں تک کہ یمن والوں پر اس کا پانی بہہ آئے گا (اس سے یمن والوں کی بڑی فضیلت نکلی۔ انہوں نے دنیا میں رسول اللہ (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) کی مدد کی اور دشمنوں سے بچایا، پس نبی (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) بھی آخرت میں ان کی مدد کریں گے اور سب سے پہلے حوضِ کوثر سے وہ پئیں گے)۔ پھر آپ (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) سے پوچھا گیا کہ اس حوض کا عرض کتنا ہے؟ آپ (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) نے فرمایا کہ جیسے یہاں سے عمان۔ پھر آپ (صلی اللہ علیہ

والہ وسلم) سے پوچھا گیا کہ اس کا پانی کیسا ہے؟ آپ (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) نے فرمایا کہ دودھ سے زیادہ سفید ہے اور شہد سے زیادہ میٹھا ہے۔ دو پرنالے اس میں پانی چھوڑتے ہیں، جن کو جنت سے پانی کی مدد ہوتی ہے ایک پرنالہ سونے کا ہے اور ایک چاندی کا۔

1555: سیدنا عقبہ بن عامرؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) ایک دن نکلے اور شہداء اُحد پر نماز جنازہ پڑھی، پھر منبر کی طرف آئے اور فرمایا کہ میں تمہارا پیش خیمہ ہوں گا اور گواہ ہوں گا اور اللہ کی قسم میں اس وقت حوضِ کوثر کو دیکھ رہا ہوں۔ اور مجھے زمین کے خزانوں کی چابیاں ملیں یا زمین کی چابیاں اور اللہ کی قسم مجھے یہ ڈر نہیں کہ تم میرے بعد مشرک ہو جاؤ گے بلکہ یہ ڈر ہے کہ تم دنیا کے لالچ میں آ کر ایک دوسرے سے حسد کرنے لگو۔

باب: نبی (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) کے حلیہ مبارک، آپ کی بعثت اور آپ کی عمر کے بیان میں۔

1556: سیدنا انس بن مالکؓ کہتے ہیں کہ رسول اللہ (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) نہ بہت لمبے تھے، نہ بہت چھوٹے قد کے، نہ بالکل سفید تھے نہ بالکل گندمی۔ آپ (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) کے بال نہ بالکل سخت گھنگریالے تھے نہ بالکل سیدھے۔ اللہ جل جلالہ نے آپ (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) کو چالیس سال کی عمر میں نبوت سے سرفراز کیا۔ پھر آپ (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) دس برس مکہ میں رہے اور دس برس مدینہ میں اور ساٹھویں برس کے اخیر میں اللہ تعالیٰ نے آپ (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) کو اٹھا لیا (تو) اُس وقت آپ (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) کے سر اور داڑھی مبارک میں بیس بال بھی سفید نہ تھے۔

1557: سیدنا براءؓ کہتے ہیں کہ رسول اللہ (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) درمیانے قد کے تھے اور آپ (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) کے دونوں مونڈھوں میں زیادہ فاصلہ تھا (یعنی سینہ چوڑا تھا)۔ بال بہت تھے کانوں کی لو تک۔ آپ (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) سرخ جوڑا پہنتے (یعنی جس میں سرخ اور زرد لکیریں تھیں)، میں نے کسی کو آپ (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) سے زیادہ خوبصورت نہیں دیکھا۔

1558: سیدنا ابو طفیلؓ کہتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) کو دیکھا اور اب زمین پر سوا میرے آپ (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) کو دیکھنے والوں میں کوئی نہیں رہا۔ (راوی حدیث جریری) کہتے ہیں کہ میں نے ان سے کہا کہ آپ نے دیکھا آپ (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) کیسے تھے؟ انہوں نے کہا کہ آپ (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) سفید رنگ تھے، نمکینی کے ساتھ اور میانہ قد، متوازن جسم کے تھے۔ امام مسلم نے کہا کہ ابو الطفیل 100 ھ میں فوت ہوئے اور رسول اللہ (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) کے اصحاب میں سب کے بعد وہی فوت ہوئے۔

باب: مہر نبوت کے متعلق۔

1559: سیدنا جابر بن سمرہؓ کہتے ہیں کہ رسول اللہ (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) کے سر اور ڈاڑھی کا آگے کا حصہ سفید ہو گیا تھا جب آپ (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) تیل ڈالتے تو سفیدی معلوم نہ ہوتی اور آپ (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) کی ڈاڑھی بہت گھنی تھی۔ ایک شخص بولا کہ کیا آپ (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) کا چہرہ مبارک تلوار کی طرح یعنی لمبا تھا؟ سیدنا جابرؓ نے کہا کہ نہیں آپ (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) کا چہرہ مبارک سورج اور چاند کی طرح اور گول تھا اور میں نے نبوت کی مہر آپ (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) کے کندھے پر دیکھی جیسے کبوتر کا انڈا ہوتا ہے اور اسکا رنگ جسم کے رنگ سے ملتا تھا۔

1560: سیدنا سائب بن یزیدؓ کہتے ہیں کہ میری خالہ مجھے رسول اللہ (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) کے پاس لے گئی اور کہا کہ یارسول اللہا! میرا بھانجا بہت بیمار ہے۔ آپ (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) نے میرے سر پر ہاتھ پھیرا اور برکت کی دعا کی۔ پھر وضو کیا تو میں نے آپ (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) کے وضو کا بچا ہوا پانی پی لیا۔ پھر میں آپ (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) کی پیٹھ کے پیچھے کھڑا ہوا اور میں نے نبوت کی مہر دونوں مونڈھوں کے درمیان میں دیکھی جیسے گھنڈی چھپر کٹ کی (یا حجلہ ایک جانور ہے اس کے انڈے کی طرح تھی)۔

1561: سیدنا عبداللہ بن سرجسؓ کہتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) کو دیکھا اور آپ (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) کے ساتھ روٹی، گوشت یا ثرید کھایا (راوی حدیث عاصم) کہتے ہیں کہ میں نے سیدنا عبداللہؓ سے پوچھا کہ رسول اللہ (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) نے تمہارے لئے بخشش کی دعا کی؟ انہوں نے کہا ہاں اور تیرے لئے بھی۔ پھر یہ آیت پڑھی کہ ''بخشش مانگ اپنے گناہ کی اور مومن مردوں اور مومن عورتوں کے گناہ کی''۔ عبداللہؓ کہتے ہیں کہ پھر میں آپ (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) کے پیچھے گیا تو میں نے دونوں کندھوں کے درمیان میں چلنی ہڈی کے پاس کندھے کے قریب مہر نبوت دیکھی، وہ بند مٹھی کی طرح تھی اور اس پر مسوں کی طرح تل تھے۔

باب: آپ (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) کے چہرہ مبارک، آنکھوں اور آپ (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) کی ایڑی کا بیان۔

1562: سیدنا جابر بن سمرہؓ کہتے ہیں کہ رسول اللہ (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) کا دہن کشادہ تھا (کیونکہ مردوں کے لئے دہن کی کشادگی عمدہ ہے اور عورتوں کے لئے

بری ہے) آنکھوں میں سرخ ڈورے چھوٹے ہوئے اور ایڑیاں کم گوشت والی تھیں۔ سماک سے (شعبہ نے) پوچھا کہ ''ضلیع الفم'' کیا ہے؟ تو انہوں نے کہا کہ بڑا چہرہ۔ پھر (شعبہ) نے کہا ''اشکل العین'' کیا ہے؟ تو انہوں نے کہا دراز شگاف آنکھوں کے (لیکن سماک کا یہ کہنا غلط ہے اور صحیح وہی ہے کہ سفیدی میں سرخی ملی ہوئی) شعبہ نے کہا ''منہوس العقبین'' کیا ہے تو انہوں نے کہا ایڑی پر کم گوشت والے۔

باب: نبی (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) کی داڑھی مبارک کا بیان۔

1563: سیدنا انس بن مالکؓ روایت کرتے ہیں کہ سر اور داڑھی کے سفید بال اکھیڑنا مکروہ ہے اور رسول اللہ (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) نے خضاب نہیں کیا۔ آپ (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) کی چھوٹی داڑھی میں جو نیچے کے ہونٹ تلے ہوتی ہے، کچھ سفیدی تھی، اور کچھ کنپٹیوں پر اور سر میں کہیں کہیں سفید بال تھے۔

باب: نبی صلی اللہ علیہ والہ وسلم کے بڑھاپے کا بیان۔

1564: سیدنا ابوجحیفہؓ کہتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) کو دیکھا، آپ (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) کا رنگ سفید تھا اور آپ (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) بوڑھے ہو گئے تھے اور سیدنا حسن بن علی صآپ (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) کے مشابہ تھے۔

باب: نبی (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) کے سر کے بالوں کا بیان۔

1565: سیدنا انسؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) کے بال کندھوں کے قریب تک تھے۔

1566: سیدنا انسؓ کہتے ہیں کہ رسول اللہ (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) کے بال آدھے

کانوں تک تھے۔

باب: نبی (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) کا سر کے بالوں کو لٹکانا اور مانگ نکالنے کا بیان۔

1567: سیدنا ابن عباسؓ کہتے ہیں کہ اہل کتاب یعنی یہود اور نصاریٰ اپنے بالوں کو پیشانی پر لٹکتے ہوئے چھوڑ دیتے تھے (یعنی مانگ نہیں نکالتے تھے) اور مشرک مانگ نکالتے تھے اور رسول اللہ (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) اہل کتاب کے طریق پر چلنا دوست رکھتے تھے جس مسئلہ میں آپ (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) کو کوئی حکم نہ ہوتا (یعنی بہ نسبت مشرکین کے اہل کتاب بہتر ہیں تو جس باب میں کوئی حکم نہ آتا آپ (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) اہل کتاب کی موافقت اس مسئلے میں اختیار کرتے) تو آپ (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) بھی پیشانی پر بال لٹکانے لگے اس کے بعد آپ (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) مانگ نکالنے لگے۔

باب: نبی (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) کے تبسم کے متعلق۔

اس باب کے متعلق سیدنا انس کی حدیث کتاب الصلوٰۃ میں گزر چکی ہے (دیکھئے حدیث: 281)۔

باب: نبی (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) کنواری لڑکی جو پردے میں ہوتی ہے، سے بھی زیادہ شرمیلے تھے۔

1568: سیدنا ابوسعید خدریؓ کہتے ہیں کہ رسول اللہ (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) میں اس کنواری لڑکی سے جو پردے میں رہتی ہے، زیادہ شرم تھی اور آپ (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) جب کسی چیز کو بُرا جانتے تو ہم اس کی نشانی آپ (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) کے چہرے سے پہچان لیتے تھے۔

باب: نبی (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) کے جسم کی خوشبو اور جسم کا ملائم ہونا۔

1569: سیدنا انس بن مالکؓ کہتے ہیں کہ رسول اللہ (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) کا رنگ مبارک سفید، چمکتا ہوا تھا (نووی نے کہا کہ یہ رنگ سب رنگوں سے عمدہ ہے) اور آپ کا پسینہ مبارک موتی کی طرح تھا اور جب چلتے تو (پسینے کے قطرے دائیں بائیں، ادھر اُدھر جھکے جاتے تھے جیسے کشتی جھکتی جاتی ہے) اور میں نے دیباج اور حریر بھی اتنا نرم نہیں پایا جتنی آپ (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) کی ہتھیلی نرم تھی اور میں نے مشک اور عنبر میں بھی وہ خوشبو نہ پائی جو آپ (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) کے جسم مبارک میں تھی۔

1570: سیدنا جابر بن سمرہؓ کہتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) کے ساتھ ظہر کی نماز پڑھی، پھر آپ (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) اپنے گھر جانے کو نکلے اور میں بھی آپ (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) کے ساتھ نکلا۔ سامنے کچھ بچے آئے تو آپ (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) نے ہر ایک بچے کے رخسار پر ہاتھ پھیرا اور میرے رخسار پر بھی ہاتھ پھیرا۔ میں نے آپ (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) کے ہاتھ میں وہ ٹھنڈک اور وہ خوشبو دیکھی جیسے نبی (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) نے خوشبو ساز کے ڈبہ میں سے ہاتھ نکالا ہو۔

باب: وحی کے دوران سردی میں نبی (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) کا پسینہ مبارک۔

1571: اُمّ المؤمنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں کہ رسول اللہ (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) پر سردی کے دنوں میں بھی وحی اترتی، تو آپ (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) کی پیشانی سے (وحی کی سختی سے) پسینہ بہہ نکلتا تھا۔

1572: اُمّ المؤمنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ حارث بن ہشام نے رسول اللہ (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) سے پوچھا کہ آپ (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) پر وحی کیسے آتی ہے؟ آپ (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) نے فرمایا کہ کبھی تو ایسی آتی ہے جیسے گھنٹی کی جھنکار، اور وہ مجھ پر نہایت سخت ہوتی ہے۔ پھر جب پوری ہو جاتی ہے تو میں یاد کر چکا ہوتا ہوں اور کبھی ایک فرشتہ مرد کی صورت میں آتا ہے اور جو وہ کہتا ہے میں اس کو یاد کر لیتا ہوں۔

باب: نبی صلی اللہ علیہ والہ وسلم کے پسینے کی خوشبو۔

1573: سیدنا انسؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) ہمارے گھر میں تشریف لائے اور آرام فرمایا، آپ (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) کو پسینہ آیا، میری ماں ایک شیشی لائی اور آپ (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) کا پسینہ پونچھ پونچھ کر اس میں ڈالنے لگی، آپ (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) کی آنکھ کھل گئی۔ آپ (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) نے فرمایا کہ اے اُمّ سُلیم یہ کیا کر رہی ہو؟ وہ بولی کہ آپ (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) کا پسینہ ہے جس کو ہم اپنی خوشبو میں شامل کرتے ہیں اور وہ سب سے بڑھ کر خود خوشبو ہے۔

باب: نبی صلی اللہ علیہ والہ وسلم کے پسینہ مبارک سے تبرک کا بیان۔

1574: سیدنا انس بن مالکؓ کہتے ہیں کہ نبی (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) اُمّ سُلیم کے گھر میں جاتے اور ان کے بچھونے پر سو رہتے، اور وہ گھر میں نہیں ہوتیں تھیں ایک دن آپ (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) تشریف لائے اور ان کے بچھونے پر سو رہے۔ لوگوں نے انہیں بلا کر کہا کہ رسول اللہ (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) تمہارے گھر میں تمہارے بچھونے پر سو رہے ہیں، یہ سن کر وہ آئیں دیکھا تو آپ (صلی اللہ علیہ والہ

وسلم) کو پسینہ آیا ہوا ہے اور آپ (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) کا پسینہ چمڑے کے بچھونے پر جمع ہوگیا ہے۔ اُمّ سلیم نے اپنا ڈبہ کھولا اور یہ پسینہ پونچھ پونچھ کر شیشوں میں بھرنے لگیں۔ رسول اللہ (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) گھبرا کر اٹھ بیٹھے اور فرمایا کہ اے اُمّ سلیم! کیا کرتی ہے؟ انہوں نے کہا کہ یارسول اللہ (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) ہم اپنے بچوں کے لئے برکت کی امید رکھتے ہیں۔ آپ (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) نے فرمایا کہ تم نے ٹھیک کیا۔

باب: نبی (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) کا لوگوں کے قریب ہونا اور ان کا آپ (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) سے تبرک لینے کا بیان۔

1575: سیدنا انس بن مالکؓ کہتے ہیں کہ جب آپ (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) صبح کی نماز پڑھتے تو مدینے کے خادم اپنے برتنوں میں پانی لے کر آتے، پھر جو بھی برتن آپ (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) کے پاس آتا آپ (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) اپنا ہاتھ اس میں ڈبو دیتے۔ اور کبھی سردی کے دن میں بھی اتفاق ہوتا تو آپ (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) ہاتھ ڈبو دیتے۔

1576: سیدنا انسؓ کہتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) کو دیکھا اور حجام آپ (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) کا سر بنا رہا تھا اور صحابہ رضی اللہ عنہم آپ (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) کے گرد تھے، وہ چاہتے تھے کہ کوئی بال زمین پر نہ گرے بلکہ کسی نہ کسی کے ہاتھ میں گرے۔

1577: سیدنا انسؓ سے روایت ہے کہ ایک عورت کی عقل میں تھوڑا پاگل پن تھا، اس نے عرض کیا کہ یارسول اللہ! مجھے آپ (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) سے کام ہے (یعنی کچھ کہنا ہے جو لوگوں کے سامنے نہیں کہہ سکتی)۔ آپ (صلی اللہ علیہ والہ وسلم)

نے فرمایا کہ اے اُمّ فلاں! (یعنی اس کا نام لیا) تو جہاں چاہے گی میں تیرا کام کر دوں گا۔ پھر آپ (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) نے راستے میں اس سے تنہائی کی، یہاں تک کہ وہ اپنی بات سے فارغ ہوگئی۔

باب: رسول اللہ (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) بچوں اور اہل وعیال کیساتھ سب سے زیادہ شفقت رکھتے تھے۔

1578: سیدنا انس بن مالکؓ کہتے ہیں کہ میں نے کسی کو بچوں پر اتنی شفقت کرتے نہیں دیکھا، جتنی رسول اللہ (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) کرتے تھے۔ آپ (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) کے صاحبزادے سیدنا ابراہیم (مدینہ کے عوالی میں) دودھ پیتے تھے (عوالی مدینہ کے پاس کچھ گاؤں تھے) آپ (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) جایا کرتے اور ہم آپ (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) کے ساتھ ہوتے، پھر اس کے گھر تشریف لے جاتے، وہاں دھواں ہوتا تھا کیونکہ ''انا'' کا خاوند لوہار تھا۔ آپ (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) بچے کو لیتے، پیار کرتے اور پھر لوٹ آتے۔ عمرو نے کہا کہ جب سیدنا ابراہیم نے وفات پائی تو رسول اللہ (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) نے فرمایا کہ ابراہیم میرا بیٹا ہے، اس نے دودھ پیتے میں وفات پائی اب اس کو دو انائیں (دائیاں) ملی ہیں جو جنت میں اس کے دودھ پینے کی مدت تک دودھ پلائیں گی۔

1579: سیدنا ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ اقرع بن حابس نے رسول اللہ (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) کو سیدنا حسنؓ کو بوسہ دیتے ہوئے دیکھا تو وہ بولا کہ یارسول اللہ! میرے دس بچے ہیں میں نے ان میں سے کسی کو بوسہ نہیں دیا تو آپ (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) نے فرمایا کہ جو (بچوں اور یتیموں اور عاجزوں اور ضعیفوں پر) رحم نہ کرے اللہ تعالیٰ بھی اس پر رحم نہ کرے گا۔

باب: نبی اکی رحمت عورتوں کیساتھ اورعورتوں کی سواری چلانے والے کو آہستہ چلانے کاحکم۔

1580: سیدنا انسؓ کہتے ہیں کہ رسول اللہ (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) سفر میں تھے اور ایک حبشی غلام جس کا نام انجشہ تھا حدی گاتا تھا۔ آپ (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) نے فرمایا کہ اے انجشہ! آہستہ آہستہ چل اور اونٹوں کو شیشے لدے ہوئے اونٹوں کی طرح ہانک۔

باب: نبی اکی بہادری اور جنگ میں سب سے آگے ہونے کا بیان۔

1581: سیدنا انس بن مالکؓ کہتے ہیں کہ رسول اللہ (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) سب لوگوں سے زیادہ خوبصورت، سب سے زیادہ سخی اور سب سے زیادہ بہادر تھے۔ ایک رات مدینہ والوں کو (کسی دشمن کے آنے کا) خوف ہوا تو جدھر سے آواز آرہی تھی لوگ ادھر چلے، تو راستے میں رسول اللہ (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) کو لوٹتے ہوئے پایا (آپ (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) لوگوں سے پہلے اکیلے خبر لینے کو تشریف لے گئے ہوئے تھے) اور سب سے پہلے آپ (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) آواز کی طرف تشریف لے گئے تھے اور سیدنا ابوطلحہ کے گھوڑے کی ننگی پیٹھ پر سوار تھے اور آپ (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) کے گلے میں تلوار تھی اور فرماتے تھے کہ کچھ ڈر نہیں، کچھ ڈر نہیں۔ یہ گھوڑا تو دریا ہے اور پہلے وہ گھوڑا سست تھا (یہ بھی آپ (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) کا معجزہ تھا کہ وہ تیز ہوگیا)۔

باب: نبی (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) سب سے زیادہ حسن اخلاق والے تھے۔

1582: سیدنا انسؓ کہتے ہیں کہ رسول اللہ (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) سب لوگوں سے زیادہ اچھے اخلاق کے مالک تھے۔ ایک دن آپ (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) نے

مجھے ایک کام پر جانے کو کہا تو میں نے کہا کہ اللہ کی قسم میں نہیں جاؤں گا، لیکن میرے دل میں یہی تھا کہ جس کام کے لئے آپ (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) حکم دیتے ہیں جاؤں گا۔ (لڑکپن کے قاعدے پر میں نے ظاہر میں انکار کیا) آخر میں نکلا یہاں تک کہ مجھے لڑکے ملے جو بازار میں کھیل رہے تھے (غالباً وہاں تک کہ ان کو دیکھنے لگے۔ اور کام سے دیر ہوگئی)۔ یکا یک رسول اللہ (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) نے پیچھے سے آ کر میری گردن تھام لی میں نے آپ (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) کی طرف دیکھا آپ (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) ہنس رہے تھے۔ آپ (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) نے فرمایا کہ اے انیس! (یہ تصغیر ہے انس کی پیار سے آپ (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) نے فرمایا) تو وہاں گیا جہاں میں نے حکم دیا تھا؟ میں نے کہا کہ جی ہاں یا رسول اللہ (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) میں جاتا ہوں۔ سیدنا انسؓ نے کہا کہ اللہ کی قسم میں نے نو برس تک آپ (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) کی خدمت کی، مجھے یاد نہیں کہ کسی کام کے لئے جس کو میں نے کیا ہو تو آپ (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) نے یہ فرمایا کہ تو نے ایسا کیوں کیا یا کسی کام کو میں نے نہ کیا ہو اور آپ (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) نے فرمایا ہو کہ کیوں نہیں کیا۔

باب: نبی اکے گفتگو کے انداز کے بیان میں۔

1583: سیدنا عروہ بن زبیر کہتے ہیں کہ سیدنا ابو ہریرہؓ بیان کرتے تھے اور کہتے تھے کہ سن اے حجرہ والی سن اے حجرہ والی۔ اور اُمّ المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا نماز پڑھتی تھیں۔ جب نماز پڑھ چکیں تو انہوں نے عروہ سے کہا کہ تم نے ابو ہریرہ (ص) کی باتیں سنیں (اتنی دیر میں انہوں نے کتنی حدیثیں بیان کیں) اور رسول اللہ (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) اس طرح سے بات کرتے تھے کہ گننے والا اس کو چاہتا تو گن لیتا (یعنی ٹھہر ٹھہر کر آہستہ سے اور یہی تہذیب ہے۔ چڑ چڑ اور جلدی جلدی باتیں کرنا

عقلمندی اور دانائی کا شیوہ نہیں)۔

باب: رسول اللہ (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) نصیحت کرنے میں ہمارا خیال کرتے تھے (صحابہ تنگ نہ پڑ جائیں)۔

1584: شقیق بن ابو وائل کہتے ہیں کہ سیدنا عبداللہ بن مسعودؓ ہمیں ہر جمعرات کو وعظ سنا کرتے تھے ایک شخص بولا کہ اے (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) بوعبدالرحمٰن! (یہ سیدنا عبداللہؓ کی کنیت ہے) ہم تمہاری گفتگو (سننا) چاہتے ہیں اور پسند کرتے ہیں ہم یہ چاہتے کہ تم ہمیں ہر روز حدیث سنایا کرو۔ سیدنا عبداللہؓ نے کہا کہ میں تم کو جو ہر روز حدیث نہیں سناتا تو اس وجہ سے کہ تمہیں اکتاہٹ میں ڈال دینا بُرا جانتا ہوں اور رسول اللہ (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) کئی دنوں میں کوئی دن مقرر کرتے تھے اس لئے کہ آپ (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) ہمیں رنج دینا بُرا جانتے تھے (یعنی بار ہونا)۔

باب: نبی (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) سب سے زیادہ سخی تھے بھلائی (کے کاموں) میں۔

1585: سیدنا ابن عباسؓ کہتے ہیں کہ رسول اللہ (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) سب لوگوں سے زیادہ مال دینے میں سخی تھے اور سب وقتوں سے زیادہ آپ (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) کی سخاوت رمضان کے مہینے میں ہوتی تھی۔ اور سیدنا جبرائیل علیہ السلام ہر سال رمضان میں آپ (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) سے ملتے تو آخر مہینہ تک۔ آپ (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) انہیں قرآن سناتے جب جبرئیل علیہ السلام آپ (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) سے ملتے اس وقت آپ (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) مال کے دینے میں چلتی ہوا سے بھی زیادہ تیزی سے سخاوت کرتے تھے۔ (معلوم

ہوا کہ مبارک مہینہ اور مبارک وقت میں زیادہ سخاوت کرنا چاہئیے)۔

باب: ایسا کبھی نہیں ہوا کہ نبی سے کچھ سوال کیا گیا ہو کہ آپ (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) نے فرمایا ہو کہ نہیں ۔

1586: سیدنا جابر بن عبداللہؓ کہتے ہیں کہ ایسا کبھی نہیں ہوا کہ رسول اللہ (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) سے کوئی چیز مانگی گئی ، اور آپ (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) نے نہیں کہہ دیا ہو۔

1587: سیدنا انسؓ سے روایت ہے کہ ایک شخص نے رسول اللہ (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) سے دونوں پہاڑوں کے بیچ کی بکریاں مانگیں، تو آپ (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) نے اس کو دیدیں ۔وہ اپنی قوم کے پاس آیا اور کہنے لگا کہ اے لوگو! مسلمان ہو جاؤ اللہ کی قسم محمد (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) تحفہ دیتے ہیں کہ محتاجی کا ڈر بھی نہیں کرتے ۔سیدنا انسؓ نے کہا کہ ایک شخص محض دنیا کے لئے مسلمان ہوتا تھا، پھر وہ ایسا مسلمان ہو جاتا یہاں تک کہ اسلام اس کے نزدیک ساری دنیا سے زیادہ محبوب ہو جاتا ۔(پہلے تو لالچ میں مسلمان ہوا تھا مگر بعد میں مخلص ہو گیا)۔

باب: نبی صلی اللہ علیہ والہ وسلم کے کثرت سے عطیات دینے کے بیان میں ۔

1588: ابن شہاب سے روایت ہے، بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) نے غزوہ فتح مکہ کے موقعہ پر جہاد کیا۔ پھر آپ (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) اپنے ساتھ مسلمانوں کو لے کر نکلے اور حنین میں لڑائی کی تو اللہ تعالیٰ نے اپنے دین اور مسلمانوں کی نصرت فرمائی ۔اس دن آپ (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) نے (مالِ غنیمت سے) صفوان بن امیہ کو 100 اونٹ دیئے ۔پھر 100 اونٹ دیئے ۔پھر 100 اونٹ دیئے ۔ابن شہاب کہتے ہیں کہ مجھے سعید بن مسیّب نے بیان کیا کہ

صفوان نے کہا کہ اللہ کی قسم رسول اللہ (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) نے مجھے جو کچھ دیا، دیا۔ اور (اس سے قبل) میری نگاہ میں آپ (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) سب سے زیادہ بُرے تھے پھر آپ (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) ہمیشہ مجھے دیتے رہے حتی کہ آپ (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) میری نگاہ میں سب لوگوں سے زیادہ محبوب ہو گئے۔

باب: نبی (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) کے وعدوں کے بارے میں۔

1589: سیدنا جابر بن عبداللہؓ کہتے ہیں کہ رسول اللہ (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) نے فرمایا: اگر ہمارے پاس بحرین کا مال آئے گا تو میں تجھے اتنا، اتنا اور اتنا دوں گا اور دونوں ہاتھوں سے اشارہ کیا (یعنی تین لپ بھر کر)۔ پھر بحرین کا مال آنے سے پہلے آپ (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) کی وفات ہوگئی۔ وہ مال سیدنا ابوبکر صدیقؓ کے پاس آپ (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) کے بعد آیا تو انہوں نے ایک منادی کو یہ آواز کرنے کے لئے حکم دیا کہ جس کے لئے رسول اللہ (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) نے کچھ وعدہ کیا ہو، یا اس کا قرض آپ (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) پر آتا ہو وہ آئے۔ یہ سن کر میں کھڑا ہوا اور کہا کہ رسول اللہ (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) نے مجھ سے وعدہ کیا تھا کہ اگر بحرین کا مال آئے گا تو تجھ کو اتنا، اتنا اور اتنا دیں گے۔ یہ سن کر سیدنا ابوبکر صدیقؓ نے ایک لپ بھرا پھر مجھ سے کہا کہ اس کو گن۔ میں نے گِنا تو وہ پانچ سو نکلے سیدنا ابوبکرؓ نے کہا کہ اس کا دوگنا اور لے لے (تو تین لپ ہو گئے)۔

باب: نبی (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) کے ناموں کی تعداد کے بیان میں۔

1590: سیدنا جبیر بن مطعمؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) نے فرمایا: میرے کئی نام ہیں، میں محمد، احمد اور ماحی یعنی میری وجہ سے اللہ تعالیٰ کفر کو مٹائے گا۔ اور میں حاشر ہوں، لوگ میرے پاس قیامت کے دن شفاعت کیلئے

اکھٹے ہوں گے۔ اور میں عاقب ہوں، یعنی میرے بعد کوئی پیغمبر نہیں ہے۔ اور اللہ تعالیٰ نے آپ (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) کا نام رؤف اور رحیم رکھا (بہت نرم اور بہت مہربان)(ا)۔

1591: سیدنا ابوموسیٰ اشعریؓ کہتے ہیں کہ رسول اللہ (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) اپنے کئی نام ہم سے بیان کرتے تھے اور آپ (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) نے فرمایا کہ میں محمد (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) ہوں اور احمد (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) اور مقفی (یعنی عاقب) اور حاشر اور نبی التوبہ اور نبی الرحمۃ (کیونکہ توبہ اور رحمت کو آپ (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) اپنے ساتھ لے کر آئے)۔

باب: نبی (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) مکہ اور مدینہ میں کتنی کتنی مدت رہے؟

1592: سیدنا ابن عباسؓ کہتے ہیں کہ رسول اللہ (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) مکہ میں تیرہ برس تک رہے کہ آپ (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) پر وحی اترا کرتی تھی اور مدینہ میں دس برس تک رہے۔ اور آپ (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) نے تریسٹھ برس کی عمر میں وفات پائی۔

1593: سیدنا ابن عباسؓ کہتے ہیں کہ رسول اللہ (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) مکہ میں پندرہ برس تک (فرشتوں کی) آواز سنتے تھے اور (فرشتوں کی یا اللہ کی آیات کی) روشنی دیکھتے تھے سات برس تک، لیکن کوئی صورت نہیں دیکھتے تھے پھر آٹھ برس تک وحی آیا کرتی تھی اور دس برس تک مدینہ میں رہے (یہ روایت شاذ ہے)۔

باب: وفات کے وقت نبی (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) کی عمر کتنی تھی۔

1594: سیدنا انس بن مالکؓ کہتے ہیں کہ رسول اللہ (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) کی تریسٹھ برس کی عمر میں وفات ہوئی اور سیدنا ابوبکرؓ کی بھی تریسٹھ برس میں وفات ہوئی

اور سیدنا عمرؓ کی بھی تریسٹھ برس کی عمر میں وفات ہوئی۔

1595: عمار مولیٰ بنی ہاشم کہتے ہیں کہ میں نے سیدنا ابن عباسؓ سے پوچھا کہ جب رسول اللہ (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) کی وفات ہوئی تو آپ (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) کتنے برس کے تھے؟ انہوں نے کہا کہ میں نہیں سمجھتا تھا کہ تم آپ (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) کی قوم سے ہو کر اتنی بات نہ جانتے ہو گے۔ میں نے کہا کہ میں نے لوگوں سے پوچھا تو انہوں نے اس میں اختلاف کیا، پس مجھے اس بارے میں آپ کا قول سننا بہتر معلوم ہوا۔ سیدنا ابن عباسؓ نے کہا کہ تم حساب جانتے ہو؟ میں نے کہا کہ ہاں تو انہوں نے کہا کہ چالیس برس کو یاد رکھو کہ اس وقت آپ (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) پیغمبر ہوئے۔ اب پندرہ اور جوڑو کہ جب تک آپ (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) مکہ میں رہے کبھی امن کے ساتھ اور کبھی ڈر کیساتھ۔ اب دس اور جوڑو جو مدینہ میں ہجرت کے بعد گزرے (تو سب ملا کر پینسٹھ برس ہوتے ہیں)۔ اور اس سے پہلے سیدنا انسؓ کی حدیث گزر چکی ہے کہ نبی (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) نے ساٹھ برس کی عمر میں وفات پائی۔ (دیکھئے حدیث: 1556)۔

نوٹ: آپ (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) کی عمر کے بارے میں صحیح حدیث نمبر 1592 ہے جو کہ ابن عباس ص کی ہی ہے۔

باب: جب اللہ تعالیٰ کسی امت پر رحمت فرماتا ہے تو اس کی امت سے پہلے نبی کو وفات دے دیتا ہے۔

1596: سیدنا ابوموسیٰؓ نبی (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) سے روایت کرتے ہیں کہ آپ (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) نے فرمایا: بیشک اللہ عزوجل جب کسی امت پر رحم کرتا ہے تو اس کا نبی امت کی ہلاکت سے پہلے فوت ہو جاتا ہے اور وہ اپنی امت کا پیش خیمہ

ہوتا ہے۔اور جب کسی امت کی تباہی چاہتا ہے تو اس کو نبی کے سامنے ہلاک کرتا ہے اور ان کی ہلاکت سے نبی کی آنکھ کو ٹھنڈا کر دیتا ہے کیونکہ وہ (امت) اس کو جھٹلانے والی اور اس کے احکام کی نافرمانی کرنے والی ہوتی ہے۔

باب: اللہ تعالیٰ کے قول ﴿فلا وربك لا يؤمنون حتى يحكموك.....﴾ الآیۃ کے بارے میں۔

1597: سیدنا عبداللہ بن زبیرؓ سے روایت ہے کہ انصار کے ایک آدمی نے سیدنا زبیرؓ (جو آپ (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) کے پھوپھی زاد بھائی تھے) سے رسول اللہ (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) کے پاس (مقام) حرہ کے موہرے میں جھگڑا کیا (حرہ کہتے ہیں کالے پتھر والی زمین کو) جس سے کھجور کے درختوں کو پانی دیتے تھے۔ انصاری نے کہا کہ پانی کو چھوڑ دے کہ بہتا رہے۔سیدنا زبیر نے انکار کیا۔آخر سب نے رسول اللہ (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) کے سامنے جھگڑا کیا تو آپ (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) نے سیدنا زبیر سے فرمایا کہ اے زبیر! تو (اپنے درختوں کو) پانی پلا لے پھر پانی کو اپنے ہمسائے کی طرف چھوڑ دے۔یہ سن کر انصاری غصہ ہوا اور کہنے لگا کہ یا رسول اللہ! زبیر آپ (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) کے پھوپھی کے بیٹے تھے (اس وجہ سے آپ (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) نے ان کی رعایت کی)۔یہ سن کر آپ (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) کے چہرے مبارک کا رنگ بدل گیا اور آپ (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) نے فرمایا کہ اے زبیر! اپنے درختوں کو پانی پلا پھر پانی کو روک لے، یہاں تک کہ وہ منڈیروں تک چڑھ جائے۔سیدنا زبیرؓ نے کہا کہ اللہ کی قسم میں سمجھتا ہوں کہ یہ آیت اسی بارے میں اتری کہ ”اللہ کی قسم وہ مومن نہ ہوں گے جب تک تجھ کو اپنے جھگڑوں میں حاکم نہ بنائیں گے پھر جو تو فیصلہ کر دے اس سے رنج نہ کریں اور

مان لیں"۔ پوری آیت ﴿فلا وربك لا یؤمنون حتی یحکموك.....﴾

باب: نبی (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) کی اتباع اور اللہ تعالیٰ کے قول ﴿ولا تسألوا عن اشیاءَ ان تبدلکم تسؤکم﴾ آیۃ کے بارے میں۔

1598: سیدنا انس بن مالکؓ کہتے ہیں کہ رسول اللہ (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) نے اپنے اصحاب کی کوئی بات سنی (جو بُری تھی) تو آپ (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) نے خطبہ پڑھا اور فرمایا کہ میرے سامنے جنت اور دوزخ لائی گئی اور میں نے آج کی سی بہتری اور آج کی سی بُرائی کبھی نہیں دیکھی (یعنی جنت میں نعمتیں (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) و دوزخ میں عذاب)۔ اگر تم وہ کچھ جانتے جو میں جانتا ہوں تو البتہ تم لوگ کم ہنستے اور بہت زیادہ روتے۔ سیدنا انسؓ نے کہا کہ آپ (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) کے اصحاب رضی اللہ عنہم پر اس دن سے زیادہ کوئی سخت دن نہیں گزرا۔ انہوں نے اپنے سروں کو چھپالیا اور رونے کی آوازان سے نکلنے لگی۔ پھر سیدنا عمرؓ کھڑے ہوئے اور کہا کہ ہم اللہ تعالیٰ کے رب ہونے پر، اسلام کے دین ہونے پر اور محمد (ا) کے نبی ہونے پر راضی ہو گئے۔ ایک شخص اٹھا اور کہنے لگا کہ میرا باپ کون تھا؟ آپ (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) نے فرمایا کہ تیرا باپ فلاں شخص تھا (اس کا نام بتا دیا) تب یہ آیت نازل ہوئی کہ "اے ایمان والو! ایسی باتیں مت پوچھو کہ اگر وہ ظاہر ہوں تو تم کو بُری لگیں"۔

1599: سیدنا سعد بن ابی وقاصؓ کہتے ہیں کہ رسول اللہ (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) نے فرمایا: مسلمانوں میں سے سب سے بڑا قصور اس مسلمان کا ہے جس نے وہ بات پوچھی جو مسلمانوں پر حرام نہ تھی، لیکن اس کے پوچھنے کی وجہ سے حرام ہو گئی۔

1600: سیدنا انسؓ سے روایت ہے کہ ایک آدمی نے کہا کہ یا رسول اللہ! میرا باپ

کہاں ہے؟ آپ (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) نے فرمایا کہ دوزخ میں۔ جب وہ پیٹھ موڑ کر چلا تو آپ (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) نے اس کو بلوایا اور فرمایا کہ میرا باپ اور تیرا باپ دونوں جہنم میں ہیں۔

باب: جس سے نبی (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) روک دیں اس سے رکنے اور اس کے خلاف کرنے کے بارے میں۔

1601: سیدنا ابو ہریرہؓ سے روایت ہے، بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) کو یہ فرماتے ہوئے سنا کہ میں تمہیں جس چیز سے روک دوں، اس سے رک جاؤ اور جس کے کرنے کا حکم دوں، اسے اپنی استطاعت کے مطابق بجا لاؤ۔ پس سوائے اس کے نہیں کہ تم سے پہلی اقوام کو ان کے کثرتِ سوال اور انبیاء پر اختلاف کرنے نے ہلاک کر دیا۔

باب: دین کی جس بات کی نبی (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) خبر دیں، اس میں اور دنیاوی رائے میں فرق کے متعلق۔

1602: سیدنا طلحہ بن عبید اللہؓ کہتے ہیں کہ میں رسول اللہ (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) کے ساتھ کچھ لوگوں کے پاس سے گزرا جو کھجور کے درختوں کے پاس تھے۔ آپ (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) نے فرمایا کہ یہ لوگ کیا کر رہے ہیں؟ لوگوں نے عرض کیا کہ پیوند لگاتے ہیں یعنی نر کو مادہ میں رکھتے ہیں کہ وہ گابہہ ہو جاتی ہے (یعنی زیادہ پھل لاتی ہے)۔ آپ (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) نے فرمایا کہ میں سمجھتا ہوں کہ اس میں کچھ فائدہ نہیں ہے۔ یہ خبر ان لوگوں کو پہنچی تو انہوں نے پیوند کرنا چھوڑ دیا۔ اس کے بعد رسول اللہ (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) کو یہ خبر پہنچی تو آپ (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) نے فرمایا کہ اگر اس میں ان کو فائدہ ہے تو وہ کریں، میں نے تو ایک خیال کیا

تھا تو میرے خیال کو نہ لو۔ لیکن جب میں اللہ تعالیٰ کی طرف سے کوئی حکم بیان کروں تو اس پر عمل کرو، اس لئے کہ میں اللہ تعالیٰ پر جھوٹ بولنے والا نہیں ہوں۔

باب: نبی (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) کے دیکھنے کی تمنا اور اس پر حریص ہونے کے بارے میں۔

1603: سیدنا ابو ہریرہؓ کہتے ہیں کہ رسول اللہ (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) نے فرمایا: قسم اس کی جس کے ہاتھ میں محمد (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) کی جان ہے، ایک زمانہ ایسا آئے گا جب تم مجھے دیکھ نہ سکو گے اور میرا دیکھنا تمہیں تمہارے بال بچوں اور اپنے مال سے زیادہ عزیز ہوگا (اس لئے میری صحبت غنیمت سمجھو، زندگی کا اعتبار نہیں اور دین کی باتیں جلد سیکھ لو)۔ ابو اسحاق (یعنی ابن محمد بن سفیان) نے کہا کہ میرے نزدیک اس کا معنی یہ ہے ''لان یرانی معہم'' کا مطلب میں یہ سمجھتا ہوں کہ نبی (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) کا دیدار مقدم ہوگا۔ اور اس عبارت میں تقدیم وتاخیر ہے۔

باب: اس آدمی کے بارے میں جو پسند کرے کے مجھے نبی (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) کا دیکھنا نصیب ہو جائے اگرچہ میرے اہل وعیال قربان ہو جائیں۔

1604: سیدنا ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) نے فرمایا: میری امت میں بہت چاہنے والے میرے وہ لوگ ہوں گے، جو میرے بعد پیدا ہوں گے ان میں سے کوئی یہ خواہش رکھے گا کہ کاش اپنے گھر والوں اور مال سب کو قربان کرے اور مجھے دیکھ لے۔

انبیاء علیہم السلام کا ذکر اور ان کے فضائل

باب: آدم علیہ السلام کی پیدائش کی ابتداء کے بارے میں۔

1605: سیدنا ابو ہریرہؓ کہتے ہیں کہ رسول اللہ (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) نے میرا ہاتھ پکڑا، پھر فرمایا: اللہ تعالیٰ نے مٹی کو ہفتہ کے دن پیدا کیا (یعنی زمین کو) اور اتوار کے دن اس میں پہاڑوں کو پیدا کیا اور پیر کے دن درختوں کو پیدا کیا اور کام کاج کی چیزیں (جیسے لوہا وغیرہ) منگل کو پیدا کیں اور بدھ کے دن نور کو پیدا کیا اور جمعرات کے دن زمین میں جانور پھیلائے اور سیدنا آدمؑ کو جمعہ کے دن عصر کے بعد بنایا، سب سے آخر مخلوقات میں اور جمعہ کی سب سے آخر ساعات میں عصر سے لے کر رات تک۔

باب: سیدنا ابراہیمؑ کی فضیلت میں۔

1606: سیدنا انس بن مالکؓ کہتے ہیں کہ ایک آدمی رسول اللہ (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) کے پاس آیا اور کہنے لگا کہ اے خیر البریہ! یعنی بہترین خلق۔ آپ (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) نے فرمایا کہ یہ تو سیدنا ابراہیمؑ (کا مقام) ہے۔

باب: سیدنا ابراہیمؑ کا ختنہ کرنا۔

1607: سیدنا ابو ہریرہؓ کہتے ہیں کہ رسول اللہ (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) نے فرمایا: سیدنا ابراہیمؑ نے بسولے سے ختنہ کیا اور اس وقت ان کی عمر اسی برس کی تھی۔

باب: سیدنا ابراہیمؑ کے قول (رب ارنی ..... الایۃ) کے بارے میں اور سیدنا لوطؑ اور یوسفؑ کا ذکر۔

1608: سیدنا ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) نے فرمایا: ہم ابراہیمؑ سے شک کرنے کا زیادہ حق رکھتے ہیں، جب انہوں نے کہا کہ "

اے میرے رب! مجھے دکھلا دے کہ تو مُردوں کو کس طرح زندہ کرتا ہے؟ اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ کیا تجھے یقین نہیں ہے؟ سیدنا ابراہیمؑ بولے کہ کیوں نہیں؟ مجھے یقین ہے لیکن میں چاہتا ہوں کہ میرے دل کو تشفی ہو جائے'' (علم الیقین سے عین الیقین کا مرتبہ حاصل ہو جائے)۔ (البقرۃ: 260) اور اللہ تعالیٰ لوطؑ پر رحم کرے، وہ مضبوط اور سخت چیز کی پناہ چاہتے تھے اور (یعنی نبی تو اللہ سے مانگتا ہے جبکہ لوطؑ مضبوط رکن کی خواہش کر رہے تھے)۔ اور اگر میں قید خانے میں اتنی مدت رہتا جتنی مدت سیدنا یوسفؑ رہے، تو فوراً بلانے والے کے ساتھ چلا آتا۔

باب: سیدنا ابراہیمؑ کے قول کہ ''میں بیمار ہوں'' اور اس قول کہ ''بلکہ کیا ہے اس کو ان کے بڑے نے'' اور سارہ کے متعلق کہ ''یہ میری بہن ہے''۔

1609: سیدنا ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) نے فرمایا: سیدنا ابراہیمؑ نے کبھی جھوٹ نہیں بولا مگر، تین دفعہ (بولا) (یہ اصطلاحاً جھوٹ کہے گئے ہیں، حقیقت میں جھوٹ نہیں ہیں بلکہ یہ توریہ کی ایک شکل ہیں) ان میں سے دو جھوٹ اللہ کے لئے تھے، ایک تو ان کا یہ قول کہ ''میں بیمار ہوں'' اور دوسرا یہ کہ ''ان بتوں کو بڑے بت نے توڑا ہوگا'' تیسرا جھوٹ سیدہ سارہ علیہا السلام کے بارے میں تھا۔ اس کا قصہ یہ ہے کہ سیدنا ابراہیمؑ ایک ظالم بادشاہ کے ملک میں پہنچے ان کے ساتھ ان کی بیوی سیدہ سارہ بھی تھیں اور وہ بڑی خوبصورت تھیں۔ انہوں نے اپنی بیوی سے کہا کہ اس ظالم بادشاہ کو اگر معلوم ہوگا کہ تو میری بیوی ہے تو مجھ سے چھین لے گا، اس لئے اگر وہ پوچھے تو یہ کہنا کہ میں اس شخص کی بہن ہوں اور تو اسلام کے رشتہ سے میری بہن ہے۔ (یہ بھی کچھ جھوٹ نہ تھا) اس لئے کہ ساری دنیا میں آج میرے اور تیرے سوا کوئی مسلمان معلوم نہیں ہوتا جب سیدنا ابراہیمؑ اس کی

قلم رو (اس کے علاقہ) سے گزر رہے تھے تو اس ظالم بادشاہ کے کارندے اس کے پاس گئے اور بیان کیا کہ تیرے ملک میں ایک ایسی عورت آئی ہے جو تیرے سوا کسی کے لائق نہیں ہے۔ اس نے سیدہ سارہ کو بلا بھیجا۔ وہ گئیں تو سیدنا ابراہیمؑ نماز کے لئے کھڑے ہو گئے (اللہ سے دعا کرنے لگے اس کے شر سے بچنے کے لئے) جب سیدہ سارہ اس ظالم کے پاس پہنچیں تو اس نے بے اختیار اپنا ہاتھ ان کی طرف دراز کیا، لیکن فوراً اس کا ہاتھ سوکھ گیا وہ بولا کہ تو اللہ سے دعا کر کہ میرا ہاتھ کھل جائے، میں تجھے نہیں ستاؤں گا۔ انہوں نے دعا کی اس مردود نے پھر ہاتھ دراز کیا، پھر پہلے سے بڑھ کر سوکھ گیا۔ اس نے دعا کے لئے کہا تو انہوں نے دعا کی۔ پھر اس مردود نے دست درازی کی، پھر پہلی دونوں دفعہ سے بڑھ کر سوکھ گیا۔ تب وہ بولا کہ اللہ سے دعا کر کہ میرا ہاتھ کھل جائے، اللہ کی قسم اب میں تجھ کو نہ ستاؤں گا۔ سیدہ سارہ نے پھر دعا کی، اس کا ہاتھ کھل گیا۔ تب اس نے اس شخص کو بلایا جو سیدہ سارہ کو لے کر آیا تھا اور اس سے بولا کہ تو میرے پاس شیطانی کو لے کر آیا، یہ انسان نہیں ہے اس کو میرے ملک سے باہر نکال دے اور ایک لونڈی ہاجرہ اس کے حوالے کر دے سیدہ سارہ ہاجرہ کو لے کر لوٹ آئیں جب سیدنا ابراہیمؑ نے دیکھا تو نمازوں سے فارغ ہوئے اور کہا کیا ہوا؟ سارہ نے کہا بس کہ سب خیریت رہی، اللہ تعالیٰ نے اس بدکار کا ہاتھ مجھ سے روک دیا اور ایک لونڈی بھی دی۔ سیدنا ابو ہریرہؓ نے کہا کہ پھر یہی لونڈی یعنی ہاجرہ تمہاری ماں ہے اے بارش کے بچو!

باب: سیدنا موسیٰؑ اور اللہ تعالیٰ کے فرمان "فبراہ اللہ مما" ..... کے متعلق۔

1610: سیدنا ابو ہریرہؓ کہتے ہیں کہ موسیٰؑ بڑے حیادار مرد تھے، ان کو کبھی کسی نے ننگا نہیں دیکھا تھا۔ آخر بنی اسرائیل کہنے لگے کہ ان کو فتق (خصیئے پھول جانے) کی بیماری ہے۔ ایک بار انہوں نے کسی پانی کے مقام پر غسل کیا اور اپنا کپڑا پتھر پر رکھا، تو

وہ بھاگتا ہوا چلا اور سیدنا موسیٰ (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) پنا عصا لئے اس کے پیچھے چلے، اس کو مارتے جاتے تھے اور فرماتے جاتے تھے کہ اے پتھر! میرا کپڑا دے۔ یہاں تک کہ وہ پتھر جہاں بنی اسرائیل کے لوگ جمع تھے وہاں جا رکا۔ اور اسی کے متعلق یہ آیت اتری کہ ''اے ایمان والو! تم ان لوگوں کی طرح مت ہو جنہوں نے موسیٰ کو ستایا (ان پر تہمت لگائی) پھر اللہ تعالیٰ نے ان کو اس بات سے پاک کیا جو لوگوں نے کہی تھی اور وہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک عزت والے تھے''۔

باب: سیدنا موسیٰ کا قصہ، خضرؑ کے ساتھ۔

1611: سیدنا سعید بن جبیر کہتے ہیں کہ میں نے سیدنا ابن عباسؓ سے کہا کہ نوف بکالی کہتا ہے کہ سیدنا موسیٰ ں جو بنی اسرائیل کے پیغمبر تھے، وہ اور ہیں اور جو موسیٰ خضرؑ کے پاس گئے تھے وہ اَور ہیں انہوں نے کہا کہ اللہ کا دشمن جھوٹ بولتا ہے۔ میں نے سیدنا ابی بن کعبؓ سے سنا، وہ کہتے تھے کہ میں نے رسول اللہ (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) سے سنا، آپ (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) فرماتے تھے کہ سیدنا موسیٰ ں اپنی قوم بنی اسرائیل پر خطبہ پڑھنے کو کھڑے ہوئے، ان سے پوچھا گیا کہ سب لوگوں میں زیادہ علم کس کو ہے؟ انہوں نے کہا کہ مجھ کو ہے (یہ بات اللہ تعالیٰ کو ناپسند ہوئی) پس اللہ تعالیٰ نے ان پر اس وجہ سے ناراضگی کا اظہار کیا کہ انہوں نے یہ نہیں کہا کہ اللہ تعالیٰ خوب جانتا ہے۔ پھر اللہ تعالیٰ نے ان کو وحی بھیجی کہ دو دریاؤں کے ملاپ پر میرا ایک بندہ ہے، وہ تجھ سے زیادہ عالم ہے سیدنا موسیٰ نے عرض کیا کہ اے پروردگار! میں اس سے کیسے ملوں؟ حکم ہوا کہ ایک مچھلی زنبیل (ٹوکرے) میں رکھ، جہاں وہ مچھلی گم ہو جائے، وہیں وہ بندہ ملے گا۔ یہ سن کر سیدنا موسیٰ اپنے ساتھی یوشع بن نونؑ کو ساتھ لے کر چلے اور انہوں نے ایک مچھلی زنبیل میں رکھ لی۔ دونوں چلتے چلتے صخرہ (ایک مقام ہے) کے پاس پہنچے تو سیدنا موسیٰ اور ان کے ساتھی سو گئے۔ مچھلی

تڑپی یہاں تک کہ زنبیل سے نکل کر دریا میں جا پڑی اور اللہ تعالیٰ نے پانی کا بہنا اس پر سے روک دیا، یہاں تک کہ پانی کھڑا ہو کر طاق کی طرح ہو گیا اور مچھلی کے لئے خشک راستہ بن گیا۔ سیدنا موسیٰ اور ان کے ساتھی کے لئے تعجب ہوا پھر دونوں چلے دن بھر اور رات بھر اور موسیٰ کے ساتھی مچھلی کا حال ان سے کہنا بھول گئے جب صبح ہوئی تو موسیٰ نے اپنے ساتھی سے کہا کہ ہمارا ناشتہ لاؤ، ہم تو اس سفر سے تھک گئے ہیں اور تھکاوٹ اسی وقت ہوئی جب اس جگہ سے آگے بڑھے جہاں جانے کا حکم ہوا تھا۔ انہوں نے کہا کہ آپ کو معلوم نہیں کہ جب ہم (مقامِ) صخرہ پر اترے تو میں مچھلی بھول گیا اور شیطان نے مجھے بھلایا اور تعجب ہے کہ اس مچھلی نے دریا میں جانے کی راہ لی۔ سیدنا موسیٰ نے کہا کہ ہم تو اسی مقام کو ڈھونڈھتے تھے، پھر دونوں اپنے پاؤں کے نشانوں پر لوٹے یہاں تک کہ صخرہ پر پہنچے۔ وہاں ایک شخص کو کپڑا اوڑھے ہوئے دیکھا تو سیدنا موسیٰ نے ان کو سلام کیا تو انہوں نے کہا کہ تمہارے ملک میں سلام کہاں سے ہے؟ سیدنا موسیٰ نے کہا کہ میں موسیٰ ہوں۔ انہوں نے کہا کہ بنی اسرائیل کے موسیٰ؟ سیدنا موسیٰ نے کہا کہ ہاں۔ سیدنا خضرؑ نے کہا کہ تمہیں اللہ تعالیٰ نے وہ علم دیا ہے جو میں نہیں جانتا۔ اور مجھے وہ علم دیا ہے جو تم نہیں جانتے سیدنا موسیٰ نے کہا کہ میں تمہارے ساتھ رہنا چاہتا ہوں اس لئے کہ مجھے وہ علم سکھلاؤ جو تمہیں دیا گیا ہے۔ سیدنا خضرؑ نے کہا کہ تم میرے ساتھ صبر نہ کر سکو گے اور تم سے اس بات پر کیسے صبر ہو سکے گا جس کو تم نہیں جانتے ہو۔ سیدنا موسیٰ ں نے کہا کہ اگر اللہ نے چاہا تو تم مجھے صابر پاؤ گے اور میں کسی بات میں تمہاری نافرمانی نہیں کروں گا۔ سیدنا خضرؑ نے کہا کہ اچھا اگر میرے ساتھ ہوتے ہو تو مجھ سے کوئی بات نہ پوچھنا جب تک میں خود اس کا ذکر نہ کروں۔ سیدنا موسیٰ نے کہا کہ بہت اچھا۔ پس خضرؑ اور سیدنا موسیٰ دونوں سمندر کے کنارے چلے جاتے تھے کہ ایک کشتی سامنے سے نکلی، دونوں نے

کشتی والوں سے کہا کہ ہمیں بٹھا لو، انہوں نے سیدنا خضرؑ کو پہچان لیا اور دونوں کو بغیر کرایہ چڑھا لیا۔ سیدنا خضرؑ نے اس کشتی کا ایک تختہ اکھاڑ ڈالا۔ سیدنا موسیٰ علیہ (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) لسلام نے کہا کہ ان لوگوں نے تو ہمیں بغیر کرایہ کے چڑھایا اور تم نے ان کی کشتی کو توڑ ڈالا تا کہ کشتی والوں کو ڈبو دو، یہ تم نے بڑا بھاری کام کیا۔ سیدنا خضرؑ نے کہا کہ کیا میں نہیں کہتا تھا کہ تم میرے ساتھ صبر نہ کر سکو گے؟ سیدنا موسیٰ ں نے کہا کہ بھول چوک پر مت پکڑو اور مجھ پر تنگی مت کرو۔ پھر دونوں کشتی سے باہر نکلے اور سمندر کے کنارے چلے جاتے تھے کہ ایک لڑکا ملا جو اور لڑکوں کے ساتھ کھیل رہا تھا، سیدنا خضرؑ نے اس کا سر پکڑ کر اکھیڑ لیا اور مار ڈالا۔ سیدنا موسیٰؑ نے کہا کہ تم نے ایک بے گناہ کو ناحق مار ڈالا، یہ تو بہت بُرا کام کیا۔ سیدنا خضرؑ نے کہا کہ کیا میں نہ کہتا تھا کہ تم میرے ساتھ صبر نہ کر سکو گے؟ اور یہ کام پہلے کام سے بھی زیادہ سخت تھا۔ سیدنا موسیٰؑ نے کہا کہ اب میں تم سے کسی بات پر اعتراض کروں تو مجھے اپنے ساتھ نہ رکھنا بیشک تمہارا اعتراض بجا ہوگا۔ پھر دونوں چلے یہاں تک کہ ایک گاؤں میں پہنچے، گاؤں والوں سے کھانا مانگا تو انہوں نے انکار کیا، پھر ایک دیوار ملی جو گرنے کے قریب تھی اور جھک گئی تھی، سیدنا خضرؑ نے اس کو اپنے ہاتھ سے سیدھا کر دیا۔ سیدنا موسیٰؑ نے کہا کہ ان گاؤں والوں سے ہم نے کھانا مانگا اور انہوں نے انکار کیا اور کھانا نہ کھلایا (ایسے لوگوں کا کام مفت کرنا کیا ضروری تھا؟) اگر تم چاہتے تو اس کی مزدوری لے سکتے تھے۔ سیدنا خضرؑ نے کہا کہ بس، اب میرے اور تمہارے درمیان جدائی ہے، اب میں تم سے ان باتوں کا مطلب کہے دیتا ہوں جن پر تم سے صبر نہ ہو سکا۔ رسول اللہ (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ موسیٰؑ پر رحم کرے، مجھے آرزو ہے کہ کاش وہ صبر کرتے اور ہمیں ان کی اور باتیں معلوم ہوتیں۔ اور آپ (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) نے فرمایا کہ پہلی بات سیدنا موسیٰؑ نے بھولے سے

کی۔ پھر ایک چڑیا آئی اور کشتی کے کنارے پر بیٹھی اور اس نے سمندر میں چونچ ڈالی، سیدنا خضرؑ نے کہا کہ میں نے اور تم نے اللہ تعالیٰ کے علم میں سے اتنا ہی علم سیکھا ہے جتنا اس چڑیا نے سمندر میں سے پانی کم کیا ہے۔ سیدنا سعید بن جبیر نے کہا کہ سیدنا ابن عباسؓ اس طرح پڑھتے تھے کہ ''ان کشتی والوں کے آگے ایک بادشاہ تھا جو ہر ثابت کشتی کو ناحق جبر سے چھین لیتا تھا'' اور پڑھتے تھے کہ ''وہ لڑکا کافر تھا''۔ (آخری دونوں جملوں سے مراد یہ ہے کہ قرآن پاک کی آیات تو اس طرح نہیں ہیں لیکن سیدنا ابن عباسؓ گویا بطور تفسیر اس طرح پڑھتے تھے)۔

باب: نبی (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) کا فرمان ''لا تفضلوا بین ''..... کے متعلق۔

1612: سیدنا ابو ہریرہؓ کہتے ہیں کہ ایک یہودی کچھ مال بیچ رہا تھا، اس کو قیمت دی گئی تو وہ راضی نہ ہوا یا اُس نے بُرا جانا تو بولا کہ نہیں قسم اس کی جس نے سیدنا موسیٰؑ کو آدمیوں میں سے چنا۔ یہ لفظ ایک انصاری نے سنا تو اس کے منہ پر طمانچہ مارا اور کہا کہ تو کہتا ہے کہ سیدنا موسیٰؑ کو آدمیوں میں سے چنا اور رسول اللہ (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) ہم لوگوں میں موجود ہیں؟ وہ یہودی رسول اللہ (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) کے پاس آیا اور عرض کیا کہ یا رسول اللہ (صلی اللہ علیہ والہ وسلم)! میں ذمی ہوں اور امان میں ہوں اور مجھے فلاں شخص نے طمانچہ مارا ہے۔ آپ (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) نے اس شخص سے پوچھا کہ تو نے اس شخص کو کیوں طمانچہ مارا؟ وہ بولا کہ یا رسول اللہ (صلی اللہ علیہ والہ وسلم)! اس نے کہا کہ قسم اس کی جس نے موسیٰؑ کو تمام آدمیوں میں چن لیا اور آپ (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) ہم لوگوں میں تشریف رکھتے ہیں (اور سیدنا موسیٰؑ سے آپ (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) کا رتبہ زیادہ ہے اس لئے میں نے

اس کو مارا)۔ یہ سن کر آپ (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) غصے ہوئے، یہاں تک کہ غصہ آپ (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) کے چہرہ مبارک پر معلوم ہونے لگا، پھر فرمایا کہ ایک پیغمبر کو دوسرے پیغمبر پر فضیلت مت دو (اس طرح سے کہ دوسرے پیغمبر کی شان گھٹے) کیونکہ قیامت کے دن جب صور پھونکا جائے گا تو آسمانوں اور زمین میں جتنے لوگ ہیں سب بیہوش ہو جائیں گے مگر جن کو اللہ تعالیٰ چاہے گا (وہ بیہوش نہ ہوں گے) پھر دوسری بار پھونکا جائے گا تو سب سے پہلے میں اٹھوں گا اور کیا دیکھوں گا کہ سیدنا موسیٰ عرش تھامے ہوئے ہیں۔ اب معلوم نہیں کہ طور پہاڑ پر جو ان کو بیہوشی ہوئی تھی وہ اس کا بدلہ ہے (کہ وہ اس بار بیہوش نہ ہوں گے) یا مجھ سے پہلے ہوشیار ہو جائیں گے اور میں یوں نہیں کہتا کہ کوئی پیغمبر سیدنا یونس بن متیؑ سے افضل ہے۔

باب: سیدنا موسیٰؑ کی وفات کے متعلق۔

1613: سیدنا ابو ہریرہؓ کہتے ہیں کہ رسول اللہ (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) نے فرمایا: موت کے فرشتے (عزرائیل ں) سیدنا موسیٰؑ کے پاس آئے اور عرض کیا کہ اے موسیٰ! اپنے پروردگار کی پکار پر لبیک کہو (یعنی موت کا وقت ہے) تو سیدنا موسیٰؑ نے ان کی آنکھ پر ایک طمانچہ مارا، جس سے ان کی آنکھ پھوٹ گئی۔ وہ لوٹ کر اللہ تعالیٰ کے پاس گئے اور عرض کیا کہ اے مالک! تو نے مجھے ایسے بندے کے پاس بھیجا کہ وہ مرنا نہیں چاہتا، اس نے میری آنکھ پھوڑ دی ہے۔ اللہ تعالیٰ نے ان کی آنکھ پھر درست کر دی اور فرمایا کہ پھر میرے بندے کے پاس جا اور کہہ کہ اگر تو جینا چاہتا ہے تو اپنا ہاتھ ایک بیل کی پیٹھ پر رکھ، اور جتنے بالوں کو تیرا ہاتھ ڈھانپ لے گا، اتنے برس تو اور زندہ رہے گا۔ سیدنا موسیٰؑ نے عرض کیا کہ اے پروردگار! اس کے بعد کیا ہو گا؟ فرمایا کہ اس کے بعد پھر مرنا ہو گا۔ سیدنا موسیٰؑ نے عرض کیا کہ پھر تو ابھی مرنا بہتر

ہے۔ اے میرے مالک مجھے مقدس زمین سے ایک پتھر کی مار کے فاصلہ پر موت دے۔ رسول اللہ (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) نے فرمایا کہ اللہ کی قسم اگر میں وہاں ہوتا تو میں تمہیں سیدنا موسیٰ کی قبر بتا دیتا جو کہ راستہ کے ایک جانب سرخ ریت کے ٹیلے کے پاس ہے۔

باب: نبی (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) کے فرمان "مررت علی موسیٰ ....." کے متعلق۔

1614: سیدنا انس بن مالکؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) نے فرمایا: معراج کی رات میں موسیٰ کے پاس سے گزرا تو ان کو سرخ ٹیلے کے پاس دیکھا کہ وہ اپنی قبر میں وہ کھڑے ہوئے پڑھ رہے تھے۔

باب: سیدنا یوسفؑ کے متعلق۔

1615: سیدنا ابو ہریرہؓ کہتے ہیں کہ رسول اللہ (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) سے کہا گیا کہ یارسول اللہ! لوگوں میں سب سے بزرگی والا کون ہے؟ آپ (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) نے فرمایا کہ جو اللہ تعالیٰ سے زیادہ ڈرتا ہے۔ انہوں نے کہا کہ ہم یہ نہیں پوچھتے آپ (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) نے فرمایا کہ تو سب میں بزرگ سیدنا یوسفؑ ہیں اللہ کے نبی بن نبی بن نبی اور خلیل اللہؑ ہیں۔ انہوں نے کہا کہ ہم یہ نہیں پوچھتے۔ آپ (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) نے فرمایا کہ تم عرب قبیلوں کو پوچھتے ہو؟ تو عرب کے بہتر وہ لوگ ہیں جو زمانہ جاہلیت میں بہتر تھے اور اسلام کے زمانے میں بھی بہتر ہیں، جب وہ دین میں سمجھ حاصل کریں۔

باب: سیدنا زکریاؑ کے متعلق۔

1616: سیدنا ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) نے

فرمایا: زکریاؑ بڑھئی تھے۔

باب: سیدنا یونسؑ کے متعلق۔

1617: سیدنا ابو ہریرہؓ نبی (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) سے روایت کرتے ہیں کہ آپ (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) نے فرمایا: اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ میرے کسی بندے کو یہ کہنا لائق نہیں کہ میں یونس بن متی سے بہتر ہوں۔

باب: سیدنا عیسیٰؑ کے متعلق۔

1618: سیدنا ابو ہریرہؓ کہتے ہیں کہ رسول اللہ (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) نے فرمایا: میں عیسیٰؑ سے دنیا اور آخرت دونوں جگہ میں سب سے زیادہ نزدیک ہوں۔ لوگوں نے کہا کہ یا رسول اللہ (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) کس طرح؟ آپ (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) نے فرمایا کہ پیغمبر ایک باپ کے بیٹوں کی طرح ہیں جن کی مائیں الگ الگ ہیں، ان کا دین ایک ہی ہے اور میرے اور ان کے بیچ میں اور کوئی نبی نہیں ہے۔

باب: سوائے مریم اور عیسیٰ علیہما السلام کے باقی ہر بچے کو شیطان مس کرتا ہے۔

1619: سیدنا ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) نے فرمایا: کوئی بچہ ایسا نہیں جس کو شیطان کونچا نہ مارے، کہ وہ اس کے کونچا مارنے سے روتا ہے مگر مریم علیہا السلام کا بچہ اور اس کی ماں (یعنی سیدنا عیسیٰؑ اور ان کی والدہ سیدہ مریم علیہا السلام کہ ان کو شیطان کونچا نہ دے سکا)۔ پھر سیدنا ابو ہریرہؓ نے کہا کہ اگر تم چاہو تو یہ آیت پڑھ لو (مریم کی ماں اور عمران کی بیوی نے کہا) ''میں اس بچہ کو اور اس کی اولاد کو شیطان مردود سے تیری پناہ میں دیتی ہوں''۔ (آل عمران: 36)۔

باب: سیدنا عیسیٰؑ کے قول ''امنت باللہ وکذبت نفسی'' کے متعلق۔

1620: سیدنا ابو ہریرہؓ کہتے ہیں کہ رسول اللہ (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) نے فرمایا:

سیدنا عیسیٰؑ نے ایک شخص کو چوری کرتے ہوئے دیکھا، تو آپ نے اس سے فرمایا کہ تو نے چوری کی؟ تو وہ بولا کہ ہرگز نہیں، قسم اس کی جس کے سوا کوئی عبادت کے لائق نہیں ہے (میں نے چوری نہیں کی)۔ سیدنا عیسیٰؑ نے کہا کہ میں اللہ تعالیٰ پر ایمان لایا اور میں نے اپنے آپ کو جھٹلایا (یعنی مجھ ہی سے غلطی ہوئی ہوگی جب تو قسم کھاتا ہے تو تو ہی سچا ہے)۔

---

www.IqbalCyberLibrary.Net
All rights reserved.
©2002-2006

نبی (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) کے صحابہؓ کی فضیلت کا بیان

سیدنا ابوبکر صدیقؓ کی فضیلت

باب: نبی (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) کے قول "مَا ظَنُّكَ بِاثْنَيْنِ" ..... کے متعلق۔

1621: سیدنا انس بن مالکؓ سے روایت ہے کہ سیدنا ابوبکر صدیقؓ نے ان سے بیان کیا، کہا کہ میں نے اپنے سروں پر مشرکوں کے پاؤں دیکھے اور ہم غار میں تھے۔ میں نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ! اگر ان میں سے کوئی اپنی قدموں کی طرف دیکھے گا تو ہمیں دیکھ لے گا۔ آپ (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) نے فرمایا کہ اے ابوبکر! تو ان دونوں کو کیا سمجھتا ہے جن کے ساتھ تیسرا اللہ بھی ہے۔

باب: نبی (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) کے فرمان "إِنَّ أَمَنَّ النَّاسِ" کے متعلق۔

1622: سیدنا ابوسعید خدریؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) اپنے منبر پر بیٹھے اور فرمایا کہ اللہ تعالیٰ کا ایک بندہ ہے جس کو اللہ نے اختیار دیا ہے کہ چاہے دنیا کی دولت لے اور چاہے اللہ تعالیٰ کے پاس رہنا اختیار کرے، پھر اس نے اللہ کے پاس رہنا اختیار کیا۔ یہ سن کر سیدنا ابوبکرؓ روئے (سمجھ گئے کہ آپ (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) کی وفات کا وقت قریب ہے) اور بہت روئے۔ پھر کہا کہ ہمارے باپ دادا ہماری مائیں آپ (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) پر قربان ہوں (پھر معلوم ہوا) کہ اس بندے سے مراد خود رسول اللہ (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) تھے اور سیدنا ابوبکرؓ ہم سب سے زیادہ علم رکھتے تھے۔ اور رسول اللہ (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) نے فرمایا کہ سب لوگوں سے زیادہ مجھ پر ابوبکر کا احسان ہے مال کا بھی اور صحبت کا بھی اور اگر میں کسی کو (اللہ تعالیٰ کے سوا) دوست بناتا تو ابوبکر کو دوست بناتا۔ (اب خُلّت تو نہیں ہے) لیکن اسلام کی اخوت (برادری) ہے۔ مسجد میں کسی کی کھڑکی نہ رہے

(سب بند کر دی جائیں) لیکن ابوبکر کے گھر کی کھڑکی قائم رکھو۔

باب: نبی (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) کے نزدیک سب لوگوں سے زیادہ پیارے سیدنا ابوبکرؓ تھے۔

1623: ابوعثمان کہتے ہیں کہ مجھے سیدنا عمرو بن عاصؓ نے خبر دی کہ رسول اللہ (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) نے ان کو ذات السلاسل کے لشکر کے ساتھ بھیجا (ذات السلاسل نواحی شام میں ایک پانی کا نام ہے، وہاں کی لڑائی جمادی الآخر میں ہوئی) پس میں آپ (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) کے پاس آیا اور میں نے کہا کہ یا رسول اللہ! سب لوگوں میں آپ کو کس سے زیادہ محبت ہے؟ آپ (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) نے فرمایا کہ عائشہ صدیقہ سے۔ میں نے کہا کہ مردوں میں سب سے زیادہ کس سے محبت ہے؟ آپ (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) نے فرمایا کہ ان کے باپ سے۔ میں نے کہا کہ پھر ان کے بعد کس سے؟ آپ (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) نے فرمایا کہ عمر سے یہاں تک کہ آپ (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) نے کئی آدمیوں کا ذکر کیا۔

باب: نیکی کے سارے کام سیدنا ابوبکرؓ میں جمع تھے اور وہ جنتی ہیں۔

اس باب کے بارے میں سیدنا ابوہریرہؓ کی حدیث کتاب الزکوٰۃ میں گزر چکی ہے (دیکھئے حدیث: 543)۔

باب: نبی (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) کا فرمان کہ ''میں بھی سچ مانتا ہوں، ابوبکر اور عمر بھی سچ مانتے ہیں'' (۱)۔

1624: سیدنا ابوہریرہؓ کہتے ہیں کہ رسول اللہ (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) نے فرمایا: ایک شخص ایک بیل پر بوجھ لادے ہوئے اسے ہانک رہا تھا، بیل نے اس کی طرف دیکھا اور کہا کہ میں اس لئے نہیں پیدا ہوا بلکہ میں تو کھیت کے لئے پیدا ہوا ہوں۔

لوگوں نے (تعجب اور ڈر سے) کہا کہ سبحان اللہ بیل بات کرتا ہے۔ سیدنا ابو ہریرہؓ کہتے ہیں کہ رسول اللہ (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) نے فرمایا کہ میں تو اس بات کو سچ جانتا ہوں اور ابو بکر اور عمر بھی سچ جانتے ہیں۔ ایک چرواہا اپنی بکریوں میں تھا، اتنے میں ایک بھیڑیا لپکا اور ایک بکری لے گیا۔ چرواہے نے اس کا پیچھا کیا اور بکری کو اس سے چھڑا لیا تو بھیڑیئے نے اس کی طرف دیکھا اور کہا کہ اس دن بکری کو کون بچائے گا جس دن سوائے میرے کوئی چرواہا نہ ہوگا (عید کہ جس دن جاہلیت والے کھیل کود میں مصروف رہتے اور بھیڑیئے بکریاں لے جاتے یا قیامت کے قریب آفت اور فتنہ کے دن جب لوگ مصیبت کے مارے اپنے مال کے فکر سے غافل ہو جائیں گے)۔ لوگوں نے کہا سبحان اللہ! رسول اللہ (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) نے فرمایا کہ میں تو اس کو سچ جانتا ہوں اور ابو بکر اور عمر بھی سچ جانتے ہیں (دوسری روایت میں ہے کہ ابو بکر اور عمر صمو جود نہ تھے اس حدیث سے ان کی بڑی فضیلت نکلی کہ آپ (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) کو ان پر ایسا بھروسہ تھا کہ جو بات آپ (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) مانتے ہیں وہ بھی ضرور مانیں گے)۔

باب: صدیق و فاروق کی رفاقت نبی (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) کے ساتھ۔

1625: سیدنا ابن عباسؓ کہتے ہیں کہ سیدنا عمرؓ (نے جب انتقال کیا اور) تابوت میں رکھے گئے تو لوگ ان کے گرد ہوئے، دعا کرتے تھے اور تعریف کرتے تھے اور دعا کرتے تھے ان پر جنازہ اٹھائے جانے سے پہلے۔ میں بھی ان لوگوں میں تھا۔ میں نہیں ڈرا مگر ایک شخص سے جس نے میرا کندھا میرے پیچھے سے تھام لیا تھا، میں نے دیکھا تو وہ سیدنا علیؓ تھے۔ پس انہوں نے عمرؓ کے لئے اللہ تعالیٰ سے رحمت کی دعا کی اور (ان کی طرف خطاب کر کے) کہا کہ اے عمر! تم نے کوئی شخص ایسا نہ چھوڑا جس کے اعمال ایسے ہوں کہ ویسے اعمال پر مجھے اللہ سے ملنا پسند ہو۔ اور اللہ

کی قسم میں یہ سمجھتا تھا کہ اللہ تمہیں تمہارے دونوں ساتھیوں کے ساتھ کرے گا (یعنی رسول اللہ (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) اور سیدنا ابوبکر صدیق ص) اور اس کی وجہ یہ ہے کہ میں اکثر رسول اللہ (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) سے سنا کرتا تھا، آپ (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) فرماتے تھے کہ میں آیا اور ابوبکر اور عمر آئے اور میں اندر گیا اور ابوبکر اور عمر گئے اور میں نکلا اور ابوبکر اور عمر نکلے۔ اس لئے مجھے امید تھی کہ اللہ تعالیٰ تمہیں ان دونوں کے ساتھ کرے گا۔

باب: سیدنا ابوبکر صدیقؓ کو خلیفہ بنانا۔

1626: ابن ابی ملیکہ کہتے ہیں کہ میں نے اُمّ المؤمنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے سنا، ان سے پوچھا گیا کہ اگر رسول اللہ (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) خلیفہ کرتے تو کس کو کرتے؟ (اس سے معلوم ہوا کہ آپ (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) نے کسی کو خلافت پر نص نہیں کیا بلکہ سیدنا ابوبکر صدیقؓ کی خلافت صحابہ ؓ کے اجماع سے ہوئی اور شیعہ جو دعویٰ کرتے ہیں کہ سیدنا علیؓ کی خلافت پر آپ (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) نے نص کیا تھا، باطل اور بے اصل ہے اور خود سیدنا علیؓ نے ان کی تکذیب کی) انہوں نے کہا کہ سیدنا ابوبکرؓ کو (خلیفہ) بناتے۔ پھر پوچھا گیا کہ ان کے بعد کس کو (خلیفہ) بناتے؟ انہوں نے کہا کہ سیدنا عمرؓ کو (خلیفہ) بناتے۔ پھر پوچھا گیا کہ ان کے بعد کس کو (خلیفہ) بناتے؟ انہوں نے کہا کہ سیدنا ابوعبیدہ بن الجراح کو۔ پھر خاموش ہو رہیں۔

1627: محمد بن جبیر بن مطعم اپنے والد سے روایت کرتے ہیں کہ ایک عورت نے رسول اللہ (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) سے کچھ پوچھا۔ آپ (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) نے فرمایا کہ پھر آنا۔ وہ بولی کہ یا رسول اللہ! اگر میں آؤں اور آپ (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) کو نہ پاؤں (یعنی آپ (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) کی وفات ہو جائے تو)؟

آپ (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) نے فرمایا کہ اگر تو مجھے نہ پائے تو ابو بکر کے پاس آنا۔

1628: اُمّ المؤمنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں کہ مجھے رسول اللہ (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) نے اپنی بیماری میں فرمایا کہ تو اپنے باپ ابو بکر کو اور اپنے بھائی کو بلا تا کہ میں ایک کتاب لکھ دوں، میں ڈرتا ہوں کہ کوئی (خلافت کی) آرزو کرنے والا آرزو نہ کرے اور کوئی کہنے والا یہ نہ کہے کہ میں (خلافت کا) زیادہ حقدار ہوں۔ اور اللہ تعالیٰ انکار کرتا ہے اور مسلمان بھی انکار کرتے ہیں ابو بکر کے سوا کسی اور (کی خلافت) سے۔

باب: سیدنا عمر بن خطابؓ کی فضیلت کا بیان۔

1629: سیدنا ابو سعید خدریؓ کہتے ہیں کہ رسول اللہ (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) نے فرمایا: میں نے سونے کی حالت میں دیکھا کہ لوگ میرے سامنے لائے جاتے ہیں اور وہ کُرتے پہنے ہوئے ہیں۔ بعض کے کرتے چھاتی تک ہیں اور بعض کے اس کے نیچے، پھر عمرؓ نکلے تو وہ اتنا نیچا کرتہ پہنے ہوئے تھے جو کہ زمین پر گھسٹتا جاتا تھا۔ لوگوں نے عرض کیا: یا رسول اللہ! اس کی تعبیر کیا ہے؟ آپ (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) نے فرمایا کہ دین۔

1630: سیدنا عبداللہ بن عمرؓ نبی (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) سے روایت کرتے ہیں کہ آپ (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) نے فرمایا: میں سو رہا تھا اور سوتے میں ایک پیالہ میرے سامنے لایا گیا جس میں دودھ تھا۔ میں نے اس میں سے پیا یہاں تک کہ تازگی اور سیرابی میرے ناخنوں سے نکلنے لگی۔ پھر جو بچا وہ میں نے عمر بن خطاب کو دیدیا۔ لوگوں نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ! اس کی تعبیر کیا ہے؟ آپ (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) نے فرمایا کہ اس کی تعبیر علم ہے۔

1631: سیدنا ابو ہریرہؓ کہتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ (صلی اللہ علیہ والہ وسلم)

سے سنا آپ (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) فرماتے تھے کہ میں سویا ہوا تھا، میں نے اپنے آپ کو ایک کنوئیں پر دیکھا کہ اس پر ڈول پڑا ہوا ہے۔ پس میں نے اس ڈول سے پانی کھینچا جتنا کہ اللہ نے چاہا۔ پھر اس کو ابو قحافہ کے بیٹے یعنی صدیقِ اکبر نے لیا اور ایک یا دو ڈول نکالے اور ان کے کھینچنے میں کمزوری تھی اللہ تعالیٰ ان کو بخشے۔ پھر وہ ڈول پل یعنی بڑا ڈول ہو گیا اور اس کو عمر بن خطاب نے لیا، تو میں نے لوگوں میں ایسا سردار شہ زور نہیں دیکھا جو عمر کی طرح پانی کھینچتا ہو۔ انہوں نے اس کثرت سے پانی نکالا کہ لوگ اپنے اپنے اونٹوں کو سیراب کر کے آرام کی جگہ لے گئے۔ (علماء نے بیان کیا ہے کہ اس خواب میں آپ کے بعد ابو بکر و عمر رضی اللہ عنہما کی خلافت کی تمثیل و بشارت اور حالات کی پیشین گوئی ہے)۔

1632: سیدنا ابو ہریرہؓ نبی (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) سے روایت کرتے ہیں کہ آپ (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) نے فرمایا: میں سو رہا تھا اور میں نے اپنے آپ کو جنت میں دیکھا۔ وہاں ایک عورت ایک محل کے کونے میں وضو کر رہی تھی۔ میں نے پوچھا کہ یہ محل کس کا ہے؟ (فرشتے) بولے کہ عمر بن خطاب کا۔ یہ سن کر مجھے اس کی غیرت کا خیال آیا اور میں پیٹھ موڑ کر لوٹ آیا۔ سیدنا ابو ہریرہؓ کہتے ہیں کہ سیدنا عمرؓ نے جب یہ سنا تو رو دیئے اور ہم سب رسول اللہ (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) کے ساتھ مجلس میں تھے۔ پھر سیدنا عمرؓ نے کہا کہ میرے ماں باپ آپ (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) پر قربان ہوں یا رسول اللہ! کیا میں آپ پر غیرت کروں گا؟

1633: فاتح ایران سیدنا سعد بن ابی وقاصؓ کہتے ہیں کہ سیدنا عمرؓ نے رسول اللہ (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) سے (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) اندر آنے کی اجازت مانگی اور آپ (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) کے پاس اس وقت قریش کی عورتیں بیٹھی تھیں اور آپ (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) سے باتیں کر رہی تھیں اور بہت باتیں کر رہی تھیں اور

ان کی آوازیں بلند تھیں۔ جب سیدنا عمرؓ نے آواز دی تو اٹھ کر چھپنے کے لئے دوڑیں رسول اللہ (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) نے سیدنا عمرؓ کو اجازت دی اور آپ (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) مسکرا رہے تھے۔ سیدنا عمرؓ نے کہا کہ اللہ تعالیٰ آپ (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) کو ہنستا رکھے یا رسول اللہ! آپ (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) نے فرمایا کہ مجھے ان عورتوں پر تعجب ہوا جو میرے پاس بیٹھی تھیں، تمہاری آواز سنتے ہی پردے میں بھاگ گئیں۔ سیدنا عمرؓ نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ! ان کو آپ (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) سے زیادہ ڈرنا چاہیے پھر ان عورتوں سے کہا کہ اے اپنی جان کی دشمنو! تم مجھ سے ڈرتی ہو اور رسول اللہ (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) سے نہیں ڈرتیں؟ انہوں نے کہا کہ ہاں تم رسول اللہ (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) کے بہ نسبت سخت ہو اور غصیلے ہو۔ رسول اللہ (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) نے فرمایا کہ قسم اس کی جس کے ہاتھ میں میری جان ہے کہ شیطان جب تمہیں کسی راہ میں چلتا ہوا ملتا ہے تو اس راہ کو جس میں تم چلتے ہو چھوڑ کر دوسری راہ میں چلا جاتا ہے۔

1634: اُمّ المؤمنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نبی (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) سے روایت کرتی ہیں کہ آپ (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) نے فرمایا: تم سے پہلے اگلی امتوں میں ایسے لوگ ہوا کرتے تھے جو ''محدث'' (جن کی رائے ٹھیک ہوتی، گمان صحیح ہوتا یا فرشتے ان کو الہام کرتے) میری امت میں اگر ایسا کوئی ہو تو عمر بن الخطاب ہوں گے۔ ابن وہب نے کہا کہ محدثون کا معنیٰ ''الہام والے'' ہے۔

1635: سیدنا ابن عمرؓ کہتے ہیں کہ عمرؓ نے کہا کہ میں تین باتوں میں اپنے رب کے موافق ہوا۔ ایک مقامِ ابراہیم میں نماز پڑھنے میں (جب میں نے رائے دی کہ یا رسول اللہ (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) آپ اس جگہ کو جائے نماز بنائیے تو ویسا ہی قرآن میں اترا) اور دوسرے عورتوں کے پردے کے بارے میں اور تیسرے بدر

کے قیدیوں کے بارے میں۔

1636: سیدنا ابن عمرؓ کہتے ہیں کہ جب عبداللہ بن ابی ابن سلول مشہور منافق مرا تو اس کا بیٹا عبداللہؓ بن عبداللہ بن ابی رسول اللہ (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) کے پاس آیا اور عرض کیا کہ آپ (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) اپنا کرتہ میرے باپ کے کفن کے لئے دیدیجئے تو آپ (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) نے دیدیا۔ پھر اس نے کہا کہ آپ (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) اس پر نماز جنازہ پڑھا دیجئے۔ پس رسول اللہ (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) اس پر نماز پڑھنے کو کھڑے ہوئے۔ سیدنا عمرؓ نے آپ (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) کا کپڑا تھاما اور فرمایا کہ یا رسول اللہ! کیا آپ (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) اس پر نماز پڑھتے ہیں حالانکہ اللہ تعالیٰ نے آپ (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) کو اس پر نماز پڑھنے سے منع کیا ہے؟ رسول اللہ (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) نے فرمایا کہ مجھے اللہ تعالیٰ نے اختیار دیا ہے کہ ''تو ان کے لئے دعا کرے یا نہ کرے، اگر ستر بار بھی دعا کرے گا تو بھی اللہ تعالیٰ ان کو نہیں بخشے گا'' (التوبہ:80) تو میں ستر بار سے زیادہ دعا کروں گا۔ سیدنا عمرؓ نے کہا کہ بیشک وہ منافق تھا۔ پس رسول اللہ (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) نے اس پر نماز پڑھی۔ تب یہ آیت اتری کہ ''مت نماز پڑھ کسی منافق پر جو مر جائے اور مت کھڑا ہو اس کی قبر پر'' (التوبہ:84)۔ (تو اللہ تعالیٰ نے سیدنا عمرؓ کی رائے کو پسند کیا)۔

باب: سیدنا عثمان بن عفانؓ کی فضیلت کا بیان۔

1637: اُمّ المؤمنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں کہ رسول اللہ (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) اپنے گھر میں لیٹے ہوئے تھے، رانیں یا پنڈلیاں کھولے ہوئے تھے کہ اتنے میں سیدنا ابوبکرؓ نے اجازت مانگی، تو آپ (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) نے اسی حالت میں (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) اجازت دے دی اور باتیں کرتے رہے۔ پھر

سیدنا عمرؓ نے اجازت چاہی تو انہیں بھی اسی حالت میں اجازت دے دی اور باتیں کرتے رہے۔ پھر سیدنا عثمانؓ نے اجازت چاہی تو رسول اللہ (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) بیٹھ گئے اور کپڑے برابر کر لئے۔ پھر وہ آئے اور باتیں کیں۔ (راوی محمد کہتا ہے کہ میں نہیں کہتا کہ تینوں کا آنا ایک ہی دن ہوا) جب وہ چلے گئے تو اُمّ المؤمنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے کہا کہ سیدنا ابوبکرؓ آئے تو آپ (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) نے کچھ خیال نہ کیا، پھر سیدنا عمرؓ آئے تو بھی آپ (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) نے کچھ خیال نہ کیا، پھر سیدنا عثمانؓ آئے تو آپ (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) بیٹھ گئے اور آپنے کپڑے درست کر لئے۔ آپ (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) نے فرمایا کہ کیا میں اس شخص سے شرم نہ کروں جس سے فرشتے شرم کرتے ہیں؟

1638: سعید بن مسیّب کہتے ہیں کہ مجھے سیدنا ابوموسیٰ اشعریؓ نے خبر دی کہ انہوں نے اپنے گھر میں وضو کیا، پھر باہر نکلے۔ سیدنا ابوموسیٰ کہتے ہیں کہ میں نے کہا کہ آج میں دن بھر رسول اللہ (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) کا ساتھ نہ چھوڑوں گا، آپ (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) کے پاس ہی رہوں گا۔ کہتے ہیں کہ پھر مسجد میں آیا تو نبی (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) کے بارے میں پوچھا۔ لوگوں نے کہا کہ باہر اس طرف تشریف لے گئے ہیں۔ میں بھی آپ (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) کے قدموں کے نشان پر چلا اور آپ (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) کے بارے میں لوگوں سے پوچھتا جاتا تھا۔ چلتے چلتے معلوم ہوا کہ آپ (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) مقام اریس پر باغ میں گئے ہیں۔ میں دروازے کے قریب بیٹھ گیا جو کھجور کی ڈالیوں کا بنا ہوا تھا، یہاں تک کہ رسول اللہ (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) حاجت سے فارغ ہوئے اور وضو کر چکے تو میں آپ (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) کی طرف چل دیا۔ میں نے دیکھا کہ آپ (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) اریس کنوئیں کی منڈیر پر بیٹھے ہیں اور دونوں پنڈلیاں کھول

کر کنوئیں میں لٹکا دی ہیں۔ پس میں نے آپ (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) کو سلام کیا اور پھر لوٹ کر دروازے کے قریب بیٹھ گیا۔ میں نے (دل میں) کہا کہ میں آج نبی (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) کا دربان/چوکیدار رہوں گا۔ اتنے میں سیدنا ابوبکرؓ آئے اور دروازے کو دھکیلا۔ میں نے پوچھا کون ہے؟ انہوں نے کہا کہ ابوبکر ہوں، میں نے کہا ذرا ٹھہرو۔ پھر میں گیا اور کہا کہ یارسول اللہ (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) ابوبکر اندر آنے کی اجازت چاہتے ہیں؟ آپ (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) نے فرمایا کہ ان کو آنے دو اور جنت کی خوشخبری دو۔ میں آیا اور سیدنا ابوبکر سے کہا کہ اندر داخل ہو، اور رسول اللہ (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) نے آپ کو جنت کی خوشخبری دی ہے۔ پس سیدنا ابوبکر داخل ہوئے اور نبی (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) کی داہنی طرف اسی منڈیر پر دونوں پاؤں لٹکا کر پنڈلیاں کھول کر جیسے نبی (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) بیٹھے تھے، بیٹھ گئے۔ میں لوٹ آیا اور پھر بیٹھ گیا اور میں اپنے بھائی (عامر) کو گھر میں وضو کرتے چھوڑ آیا تھا، میں نے کہا کہ اگر اللہ تعالیٰ کو فلاں (یعنی) میرے بھائی کی بھلائی منظور ہے تو اس کو یہاں لے آئے گا۔ اتنے میں (کیا دیکھتا ہوں کہ) کوئی دروازہ ہلانے لگا ہے۔ میں نے پوچھا کون ہے؟ جواب آیا کہ عمر بن خطاب۔ میں نے کہا ٹھہر جا۔ پھر میں رسول اللہ (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) کے پاس آیا، سلام کیا اور کہا کہ سیدنا عمر بن خطاب اندر آنے کی اجازت چاہتے ہیں؟ فرمایا کہ انہیں اجازت دو اور جنت کی خوشخبری بھی دو۔ پس میں گیا اور کہا کہ اندر داخل ہو اور رسول اللہ (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) نے تجھے جنت کی خوشخبری دی ہے۔ پس وہ بھی داخل ہوئے اور رسول اللہ (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) کے بائیں طرف اسی منڈیر پر بیٹھ گئے اور دونوں پاؤں کنوئیں میں لٹکا دیئے۔ پھر میں لوٹ آیا اور (دروازے پر) بیٹھ گیا۔ میں نے کہا کہ اگر اللہ کو فلاں آدمی (عامر) کی بھلائی منظور ہے تو اس کو بھی لے آئے گا۔ اتنے

میں ایک اور آدمی نے دروازہ ہلایا۔ میں نے کہا کہ کون ہے؟ جواب دیا کہ عثمان بن عفان۔ میں نے کہا کہ ٹھہر جا۔ پھر میں رسول اللہ (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) کے پاس آیا اور بتایا تو آپ (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) نے فرمایا کہ انہیں اجازت دو اور جنت کی خوشخبری دو مگر وہ ایک مصیبت میں مبتلا ہوں گے۔ میں آیا اور ان سے کہا کہ داخل ہو اور رسول اللہ (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) نے تجھے جنت کی خوشخبری دی ہے مگر ایک بلا کے ساتھ جو تم پر آئے گی۔ پس وہ بھی داخل ہوئے اور دیکھا کہ منڈیر کا ایک حصہ بھر گیا ہے، پس وہ دوسرے کنارے پر آپ (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) کے سامنے بیٹھ گئے۔ شریک نے کہا کہ سعید بن مسیّب نے کہا کہ میں نے اس حدیث سے یہ نکالا کہ ان کی قبریں بھی اسی طرح ہوں گی۔ (ویسا ہی ہوا کہ سیدنا عثمانؓ کو اس حجرہ میں جگہ نہ ملی، تو وہ آپ (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) کے سامنے بقیع میں دفن ہوئے)۔

باب: سیدنا علی بن ابی طالبؓ کی فضیلت کا بیان۔

1639: فاتح ایران سیدنا سعد بن ابی وقاصؓ کہتے ہیں کہ رسول اللہ (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) نے غزوۂ تبوک کے موقعہ پر سیدنا علیؓ کو (مدینہ میں) خلیفہ بنایا، تو انہوں نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ! آپ مجھے عورتوں اور بچوں میں چھوڑے جاتے ہیں؟ آپ (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) نے فرمایا کہ کیا تم اس بات سے خوش نہیں ہوتے کہ تمہارا درجہ میرے پاس ایسا ہو جیسے موسیٰؑ کے پاس ہارونؑ کا تھا، لیکن میرے بعد کوئی پیغمبر نہیں ہے۔

1640: سیدنا سہل بن سعدؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) نے خیبر کی لڑائی کے دن فرمایا کہ میں یہ جھنڈا اس شخص کو دوں گا جس کے ہاتھ پر اللہ تعالیٰ فتح دے گا اور وہ اللہ اور اس کے رسول (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) سے محبت کرتا ہوگا اور اللہ اور اللہ کے رسول (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) اس کو چاہتے ہوں گے۔ پھر

رات بھر لوگ ذکر کرتے رہے کہ دیکھیں یہ شان آپ (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) کس کو دیتے ہیں۔ جب صبح ہوئی تو سب کے سب رسول اللہ (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) کے پاس یہی امید لئے آئے کہ یہ جھنڈا مجھے ملے گا۔ آپ (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) نے فرمایا کہ علی بن ابی طالب کہاں ہیں؟ لوگوں نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ! ان کی آنکھیں دکھتی ہیں۔ پھر آپ (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) نے انہیں بلا بھیجا اور ان کی آنکھوں میں تھوک لگایا اور ان کے لئے دعا کی تو وہ بالکل اچھے ہو گئے گویا ان کو کوئی تکلیف نہ تھی۔ پھر آپ (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) نے انہیں جھنڈا دیا۔ چنانچہ سیدنا علیؓ نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ! میں ان سے لڑوں گا یہاں تک کہ وہ ہماری طرح (مسلمان) ہو جائیں۔ آپ (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) نے فرمایا کہ آہستہ چلتا جا، یہاں تک کہ ان کے میدان میں اترے، پھر ان کو اسلام کی طرف بلا اور ان کو بتا جو اللہ کا حق ان پر واجب ہے۔ اللہ کی قسم اگر اللہ تعالیٰ تیری وجہ سے ایک شخص کو ہدایت کرے تو وہ تیرے لئے سرخ اونٹوں سے زیادہ بہتر ہے۔

1641: سیدنا سہل بن سعدؓ کہتے ہیں کہ مدینہ میں مروان کی اولاد میں سے ایک شخص حاکم ہوا تو اس نے سیدنا سہلؓ کو بلایا اور سیدنا علیؓ کو گالی دینے کا حکم دیا۔ سیدنا سہلؓ نے انکار کیا تو وہ شخص بولا کہ اگر تو گالی دینے سے انکار کرتا ہے تو کہہ کہ ابوتراب پر اللہ کی لعنت ہو۔ سیدنا سہلؓ نے کہا کہ سیدنا علیؓ کو ابوتراب سے زیادہ کوئی نام پسند نہ تھا اور وہ اس نام کے ساتھ پکارنے والے شخص سے خوش ہوتے تھے۔ وہ شخص بولا کہ اس کا قصہ بیان کرو کہ ان کا نام ابوتراب کیوں ہوا؟ سیدنا سہلؓ نے کہا کہ رسول اللہ (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) سیدہ فاطمۃ الزہراء رضی اللہ عنہا کے گھر تشریف لائے تو سیدنا علیؓ کو گھر میں نہ پایا، آپ (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) نے پوچھا کہ تیرے چچا کا بیٹا کہاں ہے؟ وہ بولیں کہ مجھ میں اور ان میں کچھ باتیں

ہوئیں اور وہ غصہ ہو کر چلے گئے اور یہاں نہیں سوئے۔ رسول اللہ (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) نے ایک آدمی سے فرمایا کہ دیکھو وہ کہاں ہیں؟ وہ آیا اور بولا کہ یا رسول اللہ! علی مسجد میں سو رہے ہیں۔ آپ (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) سیدنا علیؓ کے پاس تشریف لے گئے، وہ لیٹے ہوئے تھے اور چادر ان کے پہلو سے الگ ہو گئی تھی اور (ان کے بدن سے) مٹی لگ گئی تھی، تو رسول اللہ (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) نے وہ مٹی پونچھنا شروع کی اور فرمانے لگے کہ اے ابوتراب! اٹھ۔ اے ابوتراب! اٹھ۔

باب: سیدنا طلحہ بن عبیداللہؓ کی فضیلت کا بیان۔

1642: ابوعثمان کہتے ہیں کہ ان دنوں میں جب رسول اللہ (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) (کافروں سے) لڑتے تھے بعض دن کوئی آپ (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) کے ساتھ نہ رہا سوائے سیدنا طلحہ اور سیدنا سعد رضی اللہ عنہما کے۔

باب: سیدنا زبیر بن عوامؓ کی فضیلت کا بیان۔

1643: محمد بن منکدر سیدنا جابر بن عبداللہؓ سے روایت کرتے ہوئے کہتے ہیں کہ میں نے ان کو یہ کہتے ہوئے سنا کہ رسول اللہ (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) نے خندق کے دن لوگوں کو جہاد کی ترغیب دی۔ سیدنا زبیرؓ نے جواب دیا کہ حاضر اور مستعد ہوں۔ پھر آپ (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) نے بلایا تو سیدنا زبیر ہی نے جواب دیا۔ پھر آپ (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) نے بلایا تو سیدنا زبیر ہی نے جواب دیا۔ آخر آپ (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) نے فرمایا کہ ہر پیغمبر کا ایک خاص ساتھی ہوتا ہے اور میرا خاص ساتھی زبیر ہے۔

1644: سیدنا عبداللہ بن زبیرؓ کہتے ہیں کہ میں اور عمر بن ابی سلمہ خندق کے دن عورتوں کے ساتھ حسان بن ثابت کے قلعہ میں تھے تو کبھی وہ میرے لئے جھک جاتا

اور میں دیکھتا اور کبھی میں اس کے لئے جھک جاتا اور وہ دیکھتا۔ میں نے اپنے باپ کو اس وقت پہچان لیا جب وہ گھوڑے پر ہتھیار باندھے ہوئے بنی قریظہ کی طرف نکلے۔ پھر میں نے اپنے والد سے اس کا ذکر کیا تو انہوں نے کہا کہ بیٹا تم نے مجھے دیکھا تھا؟ میں نے کہا کہ ہاں۔ انہوں نے کہا کہ اللہ کی قسم اس دن رسول اللہ (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) نے میرے لئے اپنے ماں باپ کو جمع کر دیا اور فرمایا کہ تجھ پر میرے ماں باپ قربان ہوں۔

1645: سیدنا عروہ بن زبیر کہتے ہیں کہ مجھے اُمّ المؤمنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے کہا کہ اللہ کی قسم تمہارے دونوں باپ (یعنی زبیر اور ابوبکر) ان لوگوں میں سے تھے جن کا ذکر اس آیت میں ہے یعنی ''جن لوگوں نے زخمی ہونے کے بعد بھی اللہ اور اس کے رسول کی اطاعت کی (سیدنا ابوبکر صدیق صعروہ کے نانا تھے اور سیدنا زبیرؓ باپ تھے۔ لیکن نانا کو بھی باپ کہتے ہیں)۔ اور ایک روایت میں ہے ''یعنی ابوبکر ص اور زبیر ص''۔

باب: سیدنا طلحہؓ اور سیدنا زبیرؓ کی فضیلت کا بیان۔

1646: سیدنا ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) حراء پہاڑ پر تھے۔ اس (پہاڑ) کا پتھر ہلا تو رسول اللہ (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) نے فرمایا کہ تھم جا اے حراء! تیرے اوپر نہیں ہے مگر نبی یا صدیق یا شہید اور آپ (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) کے ساتھ سیدنا ابوبکر اور عمر اور علی اور عثمان اور طلحہ اور زبیر رضی (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) اللہ عنہم تھے۔ (نبی تو رسول اللہ (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) خود تھے (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) ورصدیق سیدنا ابوبکرؓ اور باقی سب شہید ہوئے ظلم سے مارے گئے، یہاں تک کہ سیدنا طلحہ اور زبیر ' بھی)۔

باب: سیدنا سعد بن ابی وقاصؓ کی فضیلت کا بیان۔

1647: اُمّ المؤمنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں کہ ایک رات (کسی جنگ سے واپس آتے ہوئے) مدینہ کے راستے میں رسول اللہ (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) کی آنکھ کھل گئی اور نیند اچاٹ ہوگئی، تو آپ (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) نے فرمایا کہ کاش میرے اصحاب میں سے کوئی نیک بخت رات بھر میری حفاظت کرے۔ اُمّ المؤمنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں کہ اتنے میں ہمیں ہتھیاروں کی آواز معلوم ہوئی تو رسول اللہ (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) نے فرمایا کہ کون ہے؟ آواز آئی کہ یا رسول (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) للہ، سعد بن ابی وقاص ہوں۔ رسول اللہ (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) نے فرمایا کہ تم کیوں آئے؟ وہ بولے کہ مجھے رسول اللہ (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) پر اپنے نفس میں ڈر ہوا تو میں آپ (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) کی حفاظت کرنے کو آیا ہوں۔ پس رسول اللہ (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) نے ان کے لئے دعا کی اور پھر سو رہے۔

1648: سیدنا عامر بن سعد اپنے والدؓ سے روایت کرتے ہیں کہ نبی (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) نے اُحد کے دن اپنے والدین کو ان کے لئے جمع کیا۔ سیدنا سعدؓ نے کہا کہ مشرکوں میں سے ایک شخص تھا جس نے بہت سے مسلمانوں کو جلا دیا تھا (یعنی بہت سے مسلمانوں کو شہید کر دیا تھا)۔ رسول اللہ (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) نے فرمایا ''اے سعد تیر چلاؤ تم پر میرے ماں باپ قربان ہوں'' میں نے اس کے لئے ایک تیر نکالا جس میں پیکان نہ تھا وہ اس کی پسلی میں لگا اور وہ (مشرک) گر گیا تو اس کی شرمگاہ کھل گئی۔ رسول اللہ (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) دیکھ کر ہنسے، یہاں تک کہ میں نے آپ (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) کے دندان مبارک کو دیکھا۔

1649: مصعب بن سعد اپنے والدؓ سے روایت کرتے ہیں کہ ان کے بارے میں

قرآن کی کئی آیتیں اتریں۔ وہ کہتے ہیں کہ ان کی ماں نے قسم کھائی تھی کہ ان سے کبھی بات نہ کرے گی جب تک وہ اپنا دین (یعنی اسلام کو) نہ چھوڑیں گے۔ اور نہ کھائے گی نہ پیے گی۔ وہ کہنے لگی کہ اللہ تعالیٰ نے تجھے ماں باپ کی اطاعت کا حکم دیا ہے اور میں تیری ماں ہوں اور تجھے اس بات کا حکم کرتی ہوں۔ پھر تین دن تک یوں ہی رہی کچھ کھایا نہ پیا، یہاں تک کہ اس کو غش آ گیا۔ آخر اس کا ایک بیٹا جس کا نام عمارہ تھا، کھڑا ہوا اور اس کو پانی پلایا۔ پس وہ سیدنا سعد کے لئے بد دعا کرنے لگی تو اللہ عزوجل نے قرآن مجید میں یہ آیات اتاریں کہ ''اور ہم نے آدمی کو اپنے ماں باپ کے ساتھ نیکی کرنے کا حکم دیا'' (العنکبوت: 8) لیکن اگر وہ تجھ پر اس بات کا زور ڈالیں کہ تو میرے ساتھ اس چیز کا شریک کرے جس کا تجھے علم نہیں، تو ان کی بات مت مان (یعنی شرک مت کر) اور ان کے ساتھ دنیا میں دستور کے موافق رہ'' ۔ (لقمان: 5)۔ اور ایک بار رسول اللہ (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) کو بہت سا مالِ غنیمت ہاتھ آیا اور اس میں ایک تلوار بھی تھی, وہ میں نے لے لی اور رسول اللہ (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) کے پاس لا کر عرض کیا کہ یا رسول اللہ! یہ تلوار مجھے انعام دے دیجئے جبکہ میرا حال آپ (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) جانتے ہی ہیں۔ آپ (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) نے فرمایا کہ اس کو وہیں رکھ دے جہاں سے تو نے اٹھائی ہے۔ میں گیا اور میں نے قصد کیا کہ پھر اس کو مالِ غنیمت کے ڈھیر میں ڈال دوں، لیکن میرے دل نے مجھے ملامت کی اور میں پھر آپ (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) کے پاس لوٹا اور عرض کیا کہ یہ تلوار مجھے دیدیجئے۔ آپ (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) نے سختی سے فرمایا کہ اس کو اسی جگہ رکھ دے جہاں سے تو نے اٹھائی ہے۔ تب اللہ تعالیٰ نے یہ آیت اتاری کہ ''وہ تجھ سے مالِ غنیمت کے بارے میں پوچھتے ہیں'' (انفال: 1)۔ سیدنا سعدؓ نے کہا کہ میں بیمار ہوا تو میں نے رسول اللہ (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) کو بلا

بھیجا۔آپ (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) تشریف لائے تو میں نے کہا کہ مجھے (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) جازت دیجئے کہ میں اپنا مال جس کو چاہوں بانٹ دوں۔آپ (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) نے نہ مانا۔ میں نے کہا کہ اچھا آدھا مال بانٹ دوں؟ آپ (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) نہ مانے۔ میں نے کہا کہ اچھا تہائی مال بانٹ دوں؟ آپ (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) چپ ہو رہے۔ پھر یہی حکم ہوا کہ تہائی مال بانٹنا درست ہے۔سیدنا سعدص نے کہا کہ ایک بار میں انصار اور مہاجرین کے کچھ لوگوں کے پاس گیا تو انہوں نے کہا کہ آؤ ہم تمہیں کھانا کھلائیں گے اور شراب پلائیں گے اور اس وقت تک شراب حرام نہیں ہوئی تھی۔ میں ان کے ساتھ ایک باغ میں گیا، وہاں ایک اونٹ کے سر کا گوشت بھونا گیا تھا اور شراب کی ایک مشک رکھی تھی، میں نے ان کے ساتھ گوشت کھایا اور شراب پی۔وہاں مہاجرین اور انصار کا ذکر آیا تو میں نے کہا کہ مہاجرین انصار سے بہتر ہیں۔ایک شخص نے جبڑے کی ایک ہڈی لی اور مجھے مارا۔میرے ناک میں زخم لگا تو میں نے رسول اللہ (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) سے بیان کیا۔تب اللہ تعالیٰ نے میری وجہ سے یہ آیت اتاری کہ ''شراب، جُوا، تھان اور پانسے یہ سب نجاست ہیں اور شیطان کے کام ہیں'' (المائدہ:90)

1650: سیدنا سعدؓ کہتے ہیں کہ ہم چھ آدمی رسول اللہ (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) کے ساتھ تھے۔مشرکوں نے کہا کہ آپ ان لوگوں کو اپنے پاس سے ہانک دیجئے، یہ ہم پر جرأت نہ کریں گے۔ان لوگوں میں مَیں تھا، ابن مسعود تھے اور ایک شخص ہذیل کا تھا اور بلال اور دو شخص اور تھے جن کا نام میں نہیں لیتا۔آپ کے دل جو اللہ نے چاہا وہ آیا۔پس آپ (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) نے دل ہی دل میں باتیں کیں، تب اللہ تعالیٰ نے یہ آیت اتاری کہ ''مت بھگا ان لوگوں کو جو اپنے رب کو صبح اور شام کو پکارتے ہیں اور اس کی رضامندی چاہتے ہیں'' (الانعام:52)۔

باب: سیدنا ابوعبیدہ بن الجراح کی فضیلت کا بیان۔

1651: سیدنا حذیفہؓ کہتے ہیں کہ نجران کے لوگ رسول اللہ (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) کے پاس آئے اور کہنے لگے کہ یا رسول اللہ! ہمارے پاس ایک امانتدار شخص کو بھیجئے۔ آپ (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) نے فرمایا کہ میں ضرور تمہارے پاس ایک امانتدار شخص کو بھیجتا ہوں بیشک وہ امانتدار ہے، بیشک وہ امانتدار ہے۔ راوی نے کہا کہ لوگ منتظر رہے کہ آپ (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) کس کو بھیجتے ہیں تو آپ (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) نے سیدنا ابوعبیدہ بن الجراح کو بھیجا۔

باب: سیدنا حسنؓ اور حسینؓ کی فضیلت کا بیان۔

1652: سیدنا سلمہ بن اکوعؓ کہتے ہیں کہ میں نے اس سفید خچر کو کھینچا، جس پر رسول اللہ (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) اور سیدنا حسنؓ اور سیدنا حسینؓ سوار تھے، یہاں تک کہ ان کو حجرہ نبوی تک لے گیا۔ یہ ایک صاحبزادے آپ (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) کے آگے اور یہ ایک پیچھے تھے۔

1653: سیدنا ابوہریرہؓ کہتے ہیں کہ میں رسول اللہ (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) کے ساتھ دن کو ایک وقت میں نکلا، کہ نہ آپ (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) مجھ سے بات کرتے تھے اور نہ میں آپ (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) سے بات کرتا تھا (یعنی خاموش چلے جاتے تھے) یہاں تک کہ بنی قینقاع کے بازار میں پہنچے۔ پھر آپ (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) لوٹے اور سیدہ فاطمۃ الزہراء رضی اللہ عنہا کے گھر پر آئے اور پوچھا کہ بچہ ہے؟ بچہ ہے؟ یعنی سیدنا حسنؓ کا پوچھ رہے تھے۔ ہم سمجھے کہ ان کی ماں نے ان کو روک رکھا ہے نہلانے دھلانے اور خوشبو کا ہار پہنانے کے لئے، لیکن تھوڑی ہی دیر میں وہ دوڑتے ہوئے آئے اور دونوں ایک دوسرے سے گلے ملے (یعنی رسول

اللہ (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) اور سیدنا حسن ص) پھر رسول اللہ (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) نے فرمایا کہ اے اللہ! میں اس سے محبت کرتا ہوں تو بھی اس سے محبت رکھ اور اس شخص سے محبت کر جو اس سے محبت کرے۔

باب: سیدہ فاطمۃ الزہراء رضی اللہ عنہا بنت محمد (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) کی فضیلت کا بیان۔

1654: سیدنا مسور بن مخرمہؓ سے روایت ہے کہ سیدنا علی بن ابی طالبؓ نے ابوجہل کی بیٹی کو (نکاح کا) پیام دیا اور ان کے نکاح میں رسول اللہ (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) کی صاحبزادی سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا تھیں۔ سیدہ فاطمۃ الزہراء رضی اللہ عنہا نے یہ خبر سنی تو وہ رسول اللہ (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) کے پاس آئیں اور عرض کیا کہ آپ (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) کے بارے میں لوگ کہتے ہیں کہ آپ (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) اپنی بیٹیوں کے لئے غصہ نہیں ہوتے اور یہ علی ہیں جو ابوجہل کی بیٹی سے نکاح کرنے والے ہیں۔ سیدنا مسورؓ نے کہا رسول اللہ (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) نے شہادتین کی ادائیگی کی اور پھر فرمایا کہ میں نے اپنی لڑکی (سیدہ زینب رضی اللہ عنہا) کا نکاح ابوالعاص بن ربیع سے کیا اس نے جو بات مجھ سے کہی وہ سچ کہی (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) ور فاطمہ بنت محمد (ا) میرے گوشت کا ٹکڑا ہے اور مجھے بُرا لگتا ہے کہ لوگ اس کو آزمائش میں ڈالیں (یعنی جب علی دوسرا نکاح کریں گے تو شاید فاطمہ رشک کی وجہ سے کوئی بات اپنے خاوند کے خلاف کہہ بیٹھیں یا ان کی نافرمانی کریں اور گنہگار ہوں) اور اللہ کی قسم! اللہ کے رسول کی بیٹی اور اللہ کے دشمن کی لڑکی دونوں ایک مرد کے پاس جمع نہ ہوں گی۔ یہ سن کر سیدنا علیؓ نے پیام چھوڑ دیا۔ (یعنی ابوجہل کی بیٹی سے نکاح کا ارادہ ختم کر دیا)۔

1655: اُمّ المؤمنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں کہ رسول اللہ (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) کی سب ازواجِ مطہرات رضی اللہ عنہن آپ (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) کے پاس تھیں (آپ (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) کی بیماری میں)، کوئی بیوی ایسی نہ تھیں جو پاس نہ ہو کہ اتنے میں سیدہ فاطمۃ الزہراء رضی اللہ عنہا آئیں اور وہ بالکل اسی طرح چلتی تھیں جس طرح رسول اللہ (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) چلتے تھے۔ آپ (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) نے جب انہیں دیکھا تو مرحبا کہا اور فرمایا کہ مرحبا میری بیٹی۔ پھر ان کو اپنے دائیں طرف یا بائیں طرف بٹھایا اور ان کے کان میں آہستہ سے کچھ فرمایا تو وہ بہت روئیں۔ جب آپ (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) نے ان کا یہ حال دیکھا تو دوبارہ ان کے کان میں کچھ فرمایا تو وہ ہنسیں۔ میں نے ان سے کہا کہ رسول اللہ (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) نے خاص تم سے راز کی باتیں کیں، پھر تم روتی ہو۔ جب آپ (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) کھڑے ہوئے تو میں نے ان سے پوچھا کہ تم سے رسول اللہ (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) نے کیا فرمایا؟ انہوں نے کہا کہ میں آپ (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) کا راز فاش کرنے والی نہیں ہوں۔ جب آپ (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) کی وفات ہوگئی تو میں نے ان کو قسم دی اس حق کی جو میرا ان پر تھا اور کہا کہ مجھ سے بیان کرو جو رسول اللہ (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) نے تم سے فرمایا تھا، تو انہوں نے کہا کہ اب البتہ میں بیان کروں گی۔ پہلی مرتبہ آپ (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) نے میرے کان میں یہ فرمایا کہ جبرائیلؑ ہر سال ایک بار یا دو بار مجھ سے قرآن کا دور کرتے تھے اور اس سال انہوں نے دوبار دَور کیا، اور میں خیال کرتا ہوں کہ میرا (دنیا سے جانے کا) وقت قریب آ گیا ہے، پس اللہ سے ڈرتی رہ اور صبر کر، میں تیرا بہت اچھا منتظر ہوں۔ یہ سن کر میں رونے لگی جیسے تم نے دیکھا تھا۔ جب آپ (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) نے میرا رونا دیکھا تو دوبارہ مجھ سے سرگوشی کی

اور فرمایا کہ اے فاطمہ! تو اس بات سے راضی نہیں ہے کہ تو مومنوں کی عورتوں کی یا اس امت کی عورتوں کی سردار ہو؟ یہ سن کر میں ہنسی جیسے کہ تم نے دیکھا تھا۔

باب: نبی (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) کے اہل بیت کی فضیلت۔

1656: اُمّ المؤمنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں کہ رسول اللہ (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) صبح کو نکلے اور آپ (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) ایک چادر اوڑھے ہوئے تھے جس پر کجاووں کی صورتیں یا ہانڈیوں کی صورتیں بنی ہوئی تھیں۔ اتنے میں سیدنا حسنؓ آئے تو آپ (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) نے ان کو اس چادر کے اندر کرلیا۔ پھر سیدنا حسینؓ آئے تو ان کو بھی اس میں داخل کرلیا۔ پھر سیدہ فاطمہ زہراء رضی اللہ عنہا آئیں تو ان کو بھی انہی کے ساتھ شامل کرلیا پھر سیدنا علیؓ آئے تو ان کو بھی شامل کر کے فرمایا کہ ''اللہ تعالیٰ چاہتا ہے کہ تم سے ناپاکی کو دُور کرے اور تم کو پاک کرے اے گھر والو!'' (الاحزاب: 33)۔ (اس کا مطلب یہ نہیں کہ آپ (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) کی ازواج آپ کے اہل بیت نہیں جیسا کہ شیعہ کا نظریہ ہے بلکہ اصل میں اہل بیت تو ازواج ہی ہیں جو کہ آیت کا سیاق بھی بتاتا ہے۔ ان کے ساتھ ساتھ آپ (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) نے سیدنا علی، فاطمہ اور حسنین رضی اللہ عنہم کو بھی شامل کرلیا ہے)۔

1657: یزید بن حیان کہتے ہیں کہ میں، حصین بن سبرہ اور عمر بن مسلم سیدنا زید بن ارقمؓ کے پاس گئے۔ جب ہم ان کے پاس بیٹھے تو حصین نے کہا کہ اے زید! تم نے تو بڑی نیکی حاصل کی۔ تم نے رسول اللہ (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) کو دیکھا، آپ (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) کی حدیث سنی، آپ (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) کے ساتھ جہاد کیا، آپ (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) کے ساتھ نماز پڑھی تم نے بہت ثواب کمایا۔ ہم سے بھی کچھ حدیث بیان کرو جو تم نے رسول اللہ (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) سے سنی ہو۔

انہوں نے کہا کہ اے میرے بھتیجے! میری عمر بہت بڑی ہوگئی اور مدت گزری اور بعض باتیں جن کو میں رسول اللہ (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) سے یاد رکھتا تھا بھول گیا ہوں، میں جو بات بیان کروں اس کو قبول کرو اور جو میں نہ بیان کروں اس کے لئے مجھے تکلیف نہ دو۔ پھر سیدنا زیدؓ نے کہا کہ رسول اللہ (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) ایک دن مکہ اور مدینہ کے درمیان واقع مقام ''خم'' کے پانی کے مقام پر خطبہ سنانے کو کھڑے ہوئے۔ آپ (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) نے اللہ کی حمد کی اور اس کی تعریف کو بیان کیا اور وعظ و نصیحت کی۔ پھر فرمایا کہ اس کے بعد اے لوگو! میں آدمی ہوں، قریب ہے کہ میرے رب کا بھیجا ہوا (موت کا فرشتہ) پیغامِ اجل لائے اور میں قبول کرلوں۔ میں تم میں دو بڑی چیزیں چھوڑے جاتا ہوں۔ پہلے تو اللہ کی کتاب ہے اور اس میں ہدایت ہے اور نور ہے۔ تو اللہ کی کتاب کو تھامے رہو اور اس کو مضبوط پکڑے رہو۔ غرض کہ آپ (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) نے اللہ کی کتاب کی طرف رغبت دلائی۔ پھر فرمایا کہ دوسری چیز میرے اہل بیت ہیں۔ میں تمہیں اپنے اہل بیت کے بارے میں اللہ تعالیٰ یاد دلاتا ہوں، تین بار فرمایا۔ اور حصین نے کہا کہ اے زید! آپ (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) کے اہل بیت کون سے ہیں، کیا آپ (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) کی ازواجِ مطہرات اہل بیت نہیں ہیں؟ سیدنا زیدؓ نے کہا کہ ازواجِ مطہرات بھی اہل بیت میں داخل ہیں لیکن اہل بیت وہ ہیں جن پر زکوٰۃ حرام ہے۔ حصین نے کہا کہ وہ کون لوگ ہیں؟ سیدنا زیدؓ نے کہا کہ وہ علی، عقیل، جعفر اور عباس کی اولاد ہیں۔ حصین نے کہا کہ ان سب پر صدقہ حرام ہے؟ سیدنا زیدؓ نے کہا کہ ہاں۔

باب: نبی (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) کی زوجہ مطہرہ اُمّ المؤمنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کی فضیلت کا بیان۔

1658: اُمّ المؤمنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ انہوں نے کہا کہ رسول اللہ (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) نے فرمایا: میں نے تجھے خواب میں تین راتوں تک دیکھا کہ ایک فرشتہ تجھے ایک سفید ریشم کے ٹکڑے میں لایا اور مجھے کہنے لگا کہ یہ آپ کی عورت ہے میں نے تمہارے چہرے سے کپڑا ہٹایا تو وہ تو ہی نکلی۔ میں نے کہا کہ اگر یہ خواب اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہے تو ایسا ہی ہوگا (یعنی یہ عورت مجھے ملے گی اگر کوئی اور اس خواب کی تعبیر نہ ہو)۔

1659: اُمّ المؤمنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں کہ مجھ سے رسول اللہ (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) نے فرمایا کہ میں جان لیتا ہوں جب تو مجھ سے خوش ہوتی ہے اور جب ناخوش ہوتی ہے۔ میں نے عرض کیا کہ آپ (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) کیسے جان لیتے ہیں؟ آپ (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) نے فرمایا کہ جب تو خوش ہوتی ہے تو کہتی ہے کہ نہیں محمد (ا) کے رب کی قسم، اور جب ناراض ہوتی ہے تو کہتی ہے کہ نہیں قسم ہے ابراہیم (ں) کے رب کی۔ میں نے عرض کیا کہ بیشک اللہ کی قسم یا رسول اللہ ا، میں صرف آپ (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) کا نام چھوڑ دیتی ہوں (جب آپ (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) سے ناراض ہوتی ہوں۔ اُمّ المؤمنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کا یہ غصہ اسی رشک کے باب سے ہے جو عورتوں کو معاف ہے اور وہ ظاہر میں ہوتا تھا دل میں آپ کبھی رسول اللہ (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) سے ناراض نہ ہوتیں)۔

1660: اُمّ المؤمنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ وہ رسول اللہ (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) کے پاس گڑیوں سے کھیلتی تھیں۔ انہوں نے کہا کہ میری

سہیلیاں آتیں اور رسول اللہ (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) کو دیکھ کر غائب ہو جاتیں (شرم اور ڈر سے) تو آپ (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) ان کو میرے پاس بھیج دیتے۔

1661: اُمّ المؤمنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ لوگ میری باری کا انتظار کرتے تھے اور جس دن میری باری ہوتی، اس دن تحفے بھیجتے تاکہ آپ (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) خوش ہوں۔

1662: اُمّ المؤمنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں کہ رسول اللہ (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) کی ازواجِ مطہرات رضی اللہ عنہن نے آپ (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) کی صاحبزادی سیدہ فاطمۃ الزہراء رضی اللہ عنہا کو آپ (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) کے پاس بھیجا۔ انہوں نے (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) جازت مانگی، اور آپ (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) میرے ساتھ میری چادر میں لیٹے ہوئے تھے۔ آپ (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) نے اجازت دی تو انہوں نے کہا کہ یا رسول (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) اللہ! آپ (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) کی ازواجِ مطہرات نے مجھے آپ (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) کے پاس بھیجا ہے، وہ چاہتی ہیں کہ آپ (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) ان کے ساتھ ابو قحافہ کی بیٹی میں انصاف کریں (یعنی جتنی محبت ان سے رکھتے ہیں اتنی ہی اوروں سے رکھیں۔ اور یہ امر اختیاری نہ تھا اور سب باتوں میں تو آپ (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) انصاف کرتے تھے) اور میں خاموش تھی۔ آپ (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) نے فرمایا کہ اے بیٹی! کیا تو وہ نہیں چاہتی جو میں چاہوں؟ وہ بولیں کہ یا رسول اللہ! میں تو وہی چاہتی ہوں جو آپ (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) چاہیں۔ آپ (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) نے فرمایا کہ تو عائشہ سے محبت رکھ۔ یہ سنتے ہی فاطمہ اٹھیں اور ازواجِ مطہرات کے پاس گئیں اور ان سے جا کر اپنا کہنا اور رسول اللہ (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) کا فرمانا بیان کیا۔ وہ کہنے لگیں کہ ہم سمجھتیں ہیں کہ تم ہمارے کچھ کام نہ

آئیں، اس لئے پھر رسول اللہ (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) کے پاس جاؤ اور کہو کہ آپ (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) کی ازواج ابوقحافہ کی بیٹی کے مقدمہ میں انصاف چاہتی ہیں (ابوقحافہ سیدنا ابوبکرؓ کے والد تھے تو عائشہ رضی اللہ عنہا کے دادا ہوئے اور دادا کی طرف نسبت دے سکتے ہیں)۔ سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا نے کہا کہ اللہ کی قسم! میں تو اب عائشہ رضی اللہ عنہا کے مقدمہ میں کبھی رسول اللہ (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) سے گفتگو نہ کروں گی۔ اُمّ المؤمنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے کہا کہ آخر آپ (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) کی ازواج نے اُمّ المؤمنین زینب بنت جحش رضی اللہ عنہا کو آپ (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) کے پاس بھیجا اور میرے برابر کے مرتبہ میں آپ (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) کے سامنے وہی تھیں اور میں نے کوئی عورت ان سے زیادہ دیندار، اللہ سے ڈرنے والی، سچی بات کہنے والی، ناتا جوڑنے والی اور خیرات کرنے والی نہیں دیکھی اور نہ ان سے بڑھ کر کوئی عورت اللہ تعالیٰ کے کام میں اور صدقہ میں اپنے نفس پر زور ڈالتی تھی، فقط ان میں ایک تیزی تھی (یعنی غصہ تھا) اس سے بھی وہ جلدی پھر جاتیں اور مل جاتیں اور نادم ہو جاتی تھیں۔ انہوں نے رسول اللہ (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) سے اجازت چاہی تو آپ (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) نے اسی حال میں اجازت دی کہ آپ (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) میری چادر میں تھے، جس حال میں سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا آئی تھیں۔ انہوں نے کہا کہ یارسول اللہ! آپ کی ازواج ابوقحافہ کی بیٹی کے مقدمہ میں انصاف چاہتی ہیں۔ پھر یہ کہہ کر مجھ پر آئیں اور زبان درازی کی اور میں رسول اللہ (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) کی نگاہ کو دیکھ رہی تھی کہ آپ (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) مجھے جواب دینے کی اجازت دیتے ہیں یا نہیں، یہاں تک کہ مجھے معلوم ہو گیا کہ آپ (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) جواب دینے سے بُرا نہیں مانیں گے، تب تو میں بھی ان پر آئی اور تھوڑی ہی دیر میں ان کو لاجواب کر دیا

یا ان پر غالب آ گئی۔ رسول اللہ (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) مسکرائے اور فرمایا کہ یہ ابوبکر کی بیٹی ہے (کسی ایسے ویسے کی لڑکی نہیں جو تم سے دب جائے)۔

1663: اُمّ المؤمنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں کہ رسول اللہ (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) (بیماری میں) دریافت کرتے تھے اور فرماتے تھے کہ میں آج کہاں ہوں گا، میں کل کہاں ہوں گا؟ یہ خیال کر کے کہ ابھی میری باری میں دیر ہے۔ پھر میری باری کے دن اللہ تعالیٰ نے آپ (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) کو بلا لیا میرے سینہ اور حلق سے (یعنی آپ (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) کا سر مبارک میرے سینہ سے لگا ہوا تھا)۔

1664: اُمّ المؤمنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ انہوں نے رسول اللہ (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) کو اپنی وفات سے پہلے فرماتے ہوئے سنا اور آپ (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) میرے سینہ پر ٹیک لگائے ہوئے تھے۔ میں نے کان لگایا تو آپ (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) فرماتے تھے کہ ''اے اللہ! مجھے بخش دے اور مجھ پر رحم کر اور مجھے اپنے رفیقوں سے ملا دے''۔

1665: اُمّ المؤمنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں کہ رسول اللہ (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) اپنی تندرستی کی حالت میں فرماتے تھے کہ کوئی نبی فوت نہیں ہوا یہاں تک کہ اس نے جنت میں اپنا ٹھکانہ دیکھ نہیں لیا اور اسے دنیا سے جانے کا اختیار نہیں ملا۔ اُمّ المؤمنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے کہا کہ جب رسول اللہ (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) کی وفات کا وقت آ گیا تو آپ (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) کا سر میری ران پر تھا۔ آپ (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) ایک ساعت تک بیہوش رہے، پھر ہوش میں آئے اور اپنی آنکھ چھت کی طرف لگائی اور فرمایا کہ اے اللہ! بلند رفیقوں کے ساتھ کر (یعنی پیغمبروں کے ساتھ جو اعلیٰ علیین میں رہتے ہیں)۔ اُمّ المؤمنین عائشہ

صدیقہ رضی اللہ عنہا نے کہا کہ اس وقت میں نے کہا کہ اب آپ (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) ہمیں اختیار کرنے والے نہیں اور مجھے وہ حدیث یاد آئی جو آپ (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) نے تندرستی کی حالت میں فرمائی تھی کہ کوئی نبی فوت نہیں ہوا یہاں تک کہ اس نے اپنا ٹھکانہ جنت میں نہ دیکھ لیا ہو اور اس کو (دنیا میں رہنے اور آخرت میں رہنے کا) اختیار نہ ملا ہو۔ اُمّ المؤمنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے کہا کہ یہ آخری کلمہ تھا جو رسول اللہ (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) نے فرمایا کہ اے اللہ! مجھے بلند رفیقوں کے ساتھ کر۔

1666: اُمّ المؤمنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں کہ رسول اللہ (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) جب سفر کو جاتے تو اپنی ازواج پر قرعہ ڈالتے۔ ایک بار قرعہ مجھ پر اور اُمّ المؤمنین حفصہ رضی اللہ عنہا پر آیا اور ہم دونوں آپ (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) کے ساتھ نکلیں۔ آپ (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) جب رات کو سفر کرتے تو اُمّ المؤمنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کے ساتھ ساتھ ان سے باتیں کرتے ہوئے چلتے۔ حفصہ رضی اللہ عنہا نے عائشہ رضی اللہ عنہا سے کہا کہ آج رات تم میرے اونٹ پر سوار ہو جاؤ اور میں تمہارے اونٹ پر سوار ہوتی ہوں، تم دیکھو گی جو تم نہیں دیکھتی تھیں اور میں دیکھوں گی جو میں نہیں دیکھتی تھی۔ عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا کہ اچھا۔ پس وہ حفصہ رضی اللہ عنہا کے اونٹ پر سوار ہوئیں اور حفصہ رضی اللہ عنہا ان کے اونٹ پر۔ رات کو رسول اللہ (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) اُمّ المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا کے اونٹ کی طرف آئے، جس پر حفصہ رضی اللہ عنہا سوار تھیں، آپ (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) نے سلام کیا اور ان ہی کے ساتھ ساتھ چلے، یہاں تک کہ منزل پر اترے۔ اور اُمّ المؤمنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے آپ (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) کو (رات بھر) نہ پایا تو انہیں غیرت آئی۔ جب وہ اتریں تو اپنے پاؤں اذخر (گھاس) میں ڈالتیں

اور کہتیں کہ اے اللہ! مجھ پر بچھو یا سانپ مسلط کر جو مجھے ڈس لے، وہ تو تیرے رسول ہیں، میں ان کو کچھ نہیں کہہ سکتی۔

1667: سیدنا ابوموسیٰؓ کہتے ہیں کہ رسول اللہ (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) نے فرمایا: مردوں میں بہت لوگ کامل ہوئے، لیکن عورتوں میں کوئی کامل نہیں ہوئی سوائے مریم بنت عمران اور آسیہ رضی اللہ عنہا جو کہ فرعون کی بیوی تھی۔ اور عائشہ رضی اللہ عنہا کی فضیلت دوسری عورتوں پر ایسی ہے جیسے ثرید کی فضیلت دوسرے کھانوں پر ہے۔

1668: اُمّ المؤمنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں کہ رسول اللہ (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) نے فرمایا کہ اے عائش! یہ جبرئیلؑ ہیں تمہیں سلام کہتے ہیں۔ میں نے کہا کہ وعلیہ السلام ورحمۃ اللہ۔ عائشہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں کہ آپ (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) وہ چیزیں دیکھتے تھے جو میں نہیں دیکھتی تھی۔

باب: اسی سے متعلق اور امّ زرع کی حدیث کے بیان میں۔

1669: اُمّ المؤمنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں کہ گیارہ عورتیں بیٹھیں اور ان سب نے یہ اقرار اور عہد کیا کہ اپنے اپنے خاوندوں کی کوئی بات نہ چھپائیں گی۔ پہلی عورت نے کہا کہ میرا خاوند گویا دُبلے اونٹ کا گوشت ہے، جو ایک دشوار گزار پہاڑ کی چوٹی پر رکھا ہو۔ نہ تو وہاں تک صاف راستہ ہے کہ کوئی چڑھ جائے اور نہ وہ گوشت موٹا ہے کہ لایا جائے۔ دوسری عورت نے کہا کہ میں اپنے خاوند کی خبر نہیں پھیلا سکتی میں ڈرتی ہوں کہ اگر بیان کروں تو پورا بیان نہ کرسکوں گی کیونکہ اس میں ظاہری و باطنی عیوب بہت زیادہ ہیں۔ (اور بعض نے یہ معنی کئے ہیں کہ میں ڈرتی ہوں کہ اگر بیان کروں گی تو اس کو چھوڑ دوں گی۔ یعنی وہ خفا ہو کر مجھے طلاق دے گا اور اس کو چھوڑنا پڑے گا)۔ تیسری عورت نے کہا کہ میرا خاوند لمبا قد اور احمق

ہے، اگر میں اس کی بُرائی بیان کروں تو مجھے طلاق دیدے گا اور جو چپ رہوں تو اسی طرح معلق رہوں گی (یعنی نہ نکاح کے مزے اٹھاؤں گی نہ بالکل محروم رہوں گی)۔ چوتھی نے کہا کہ میرا خاوند تو ایسا ہے جیسے تہامہ (حجاز اور مکہ) کی رات۔ نہ گرم ہے نہ سرد ہے (یعنی معتدل المزاج ہے) نہ ڈر ہے نہ رنج ہے (یہ اس کی تعریف کی یعنی اس کے اخلاق عمدہ ہیں اور نہ وہ میری صحبت سے ملول ہوتا ہے)۔ پانچویں عورت نے کہا کہ میرا خاوند جب گھر میں آتا ہے تو چیتا ہے (یعنی پڑ کر سو جاتا ہے اور کسی کو نہیں ستاتا) اور جب باہر نکلتا ہے تو شیر ہے۔ اور جو مال اسباب گھر میں چھوڑ جاتا ہے اس کو نہیں پوچھتا۔ چھٹی عورت نے کہا کہ میرا خاوند اگر کھاتا ہے تو سب ختم کر دیتا ہے اور پیتا ہے تو تلچھٹ تک نہیں چھوڑتا اور لیٹتا ہے تو بدن لپیٹ لیتا ہے اور مجھ پر اپنا ہاتھ نہیں ڈالتا کہ میرا دکھ درد پہچانے (یہ بھی ہجو ہے یعنی سوا کھانے پینے کے بیل کی طرح اور کوئی کام کا نہیں، عورت کی خبر تک نہیں لیتا)۔ ساتویں عورت نے کہا کہ میرا خاوند نامرد ہے یا شریر نہایت احمق ہے کہ کلام کرنا نہیں جانتا، سب دنیا بھر کے عیب اس میں موجود ہیں۔ ایسا ظالم ہے کہ تیرا سر پھوڑے یا ہاتھ توڑے یا سر اور ہاتھ دونوں مروڑے۔ آٹھویں عورت نے کہا کہ میرا خاوند بو میں زرنب ہے (زرنب ایک خوشبودار گھاس ہے) اور چھونے میں نرم جیسے خرگوش (یہ تعریف ہے یعنی اس کا ظاہر اور باطن دونوں اچھے ہیں)۔ نویں عورت نے کہا کہ میرا خاوند اونچے محل والا، لمبے پرتلے والا (یعنی قد آور) اور بڑی راکھ والا (یعنی سخی ہے) اس کا باورچی خانہ ہمیشہ گرم رہتا ہے تو راکھ بہت نکلتی ہے) اس کا گھر قوم کے مل بیٹھ کر مشورہ کرنے کی جگہ (ڈیرہ وغیرہ) (یعنی سردار اور صاحب الرائے ہے)۔ دسویں عورت نے کہا کہ میرے خاوند کا نام مالک ہے۔ اور مالک کیا خوب ہے۔ مالک میری اس تعریف سے افضل ہے۔ اس کے اونٹوں کے بہت سے شتر خانے ہیں اور

کم تر چراگاہیں ہیں (یعنی ضیافت میں اس کے یہاں اونٹ بہت ذبح ہوا کرتے ہیں، اس سبب سے شتر خانوں سے جنگل میں کم چرنے جاتے ہیں) جب اونٹ باجے کی آواز سنتے ہیں تو اپنے ذبح ہونے کا یقین کر لیتے ہیں (ضیافت میں راگ اور باجے کا معمول تھا، اس سبب سے باجے کی آواز سن کر اونٹوں کو اپنے ذبح ہونے کا یقین ہو جاتا تھا)۔ گیارھویں عورت نے کہا کہ میرے خاوند کا نام ابوزرع ہے سو واہ کیا خوب ابوذرع ہے۔ اس نے زیور سے میرے دونوں کان جھلائے اور چربی سے میرے دونوں بازو بھرے (یعنی مجھے موٹا کیا اور مجھے بہت خوش کیا)، سو میری جان بہت چین میں رہی مجھے اس نے بھیڑ بکری والوں میں پایا جو پہاڑ کے کنارے رہتے تھے، پس اس نے مجھے گھوڑے، اونٹ، کھیت اور ڈھیریوں/خرمن کا مالک کر دیا (یعنی میں نہایت ذلیل اور محتاج تھی، اس نے مجھے باعزت اور مالدار کر دیا)۔ میں اس کی بات کرتی ہوں تو وہ مجھے بُرا نہیں کہتا۔ سوتی ہوں تو فجر کر دیتی ہوں (یعنی کچھ کام نہیں کرنا پڑتا) اور پیتی ہوں تو سیراب ہو جاتی ہوں۔ اور ابوزرع کی ماں، پس ابوزرع کی ماں بھی کیا خوب ہے۔ اس کی بڑی بڑی گٹھڑیاں اور کشادہ گھر ہیں۔ ابوزرع کا بیٹا، پس ابوزرع کا بیٹا بھی کیا خوب ہے۔ اس کی خوابگاہ جیسے تلوار کا میان (یعنی نازنین بدن ہے)، اس کو (بکری) حلوان کا ہاتھ آسودہ (سیر) کر دیتا ہے (یعنی کم خور ہے)۔ ابوزرع کی بیٹی، پس ابوزرع کی بیٹی بھی کیا خوب ہے۔ اپنے والدین کی تابعدار اور اپنے لباس کو بھرنے والی (یعنی موٹی ہے) اور اپنی سوتن کی رشک (یعنی اپنے خاوند کی پیاری ہے، اس لئے اس کی سوتن اس سے جلتی ہے)۔ اور ابوزرع کی لونڈی، ابوزرع کی لونڈی بھی کیا خوب ہے۔ ہماری بات ظاہر کر کے مشہور نہیں کرتی اور ہمارا کھانا اٹھا کر نہیں لیجاتی اور ہمارا گھر کچرے سے آلودہ نہیں رکھتی۔ ابوزرع باہر نکلا جب کہ مشکوں میں دودھ (گھی نکالنے کے لئے)

بلویا جا رہا تھا۔ پس وہ ایک عورت سے ملا، جس کے ساتھ اس کے دو لڑکے تھے جیسے دو چیتے اس کی گود میں دو اناروں سے کھیلتے ہوں۔ پس ابو زرع نے مجھے طلاق دی اور اس عورت سے نکاح کر لیا۔ پھر میں نے اس کے بعد ایک سردار مرد سے نکاح کیا جو ایک عمدہ گھوڑے کا سوار اور نیزہ باز ہے۔ اس نے مجھے چوپائے جانور بہت زیادہ دیئے اور اس نے مجھے ہر ایک مویشی سے جوڑا جوڑا دیا اور اس نے مجھ سے کہا کہ اے اُمّ زرع! خود بھی کھا اور اپنے لوگوں کو بھی کھلا۔ پس اگر میں وہ چیزیں جمع کروں جو مجھے دوسرے شوہر نے دیں، تو وہ ابو زرع کے چھوٹے برتن کے برابر بھی نہ پہنچیں (یعنی دوسرے خاوند کا احسان پہلے خاوند کے احسان سے نہایت کم ہے)۔ اُمّ المؤمنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے کہا کہ رسول اللہ (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) نے مجھ سے فرمایا کہ میں تیرے لئے ایسا ہوں جیسے ابو زرع اُمّ زرع کے لئے تھا۔ (لیکن نہ تجھے طلاق دی ہے اور نہ دوں گا)۔

باب: نبی (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) کی زوجہ مطہر اُمّ المؤمنین خدیجہ رضی اللہ عنہا کی فضیلت کا بیان۔

1670: سیدنا عبداللہ بن جعفر کہتے ہیں کہ میں نے سیدنا علیؓ سے کوفہ میں سنا، وہ کہتے تھے کہ میں نے رسول اللہ (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) سے سنا، آپ (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) فرماتے تھے کہ (آسمان و زمین کے اندر) جتنی عورتیں ہیں سب میں مریم بنت عمران افضل ہیں اور (آسمان اور زمین کے اندر) جتنی عورتیں ہیں سب میں خدیجہ بنت خویلد رضی اللہ عنہا افضل ہیں۔ ابو کریب نے کہا کہ وکیع نے آسمان و زمین کی طرف اشارہ کیا۔

1671: سیدنا ابو ہریرہؓ کہتے ہیں کہ جبرئیلؑ نبی (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) کے پاس

آئے اور کہا کہ یارسول اللہ! یہ خدیجہ ایک برتن لے کر آپ (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) کے پاس آ رہی ہیں، اس میں سالن ہے یا کھانا ہے یا شربت ہے۔ پھر جب وہ آئیں تو آپ ان کو ان کے رب کی طرف سے سلام کہئے اور میری طرف سے بھی اور ان کو ایک گھر کی خوشخبری دیجئے جو جنت میں خولدار موتی کا بنا ہوا ہے، جس میں کوئی شور ہے اور نہ کوئی تکلیف ہے۔

1672: اُمّ المؤمنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں کہ میں نے نبی (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) کی ازواج میں سے کسی پر رشک نہیں کیا، البتہ خدیجہ رضی اللہ عنہا پر کیا اور میں نے ان کو دیکھا نہیں۔ رسول اللہ (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) جب بکری ذبح کرتے تو فرماتے کہ اس کا گوشت خدیجہ کی سہیلیوں کو بھیجو۔ ایک دن میں نے آپ (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) کو ناراض کیا اور کہا کہ خدیجہ؟ آپ (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) نے فرمایا کہ میرے دل میں اس کی محبت ڈال دی گئی ہے۔

1673: اُمّ المؤمنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں کہ رسول اللہ (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) نے خدیجہ رضی اللہ عنہا پر دوسرا نکاح نہیں کیا، یہاں تک کہ وہ فوت ہو گئیں۔

1674: اُمّ المؤمنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں کہ خدیجہ رضی اللہ عنہا کی بہن ہالہ بنت خویلد نے رسول اللہ (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) کے پاس آنے کی اجازت مانگی، تو آپ (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) کو خدیجہ رضی اللہ عنہا کا اجازت مانگنا یاد آ گیا۔ آپ (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) خوش ہوئے اور فرمایا کہ یا اللہ! ہالہ بنت خویلد۔ مجھے رشک آیا تو میں نے کہا کہ آپ (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) کیا قریش کی بوڑھیوں میں سے سرخ مسوڑھوں والی ایک بڑھیا کو یاد کرتے ہیں (یعنی انتہا کی بڑھیا جس کے ایک دانت بھی نہ رہا ہو نری سرخی ہی سرخی ہو، دانت کی سفیدی بالکل

نہ ہو) جو مدت گزری فوت ہو چکی اور اللہ تعالیٰ نے آپ (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) کو اس سے بہتر عورت دی (جوان باکرہ جیسے میں ہوں)۔

باب: اُمّ المؤمنین زینب رضی اللہ عنہا کی فضیلت کا بیان۔

1675: اُمّ المؤمنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں کہ رسول اللہ (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) نے (اپنی ازواج سے) فرمایا کہ تم سب میں پہلے وہ مجھ سے ملے گی جس کے ہاتھ زیادہ لمبے ہیں۔ پس سب ازواج مطہرات نے اپنے اپنے ہاتھ ناپے تا کہ معلوم ہو کہ کس کے ہاتھ زیادہ لمبے ہیں۔ اُمّ المؤمنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے کہا کہ ہم سب میں سیدہ زینب رضی اللہ عنہا کے ہاتھ زیادہ لمبے تھے، اس لئے کہ وہ اپنے ہاتھ سے محنت کرتیں اور صدقہ دیتی تھیں۔

باب: اُمّ المؤمنین اُمّ سلمہ رضی اللہ عنہا کی فضیلت کا بیان۔

1676: ابوعثمان سیدنا سلمانؓ سے روایت کرتے ہیں کہ انہوں نے کہا کہ اگر ہو سکے تو سب سے پہلے بازار میں مت جا اور نہ سب کے بعد وہاں سے نکل، کیونکہ بازار شیطان کا میدان جنگ ہے اور وہیں وہ اپنا جھنڈا گاڑتا ہے۔ انہوں نے کہا مجھے خبر دی گئی کہ جبرائیلؑ رسول اللہ (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) کے پاس آئے اور آپ (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) کے پاس اُمّ المؤمنین اُمّ سلمہ رضی اللہ عنہا تھیں۔ جبرئیلؑ آپ (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) سے باتیں کرنے لگے، پھر کھڑے ہوئے (یعنی چلے گئے) تو رسول اللہ (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) نے ان سے پوچھا کہ یہ کون شخص تھے؟ انہوں نے کہا کہ دحیہ کلبی تھے۔ اُمّ المؤمنین اُمّ سلمہ رضی اللہ عنہا نے کہا کہ اللہ کی قسم ہم تو انہیں دحیہ کلبی ہی سمجھے، یہاں تک کہ میں نے رسول اللہ (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) کا خطبہ سنا، آپ (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) ہماری خبر بیان کرتے تھے۔

میں (راوئ حدیث) نے کہا کہ میں نے ابوعثمان سے پوچھا کہ یہ حدیث آپ نے کس سے سنی؟ تو انہوں نے فرمایا کہ سیدنا اسامہ بن زیدؓ سے۔

باب: سیدنا انس بن مالکؓ کی والدہ، سیدہ اُمّ سلیم رضی اللہ عنہا کی فضیلت کا بیان۔

1677: سیدنا انس بن مالکؓ کہتے ہیں کہ نبی (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) کسی عورت کے گھر میں نہیں جاتے تھے سوا اپنے (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) زواج کے یا اُمّ سلیم کے (جو سیدنا انسؓ کی والدہ اور سیدنا ابوطلحہؓ کی بیوی تھیں)۔ آپ (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) اُمّ سلیم کے پاس جایا کرتے تھے۔ لوگوں نے اس کی وجہ پوچھی تو آپ (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) نے فرمایا کہ مجھے اس پر بہت رحم آتا ہے، اس کا بھائی میرے ساتھ مارا گیا۔

1678: سیدنا انس بن مالکؓ نبی (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) سے روایت کرتے ہیں کہ آپ (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) نے فرمایا: میں جنت میں گیا، وہاں میں نے (کسی کے چلنے کی) آہٹ پائی تو میں نے پوچھا کہ کون ہے؟ لوگوں نے کہا کہ غمیصا بنت ملحان (اُمّ سلیم کا نام غمیصا یا رمیصا تھا) انس بن مالک کی والدہ ہیں۔

باب: سیدنا اسامہ بن زید کی والدہ، سیدہ اُمّ ایمن رضی اللہ عنہا کی فضیلت کا بیان۔

1679: سیدنا انس بن مالکؓ کہتے ہیں کہ سیدنا ابوبکرؓ نے رسول اللہ (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) کی وفات کے بعد سیدنا عمرؓ سے کہا کہ ہمارے ساتھ اُمّ ایمن کی ملاقات کے لئے چلو ہم اس سے ملیں گے جیسے رسول اللہ (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) ان سے ملنے کو جایا کرتے تھے۔ جب ہم ان کے پاس پہنچے تو وہ رونے لگیں۔ دونوں

ساتھیوں نے کہا کہ تم کیوں روتی ہو؟ اللہ جل جلالہٗ کے پاس اپنے رسول (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) کے لئے جو سامان ہے وہ رسول اللہ (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) کے لئے بہتر ہے۔ اُمّ ایمن رضی اللہ عنہا نے کہا کہ میں اس لئے نہیں روتی کہ یہ بات نہیں جانتی بلکہ اس وجہ سے روتی ہوں کہ اب آسمان سے وحی کا آنا بند ہو گیا۔ اُمّ ایمن کے اس کہنے سے سیدنا ابوبکر اور سیدنا عمرؓ کو بھی رونا آیا پس وہ بھی ان کے ساتھ رونے لگے۔

باب: سیدنا زید بن حارثہؓ کی فضیلت کا بیان۔

1680: سیدنا ابن عمرؓ سے روایت ہے، انہوں نے کہا کہ ہم زید بن حارثہ کو زید بن محمد (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) کہا کرتے تھے (اس وجہ سے کہ آپ (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) نے ان کو منہ بولا بیٹا کہا تھا)، یہاں تک کہ قرآن میں اترا کہ ''ان کو ان کے باپوں کی طرف نسبت کر کے پکارو اور یہی اللہ تعالیٰ کے نزدیک اچھا ہے'' (الاحزاب:5)۔

باب: سیدنا زید بن حارثہؓ اور اسامہ بن زیدؓ کی فضیلت کا بیان۔

1681: سیدنا ابن عمرؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) نے فرمایا اور آپ (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) اس وقت منبر پر تھے کہ اگر تم اس کی امارت میں طعن کرتے ہو (اس سے مراد سیدنا اسامہ بن زیدؓ تھے) تو بیشک تم نے اس سے پہلے اس کے باپ (زید) کی امارت میں بھی طعن کیا تھا اور اللہ کی قسم! اس کا باپ سرداری کے لائق تھا اور سب لوگوں میں وہ میرا زیادہ پیارا تھا۔ اور اللہ کی قسم یہ (یعنی اسامہ) بھی سرداری کے لائق ہے اور اللہ کی قسم! اب اسامہ اُس کے بعد سب لوگوں میں مجھے زیادہ پیارا ہے۔ لہٰذا میں تمہیں وصیت کرتا ہوں کہ اسامہ کے ساتھ اچھا

سلوک کرنا (کیوں) کہ وہ تم میں نیک بخت لوگوں میں سے ایک ہے۔

باب: سیدنا ابوبکر صدیقؓ کے غلام، سیدنا بلال بن رباحؓ کی فضیلت کا بیان۔

1682: سیدنا ابو ہریرہؓ کہتے ہیں کہ رسول اللہ (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) نے بلال سے صبح کی نماز کے بعد فرمایا کہ اے بلال! مجھ سے وہ عمل بیان کر جو تو نے اسلام میں کیا ہے اور جس کے فائدے کی تجھے بہت امید ہے، کیونکہ میں نے آج کی رات تیری جوتیوں کی آواز اپنے سامنے جنت میں سنی ہے۔ سیدنا بلالؓ نے کہا کہ میں نے اسلام میں کوئی عمل ایسا نہیں کیا جس کے نفع کی امید بہت ہو۔ سوا اس کے کہ رات یا دن میں کسی بھی وقت جب پورا وضو کرتا ہوں تو اس وضو سے نماز پڑھتا ہوں جتنی کہ اللہ تعالیٰ نے میری قسمت میں لکھی ہوتی ہے۔

باب: سیدنا سلمان، صہیب اور بلالؓ کی فضیلت کا بیان۔

1683: سیدنا عائذ بن عمروؓ سے روایت ہے کہ سیدنا سلمان، صہیب اور بلالؓ چند دوسرے لوگوں میں بیٹھے ہوئے تھے کہ سیدنا ابوسفیان ان کے پاس آئے۔ پس وہ کہنے لگے کہ اللہ کی تلواریں اللہ کے دشمن کی گردن پر اپنے موقع پر نہ پہنچیں (یعنی اللہ کا یہ دشمن نہ مارا گیا)۔ سیدنا ابوبکرؓ نے کہا کہ تم قریش کے بوڑھے اور سردار کے حق میں ایسا کہتے ہو؟ (سیدنا ابوبکرؓ نے مصلحت سے ایسا کہا کہ کہیں ابوسفیان ناراض ہو کر اسلام بھی قبول نہ کرے) اور رسول اللہ (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) کے پاس آ کر اور آپ (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) سے بیان کیا تو رسول اللہ (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) نے فرمایا کہ اے ابوبکر! شاید تم نے ان لوگوں کو ناراض کیا ہے (یعنی سلمان اور صہیب اور بلالؓ کو)؟ اگر تم نے ان کو ناراض کیا۔ تو اپنے پروردگار کو ناراض کیا یہ سن کر سیدنا ابوبکرؓ ان لوگوں کے پاس آئے اور کہنے لگے کہ اے بھائیو! میں نے

تمہیں ناراض کیا؟ وہ بولے کہ اے ہمارے بھائی! نہیں، اللہ تعالیٰ تمہیں بخشے۔

باب: سیدنا انس بن مالکؓ کی فضیلت کا بیان۔

1684: سیدنا انسؓ کہتے ہیں کہ میری ماں مجھے رسول اللہ (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) کے پاس لائی اور اپنی اوڑھنی یا دوپٹہ کو دو حصوں میں پھاڑ کر مجھے اس میں سے آدھی کا تہبند بنا دیا تھا اور آدھی اوپر کی چادر۔ اور کہنے لگی کہ یا رسول اللہ! یہ انس میرا چھوٹا بیٹا ہے، اسے میں آپ کے پاس آپ (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) کی خدمت کے لئے لائی ہوں آپ (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) اس کے لئے دعا کیجئے۔ پس آپ (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) نے فرمایا کہ اے اللہ! اس کے مال اور اولاد میں کثرت فرما۔ سیدنا انسؓ کہتے ہیں کہ میرا مال بہت زیادہ ہے اور آج میرے بیٹے اور پوتے سو سے زیادہ ہیں۔ (اس میں خاندانی منصوبہ بندی کا رد ہے کیونکہ اسلام زیادہ اولاد کو اچھا سمجھتا ہے)۔

1685: سیدنا انسؓ کہتے ہیں کہ رسول اللہ (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) گزر رہے تھے کہ میری ماں اُمّ سلیم رضی اللہ عنہا نے آپ (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) کی آواز سنی تو کہنے لگی کہ میرے ماں باپ آپ (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) پر قربان ہوں، یہ چھوٹا انس ہے۔ آپ (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) نے میرے لئے تین دعائیں کیں۔ دو تو میں دنیا میں پا چکا اور ایک کی آخرت میں امید رکھتا ہوں۔

1686: ثابت، سیدنا انسؓ سے روایت کرتے ہیں کہ انہوں نے کہا میں (اپنے ہم عمر) بچوں کے ساتھ کھیل رہا تھا کہ رسول اللہ (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) میرے پاس تشریف لائے، آپ (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) نے ہمیں سلام کیا اور مجھے کسی کام کے لئے بھیجا۔ میں اپنی ماں کے پاس دیر سے گیا تو میری ماں نے کہا کہ تو نے دیر کیوں کی؟ میں نے کہا کہ رسول اللہ (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) نے مجھے ایک کام کے

لئے بھیجا تھا۔ وہ بولی کہ کیا کام تھا؟ میں نے کہا کہ وہ بھید ہے۔ میری ماں بولی کہ رسول اللہ (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) کا بھید کسی سے نہ کہنا۔ سیدنا انسؓ نے کہا کہ اللہ کی قسم اگر وہ بھید میں کسی سے کہتا تو اے ثابت! تجھ سے کہتا۔

باب: سیدنا جعفر بن ابی طالب، اسماء بنتِ عمیس اور ان کی کشتی والوں کی فضیلت کا بیان۔

1687: سیدنا ابوموسیٰؓ کہتے ہیں کہ ہم یمن میں تھے کہ ہمیں رسول اللہ (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) کے مکہ سے نکلنے کی خبر پہنچی۔ پس ہم بھی آپ (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) کی طرف ہجرت کر کے روانہ ہوئے۔ میں اور میرے دو بھائی ایک ابو بردہ اور دوسرے ابو رہم تھے، میں ان سے چھوٹا تھا اور ترپن یا باون یا کہا کہ پچاس سے کچھ اوپر آدمی میری قوم میں سے ہمارے ساتھ آئے۔ سیدنا ابوموسیٰ کہتے ہیں کہ ہم سب جہاز میں سوار ہوئے۔ اتفاق سے یہ جہاز ہمیں حبش کے ملک نجاشی بادشاہ کے پاس لے گیا۔ وہاں ہمیں سیدنا جعفرؓ بن ابی طالب اور ان کے ساتھی ملے۔ سیدنا جعفرؓ نے کہا کہ ہمیں رسول اللہ (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) نے یہاں بھیجا ہے اور ہمیں یہاں ٹھہرنے کا حکم کیا ہے، پس تم بھی ہمارے ساتھ ٹھہرو۔ پس ہم نے ان کے پاس قیام کیا۔ پھر ہم سب اکٹھے روانہ ہوئے اور ہم نبی (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) کے پاس اس وقت پہنچے جب آپ (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) خیبر فتح کر چکے تھے۔ رسول اللہ (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) نے وہاں کے مالِ غنیمت سے ہمارا حصہ لگایا اور خیبر کی لڑائی سے جو شخص غائب تھا، اس کو حصہ نہ ملا سوائے ہماری کشتی والوں کے۔ اور بعض لوگ ہمیں (یعنی اہل سفینہ سے) کہنے لگے کہ ہجرت میں ہم لوگ تم پر سبقت لے گئے ہیں۔ اور سیدہ اسماء بنت عمیس رضی اللہ عنہا (جو ہمارے ساتھ آئی تھیں) اُمّ

المؤمنین حفصہ رضی اللہ عنہا سے ملنے کو گئیں اور انہوں نے بھی نجاشی کے ملک میں مہاجرین کیساتھ ہجرت کی تھی۔ سیدنا عمرؓ اُمّ المؤمنین حفصہ رضی اللہ عنہا کے پاس آئے اور سیدہ اسماء بنت عمیس رضی اللہ عنہا ان کے پاس موجود تھیں۔ سیدنا عمرؓ نے اسماء رضی اللہ عنہا کو دیکھ کر پوچھا کہ یہ کون ہے؟ اُمّ المؤمنین حفصہ رضی اللہ عنہا نے جواب دیا کہ یہ اسماء بنت عمیس ہے۔ تو انہوں نے کہا کہ جو حبش کے ملک میں گئی تھیں اور اب سمندر کا سفر کر کے آئی ہیں؟ اسماء رضی اللہ عنہا بولیں جی ہاں میں وہی ہوں۔ سیدنا عمرؓ نے کہا کہ ہم ہجرت میں تم سے سبقت لے گئے، لہٰذا رسول اللہ (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) پر تم سے زیادہ ہمارا حق ہے۔ یہ سن کر انہیں غصہ آ گیا اور کہنے لگیں ''اے عمر! اللہ کی قسم ہرگز نہیں، تم نے جھوٹ کہا۔ تم تو رسول اللہ (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) کے پاس موجود تھے، تم میں سے بھوکے کو کھانا کھلاتے اور تمہارے جاہل کو نصیحت کرتے تھے اور ہم ایک دور دراز دشمنوں کی زمین حبشہ میں تھے، اور ہماری یہ سب تکالیف اللہ اور اس کے رسول (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) کی راہ میں تھیں۔ اللہ کی قسم! مجھ پر اس وقت تک کھانا پینا حرام ہے جب تک رسول اللہ (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) سے تمہاری بات کا ذکر نہ کرلوں اور ہم کو ایذا دی جاتی تھی اور ہمیں ہر وقت خوف رہتا تھا۔ عنقریب میں نبی کریم (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) سے ذکر کروں گی، ان سے پوچھوں گی اور اللہ کی قسم نہ میں جھوٹ بولوں گی، نہ میں کجروی کروں گی اور نہ میں اس سے زیادہ کہوں گی''۔ جب نبی (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) تشریف لائے تو سیدہ اسماء رضی اللہ عنہا نے عرض کیا کہ یا نبی اللہ! عمرؓ نے اس اس طرح کہا ہے۔ رسول اللہ (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) نے فرمایا کہ تم سے زیادہ کسی کا حق نہیں ہے۔ کیونکہ عمر (ص) اور ان کے ساتھیوں کی ایک ہجرت ہے اور تم کشتی والوں کی تو دو ہجرتیں ہوئیں (ایک مکہ سے حبش کو اور دوسری حبش سے مدینہ طیبہ کو)۔

سیدہ اسماء رضی اللہ عنہا نے کہا کہ میں نے سیدنا ابوموسیٰ اور کشتی والوں کو دیکھا کہ وہ گروہ در گروہ میرے پاس آتے اور اس حدیث کو سنتے تھے۔ اور دنیا میں کوئی چیز ان کو رسول اللہ (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) کے اس فرمان سے زیادہ خوشی کی نہ تھی نہ اتنی بڑی تھی۔ سیدنا ابو بردہ نے کہا کہ سیدہ اسماء نے کہا کہ میں نے ابوموسیٰ کو دیکھا کہ وہ مجھ سے اس حدیث کو (خوشی کے لئے) بار بار سننا چاہتے۔

باب: سیدنا عبداللہ بن جعفرؓ بن ابی طالب کی فضیلت کا بیان۔

1688: سیدنا عبداللہ بن جعفرؓ کہتے ہیں کہ رسول اللہ (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) جب سفر سے تشریف لاتے تو ہم لوگوں سے ملتے۔ سیدنا عبداللہ بن جعفر کہتے ہیں کہ ایک بار مجھ سے ملے اور حسن یا حسینؓ سے، تو آپ (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) نے ہم میں سے ایک کو اپنے آگے بٹھایا اور ایک کو پیچھے، یہاں تک کہ مدینہ میں آئے۔

1688م: سیدنا عبداللہ بن جعفرؓ کہتے ہیں کہ رسول اللہ (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) نے مجھے ایک دن اپنے پیچھے بٹھایا اور آہستہ سے ایک بات فرمائی جس کو میں کسی سے بیان نہ کروں گا۔

باب: سیدنا عبداللہ بن عباسؓ کی فضیلت کا بیان۔

1689: سیدنا ابن عباسؓ سے روایت ہے کہ نبی (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) بیت الخلاء میں (قضاء حاجت کے لئے) گئے تو میں نے آپ (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) کے لئے وضو کا پانی رکھا۔ آپ (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) جب باہر نکلے تو پوچھا کہ یہ پانی کس نے رکھا ہے؟ لوگوں نے یا میں نے کہا کہ ابن عباس نے۔ آپ (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) نے فرمایا کہ اے اللہ! اس کو دین میں سمجھ عطا فرما۔

باب: سیدنا عبداللہ بن عمرؓ کی فضیلت کا بیان۔

1690: سیدنا عبداللہ بن عمرؓ کہتے ہیں کہ رسول اللہ (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) کی حیاتِ مبارک میں جب کوئی شخص خواب دیکھتا تو آپ (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) سے بیان کرتا۔ مجھے بھی آرزو تھی کہ میں بھی کوئی خواب دیکھوں اور آپ (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) سے بیان کروں اور میں جوان، غیر شادی شدہ لڑکا تھا، اور رسول اللہ (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) کے زمانے میں مسجد میں سویا کرتا تھا۔ میں نے خواب میں دیکھا کہ جیسے دو فرشتوں نے مجھے پکڑا اور جہنم کی طرف لے گئے دیکھا تو وہ پیچ در پیچ کنوئیں کی طرح گہری ہے اور اس پر دو لکڑیاں ہیں جیسے کنوئیں پر ہوتی ہیں۔ اس میں کچھ لوگ ہیں جن کو میں نے پہچانا۔ میں نے کہنا شروع کیا کہ میں جہنم سے اللہ کی پناہ مانگتا ہوں میں جہنم سے اللہ کی پناہ مانگتا ہوں، تین دفعہ۔ پھر ایک اور فرشتہ ملا اور وہ بولا کہ تجھے کچھ خوف نہیں ہے۔ یہ خواب میں نے اُمّ المؤمنین حفصہ رضی اللہ عنہا سے بیان کیا۔ پس انہوں نے رسول اللہ (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) سے بیان کیا۔ پس آپ (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) نے فرمایا کہ عبداللہ اچھا آدمی ہے اگر رات کو تہجد پڑھا کرے۔ سالم نے کہا کہ عبداللہ اس کے بعد رات کا کچھ حصہ ہی سوتے تھے (اور تہجد پڑھا کرتے)۔

باب: سیدنا عبداللہ بن زبیرؓ کی فضیلت کا بیان۔

1691: سیدنا عبداللہ بن ابی ملیکہ کہتے ہیں کہ عبداللہ بن جعفرؓ نے سیدنا ابن زبیرؓ سے کہا کہ تمہیں یاد ہے جب میں، تم اور ابن عباس رسول اللہ (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) سے ملے تھے؟ تو سیدنا ابن زبیرؓ نے کہا کہ ہاں اور آپ (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) نے ہمیں سوار کر لیا تھا اور تمہیں چھوڑ دیا تھا (اس لئے کہ سواری پر زیادہ جگہ نہ

ہوگی)۔

باب: سیدنا عبداللہ بن مسعودؓ کی فضیلت کا بیان۔

1692: سیدنا عبداللہ بن مسعودؓ کہتے ہیں کہ جب یہ آیت نازل ہوئی کہ ''جو لوگ ایمان لائے اور نیک عمل کئے، ان پر گناہ نہیں اس کا جو کھا چکے.....'' آخر تک، تو رسول اللہ (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) نے مجھ سے کہا کہ مجھے کہا گیا ہے کہ تو ان لوگوں میں سے ہے (یعنی ایمان والوں اور نیک اعمال والوں میں سے)۔

1693: سیدنا ابوموسیٰؓ کہتے ہیں کہ میں اور میرا بھائی دونوں یمن سے آئے تو ایک زمانے تک ہم عبداللہ بن مسعود اور ان کی والدہ کو رسول اللہ (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) کے اہل بیت میں سے سمجھتے تھے۔ کیونکہ وہ آپ (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) کے پاس بہت جاتے اور آپ (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) کے ساتھ رہتے تھے۔

1694: ابوالاحوص کہتے ہیں کہ ہم ابوموسیٰؓ کے گھر میں تھے اور وہاں سیدنا عبداللہ بن مسعودؓ کے کئی ساتھی تھے اور ایک قرآن مجید دیکھ رہے تھے کہ اتنے میں سیدنا عبداللہؓ کھڑے ہوئے۔ ابومسعود نے کہا کہ میں نہیں جانتا کہ رسول اللہ (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) نے اپنے بعد قرآن کا جاننے والا اس شخص سے زیادہ کوئی چھوڑا ہو جو کھڑا ہے۔ سیدنا ابوموسیٰؓ نے کہا کہ اگر تم یہ کہتے ہو (تو صحیح ہے) اور ان کا یہ حال تھا کہ جب ہم غائب ہوتے تو یہ حاضر رہتے اور جب ہم رکے جاتے تو ان کو (رسول اللہ کے پاس جانے کی) اجازت ملتی۔

1695: سیدنا عبداللہ بن مسعودؓ سے روایت ہے کہ انہوں نے کہا کہ ''اور جو کوئی چیز چھپا رکھے گا، وہ اس کو قیامت کے دن لائے گا'' (آلِ عمران: 161) پھر کہا کہ تم مجھے کس شخص کی قرأت کی طرح قرآن پڑھنے کا حکم کرتے ہو؟ میں نے تو رسول اللہ (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) کے سامنے ستر سے زیادہ سورتیں پڑھیں اور رسول اللہ

(صلی اللہ علیہ والہ وسلم) کے اصحاب یہ جانتے ہیں کہ میں ان سب میں اللہ کی کتاب کو زیادہ جانتا ہوں اور اگر میں جانتا کہ کوئی مجھ سے زیادہ اللہ کی کتاب کو جانتا ہے تو میں اس شخص کی طرف سفر اختیار کرتا۔ شفیق نے کہا کہ میں رسول اللہ (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) کے اصحاب کے حلقوں میں بیٹھا ہوں، میں نے کسی کو سیدنا عبداللہؓ کی اس بات کو رد کرتے یا ان پر عیب لگاتے نہیں سنا۔

1696: مسروق کہتے ہیں کہ ہم سیدنا عبداللہ بن عمروؓ کے پاس تھے کہ ہم نے سیدنا عبداللہ بن مسعودؓ کا ذکر کیا تو انہوں نے کہا کہ تم نے ایک ایسے شخص کا ذکر کیا جس سے میں (اس وقت سے) محبت کرتا ہوں جب سے میں نے رسول اللہ (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) سے ایک حدیث سنی ہے۔ میں نے سنا آپ (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) فرماتے تھے کہ تم قرآن چار آدمیوں سے سیکھو۔ ایک اُمّ عبد کے بیٹے (یعنی سیدنا عبداللہ بن مسعود) سے اور آپ (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) نے ان ہی سے شروع کیا اور ابی بن کعب سے اور سالم مولیٰ ابوحذیفہ سے اور معاذ بن جبلؓ سے۔

باب: سیدنا عبداللہ بن عمرو بن حرامؓ کی فضیلت کا بیان۔

1697: سیدنا جابر بن عبداللہؓ کہتے ہیں کہ میرا باپ احد کے دن شہید ہوا تو میں اس کے منہ سے کپڑا اٹھاتا تھا اور روتا تھا۔ لوگ مجھے منع کرتے تھے اور رسول اللہ (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) منع نہ کرتے تھے۔ اور عمرو کی بیٹی فاطمہ (یعنی میری پھوپھی) وہ بھی اس پر رو رہی تھی۔ رسول اللہ (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) نے فرمایا کہ تو روئے یا نہ روئے، تمہارے اسے اٹھانے تک فرشتے اس پر اپنے پروں کا سایہ کئے ہوئے تھے۔

باب: سیدنا عبداللہ بن سلامؓ کی فضیلت کا بیان۔

1698: سیدنا عامر بن سعد کہتے ہیں کہ میں نے اپنے والدؓ سے سنا وہ کہتے تھے کہ میں نے رسول اللہ (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) سے کسی زندہ شخص کے لئے جو چلتا پھرتا ہو، یہ نہیں سنا کہ وہ جنت میں ہے مگر عبداللہ بن سلامؓ کے لئے۔ (یہ ان کی اپنی معلومات ہیں ورنہ بہت سے صحابہ کرامؓ کو جنت کی خوشخبری ملی ہے مثلاً عشرہ مشبرہ وغیرہ)۔

1699: خرشہ بن حر کہتے ہیں کہ میں مدینہ کی مسجد میں ایک حلقہ میں بیٹھا ہوا تھا، ایک خوبصورت بوڑھا بھی وہاں تھا، معلوم ہوا کہ وہ عبداللہ بن سلامؓ ہیں۔ وہ لوگوں سے اچھی اچھی باتیں کر رہے تھے۔ جب وہ کھڑے ہوئے تو لوگوں نے کہا کہ جس کو ایک جنتی کا دیکھنا اچھا معلوم ہو، وہ اس کو دیکھے۔ میں نے (اپنے دل میں) کہا کہ اللہ کی قسم میں ان کے ساتھ جاؤں گا اور ان کا گھر دیکھوں گا۔ پھر میں ان کے پیچھے ہوا، وہ چلے، یہاں تک کہ قریب ہوا کہ وہ شہر سے باہر نکل جائیں، پھر وہ اپنے مکان میں گئے تو میں نے بھی اندر آنے کی اجازت چاہی۔ انہوں نے اجازت دی، پھر پوچھا کہ اے میرے بھتیجے! تجھے کیا کام ہے؟ میں نے کہا کہ جب آپ کھڑے ہوئے تو میں نے لوگوں کو سنا کہ جس کو ایک جنتی کا دیکھنا اچھا لگے، وہ ان کو دیکھے تو مجھے آپ کے ساتھ رہنا اچھا معلوم ہوا۔ انہوں نے کہا کہ جنت والوں کو اللہ تعالیٰ جانتا ہے اور میں تجھ سے لوگوں کے یہ کہنے کی وجہ بیان کرتا ہوں۔ میں ایک دفعہ سو رہا تھا کہ خواب میں ایک شخص آیا اور اس نے کہا کہ کھڑا ہو۔ پھر اس نے میرا ہاتھ پکڑا، میں اس کے ساتھ چلا، مجھے بائیں طرف کچھ راہیں ملیں تو میں نے ان میں جانا چاہا تو وہ بولا کہ ان میں مت جا، یہ بائیں طرف والوں (یعنی کافروں) کی راہیں ہیں۔ پھر دائیں طرف کی راہیں ملیں تو وہ شخص بولا کہ ان راہوں میں جا۔ پس وہ مجھے ایک

پہاڑ کے پاس لے آیا اور بولا کہ اس پر چڑھ۔ میں نے اوپر چڑھنا چاہا تو پیٹھ کے بل گرا۔ کئی بار میں نے چڑھنے کا قصد کیا لیکن ہر بار گرا۔ پھر وہ مجھے لے چلا، یہاں تک کہ ایک ستون ملا جس کی چوٹی آسمان میں تھی اور تہہ زمین میں، اس کے اوپر ایک حلقہ تھا۔ مجھ سے اس شخص نے کہا کہ اس ستون کے اوپر چڑھ جا۔ میں نے کہا کہ میں اس پر کیسے چڑھوں کہ اس کا سرا تو آسمان میں ہے۔ آخر اس شخص نے میرا ہاتھ پکڑا اور مجھے اچھال دیا اور میں نے دیکھا کہ میں اس حلقہ کو پکڑے ہوئے لٹک رہا ہوں۔ پھر اس شخص نے ستون کو مارا تو وہ گر پڑا اور میں صبح تک اسی حلقہ میں لٹکتا رہا (اس وجہ سے کہ اترنے کا کوئی ذریعہ نہیں رہا)۔ کہتے ہیں پس میں نے رسول اللہ (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) کے پاس آ کر اپنا خواب بیان کیا تو آپ (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) نے فرمایا کہ جو راہیں تو نے بائیں طرف دیکھیں، وہ بائیں طرف والوں کی راہیں ہیں اور جو راہیں دائیں طرف دیکھیں، وہ دائیں طرف والوں کی راہیں ہیں۔ اور وہ پہاڑ شہیدوں کا مقام ہے، تو وہاں تک نہ پہنچ سکے گا اور ستون، اسلام کا ستون ہے اور حلقہ، اسلام کا حلقہ ہے اور تو مرتے دم تک اسلام پر قائم رہے گا۔ (اور جب اسلام پر خاتمہ ہو تو جنت کا یقین ہے، اس وجہ سے لوگ مجھے جنتی کہتے ہیں)۔

باب: سیدنا سعد بن معاذ رضی اللہ عنہ کی فضیلت کا بیان۔

1700: سیدنا جابر بن عبداللہؓ کہتے ہیں کہ رسول اللہ (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) نے فرمایا اور اس وقت سیدنا سعد بن معاذ رضی اللہ عنہ کا جنازہ سامنے رکھا تھا، کہ ان کے واسطے پروردگار کا عرش جھوم گیا۔

1701: سیدنا براءؓ کہتے ہیں کہ رسول (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) للہ (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) کے پاس ایک ریشمی جوڑا تحفہ آیا۔ تو آپ (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) کے صحابہ اس کو چھونے لگے اور اس کی نرمی سے تعجب کرنے لگے۔ آپ (صلی اللہ علیہ

والہ وسلم) نے فرمایا کہ تم اس کی نرمی سے تعجب کرتے ہو؟ البتہ سعد بن معاذؓ کے رومال جنت میں اس سے بہتر اور اس سے زیادہ نرم ہیں۔

باب: سیدنا ابوطلحہ انصاری اور ان کی زوجہ اُمّ سلیم رضی اللہ عنہما کی فضیلت کا بیان۔

1702: سیدنا انسؓ کہتے ہیں کہ سیدنا ابوطلحہؓ کا ایک بیٹا جو سیدہ اُمّ سلیم رضی اللہ عنہا کے بطن سے تھا، فوت ہو گیا۔ انہوں نے اپنے گھر والوں سے کہا کہ جب تک میں خود نہ کہوں ابوطلحہ کو ان کے بیٹے کی خبر نہ کرنا۔ آخر سیدنا ابوطلحہؓ آئے تو سیدہ اُمّ سلیم شام کا کھانا سامنے لائیں۔ انہوں نے کھایا اور پیا پھر اُمّ سلیم رضی اللہ عنہا نے ان کے لئے اچھی طرح بناؤ اور سنگھار کیا یہاں تک کہ انہوں نے ان سے جماع کیا۔ جب اُمّ سلیم نے دیکھا کہ وہ سیر ہو چکے اور ان کے ساتھ صحبت بھی کر چکے تو اس وقت انہوں نے کہا کہ اے ابوطلحہ! اگر کچھ لوگ اپنی چیز کسی گھر والوں کو مانگے پر دیں، پھر اپنی چیز مانگیں تو کیا گھر والے اس کو روک سکتے ہیں؟ سیدنا ابوطلحہؓ نے کہا کہ نہیں روک سکتے۔ سیدہ اُمّ سلیم رضی اللہ عنہا نے کہا کہ اپنے بیٹے کے عوض اللہ تعالیٰ سے ثواب کی امید رکھو (کیونکہ بیٹا تو فوت ہو چکا تھا)۔ یہ سن کر ابوطلحہ غصے ہوئے اور کہنے لگے کہ تم نے مجھے چھوڑے رکھا یہاں تک کہ میں تمہارے ساتھ آلودہ ہوا (یعنی جماع کیا) تو اب مجھے بیٹے کے متعلق خبر دے رہی ہو۔ وہ گئے اور رسول اللہ (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) کے پاس جا کر آپ (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) کو خبر کی۔ آپ (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ تمہاری گزری ہوئی رات میں تمہیں برکت دے۔ اُمّ سلیم رضی اللہ عنہا حاملہ ہو گئیں۔ کہتے ہیں رسول اللہ (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) سفر میں تھے اُمّ سلیم بھی آپ (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) کے ساتھ

تھیں اور آپ (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) جب سفر سے مدینہ میں تشریف لاتے تو رات کو مدینہ میں داخل نہ ہوتے جب لوگ مدینہ کے قریب پہنچے تو اُمّ سلیم کو دردِ زہ شروع ہوا اور ابوطلحہ ان کے پاس ٹھہرے رہے اور رسول اللہ (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) تشریف لے گئے۔ ابوطلحہ کہتے ہیں کہ اے پروردگار! تو جانتا ہے کہ مجھے یہ بات پسند ہے کہ جب تیرا رسول (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) نکلے تو ساتھ میں بھی نکلوں اور جب مدینہ میں واپس داخل ہو تو میں بھی ساتھ داخل ہوں، لیکن تو جانتا ہے میں جس وجہ سے رک گیا ہوں۔ اُمّ سلیم نے کہا کہ اے ابوطلحہ! اب میرے ویسا درد نہیں ہے جیسے پہلے تھا تو چلو۔ ہم چلے جب دونوں مدینہ میں آئے تو پھر اُمّ سلیم کو درد شروع ہوا اور انہوں نے ایک لڑکے کو جنم دیا۔ میری ماں نے کہا کہ اے انس! اس کو کوئی اس وقت تک دودھ نہ پلائے جب تک تو صبح کو اس کو رسول اللہ (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) کے پاس نہ لے جائے۔ جب صبح ہوئی تو میں نے بچہ کو اٹھایا اور رسول اللہ (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) کے پاس لایا میں آپ کے پاس پہنچا تو دیکھا کہ آپ (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) کے ہاتھ میں اونٹوں کے داغنے کا آلہ ہے۔ آپ (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) نے جب مجھے دیکھا تو فرمایا کہ شاید اُمّ سلیم نے لڑکے کو جنم دیا ہے؟ میں نے کہا کہ ہاں۔ آپ (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) نے وہ آلہ ہاتھ مبارک سے رکھ دیا اور میں بچہ کو لاکر آپ (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) کی گود میں بٹھا دیا۔ آپ (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) نے عجوہ کھجور مدینہ کی منگوائی اور اپنے منہ مبارک میں چبائی، جب وہ گھل گئی تو بچہ کے منہ میں ڈال دی بچہ اس کو چوسنے لگا تو آپ (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) نے فرمایا کہ دیکھو انصار کو کھجور سے کیسی محبت ہے۔ پھر آپ (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) نے اس کے منہ پر ہاتھ پھیرا اور اس کا نام عبداللہ رکھا۔

باب: سیدنا ابی بن کعبؓ کی فضیلت کا بیان۔

1703: سیدنا انسؓ کہتے ہیں کہ رسول اللہ (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) کے زمانے میں چار شخصوں نے قرآن کو جمع کیا اور وہ چاروں انصاری تھے۔ سیدنا معاذ بن جبل، ابی بن کعب، زید بن ثابت اور ابوزید ث۔ قتادہ نے کہا کہ میں نے سیدنا انسؓ سے کہا کہ ابوزید کون ہے؟ انہوں نے کہا کہ میرے چچاؤں میں سے ایک تھے۔

باب: سیدنا ابوذر غفاریؓ کی فضیلت کا بیان۔

1704: سیدنا عبداللہ بن صامت کہتے ہیں کہ سیدنا ابوذرؓ نے کہا کہ میں، میرا بھائی انیس اور ہماری ماں تینوں اپنی قوم غفار میں سے نکلے جو حرام مہینے کو بھی حلال سمجھتے تھے۔ پس ہم اپنے ایک ماموں کے پاس اترے۔ اس نے ہماری خاطر کی اور ہمارے ساتھ نیکی کی تو اس کی قوم نے ہم سے حسد کیا اور (ہمارے ماموں سے) کہنے لگے کہ جب تو اپنے گھر سے باہر نکلتا ہے تو انیس تیری بی بی کے ساتھ زنا کرتا ہے۔ وہ ہمارے پاس آیا اور اس نے یہ بات (حماقت سے) مشہور کر دی۔ میں نے کہا کہ تو نے ہمارے ساتھ جو احسان کیا تھا وہ بھی خراب ہو گیا ہے، اب ہم تیرے ساتھ نہیں رہ سکتے۔ آخر ہم اپنے اونٹوں کے پاس گئے اور اپنا اسباب لادا اور ہمارے ماموں نے اپنا کپڑا اوڑھ کر رونا شروع کر دیا۔ ہم چلے، یہاں تک کہ مکہ کے سامنے اترے۔ انیس نے ہمارے اونٹوں کے ساتھ اتنے ہی اور کی شرط لگائی۔ پھر دونوں کاہن کے پاس گئے تو کاہن نے انیس کو کہا کہ یہ بہتر ہے۔ پس انیس ہمارے پاس سارے اونٹ اور اتنے ہی اور اونٹ لایا۔ ابوذر نے کہا کہ اے میرے بھائی کے بیٹے! میں نے رسول اللہ (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) کی ملاقات سے پہلے تین برس پہلے نماز پڑھی ہے۔ میں نے کہا کہ کس کے لئے پڑھتے تھے؟ سیدنا ابوذرؓ

نے کہا کہ اللہ تعالیٰ کے لئے ۔ میں نے کہا کہ کدھر منہ کرتے تھے؟ انہوں نے کہا کہ ادھر منہ کرتا تھا جدھر اللہ تعالیٰ میرا منہ کر دیتا تھا۔ میں رات کے آخر حصہ میں عشاء کی نماز پڑھتا اور سورج طلوع ہونے تک کمبل کی طرح پڑ رہتا تھا۔ انیس نے کہا کہ مجھے مکہ میں کام ہے، تم یہاں رہو میں جاتا ہوں ۔ وہ گیا اور اس نے آنے میں دیر کی۔ پھر آیا تو میں نے کہا کہ تو نے کیا کیا؟ وہ بولا کہ میں مکہ میں ایک شخص سے ملا جو تیرے دین پر ہے اور وہ کہتا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اس کو بھیجا ہے ۔ میں نے کہا کہ لوگ اسے کیا کہتے ہیں؟ اس نے کہا کہ لوگ اس کو شاعر، کاہن اور جادوگر کہتے ہیں۔ اور انیس خود بھی شاعر تھا۔ اس نے کہا کہ میں نے کاہنوں کی بات سنی ہے لیکن جو کلام یہ شخص پڑھتا ہے وہ کاہنوں کا کلام نہیں ہے اور میں نے اس کا کلام شعر کے تمام بحروں پر رکھا تو وہ کسی کی زبان پر میرے بعد شعر کی طرح نہ جڑے گا۔ اللہ کی قسم وہ سچا ہے اور لوگ جھوٹے ہیں ۔ میں نے کہا کہ تم یہاں رہو میں اس شخص کو جا کر دیکھتا ہوں ۔ پھر میں مکہ میں آیا تو میں نے ایک ناتواں شخص کو مکہ والوں میں سے چھانٹا (اس لئے کہ طاقت ور شخص شاید مجھے کوئی تکلیف پہنچائے)، اور اس سے پوچھا کہ وہ شخص کہاں ہے جس کو تم صابی (بے دین) کہتے ہو؟ اس نے میری طرف اشارہ کیا اور کہا کہ یہ صابی ہے (جب تو صابی کا پوچھتا ہے) یہ سن کر تمام وادی والوں نے ڈھیلے اور ہڈیاں لے کر مجھ پر حملہ کر دیا، یہاں تک کہ میں بیہوش ہو کر گر پڑا۔ جب میں ہوش میں آ کر اٹھا تو کیا دیکھتا ہوں کہ گویا میں لال بت ہوں (یعنی سر سے پیر تک خون سے سرخ ہوں)۔ پھر میں زمزم کے پاس آیا اور میں نے سب خون دھویا اور زمزم کا پانی پیا۔ پس اے میرے بھتیجے! میں وہاں تیس راتیں یا تیس دن رہا اور میرے پاس سوائے زمزم کے پانی کے کوئی کھانا نہ تھا (جب بھوک لگتی تو میں اسی کو پیتا)۔ پھر میں موٹا ہو گیا یہاں تک کہ میرے پیٹ کی سلوٹیں (موٹاپے سے) جھک

گئیں اور میں نے اپنے کلیجہ میں بھوک کی ناتوانی نہیں پائی۔ ایک بار مکہ والے چاندنی رات میں سو گئے کہ اس وقت بیت اللہ کا طواف کوئی نہ کرتا تھا، صرف دو عورتیں اساف اور نائلہ کو پکار رہی تھیں (اساف اور نائلہ مکہ میں دو بت تھے اساف مرد تھا اور نائلہ عورت تھی اور کفار کا یہ اعتقاد تھا کہ ان دونوں نے وہاں زنا کیا تھا، اس وجہ سے مسخ ہو کر بت ہو گئے تھے)، وہ طواف کرتی کرتی میرے سامنے آئیں۔ میں نے کہا کہ ایک کا نکاح دوسرے سے کر دو (یعنی اساف کا نائلہ سے)۔ یہ سن کر بھی وہ اپنی بات سے باز نہ آئیں۔ پھر میں نے صاف کہہ دیا کہ ان کے فلاں میں لکڑی (یعنی یہ فحش اساف اور نائلہ کی پرستش کی وجہ سے) اور میں نے کنایہ نہ کیا (یعنی کنایہ اشارہ میں میں نے گالی نہیں دی بلکہ ان مرد و عورتوں کو غصہ دلانے کے لئے اساف اور نائلہ کو کھلم کھلا گالی دی، جو اللہ تعالیٰ کے گھر میں اللہ کو چھوڑ کر اساف اور نائلہ کو پکارتی تھیں) یہ سن کر وہ دونوں عورتیں چلاتی اور کہتی ہوئی چلیں کہ کاش اس وقت ہمارے لوگوں میں سے کوئی ہوتا (جو اس شخص کو بے ادبی کی سزا دیتا)۔ راہ میں ان عورتوں کو رسول اللہ (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) اور سیدنا ابوبکرؓ ملے اور وہ پہاڑ سے اتر رہے تھے۔ انہوں نے عورتوں سے پوچھا کہ کیا ہوا؟ وہ بولیں کہ ایک صابی آیا ہے جو کعبہ کے پردوں میں چھپا ہوا ہے۔ انہوں نے کہا کہ اس صابی نے کیا کہا؟ وہ بولیں کہ ایسی بات بولا جس سے منہ بھر جاتا ہے (یعنی اس کو زبان سے نہیں نکال سکتیں)۔ اور رسول اللہ (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) تشریف لائے، یہاں تک حجر اسود کو بوسہ دیا اور اپنے ساتھی کے ساتھ طواف کیا اور نماز پڑھی۔ جب نماز پڑھ چکے تو سیدنا ابوذرؓ نے کہا کہ اوّل میں نے ہی سلام کی سنت ادا کی اور کہا کہ السلام علیکم یا رسول اللہ! آپ (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) نے فرمایا کہ وعلیک ورحمۃ اللہ۔ پھر پوچھا کہ تو کون ہے؟ میں نے کہا کہ غفار کا ایک شخص ہوں۔ آپ (صلی اللہ علیہ والہ

وسلم) نے ہاتھ جھکایا اور اپنی انگلیاں پیشانی پر رکھیں (جیسے کوئی ذکر کرتا ہے) میں نے اپنے دل میں کہا کہ شاید آپ (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) کو یہ کہنا بُرا معلوم ہوا کہ میں (قبیلہ) غفار میں سے ہوں ۔ میں آپ (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) کا ہاتھ پکڑنے کو لپکا لیکن آپ (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) کے ساتھی (سیدنا ابوبکر ص) نے جو مجھ سے زیادہ آپ (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) کا حال جانتے تھے مجھے روکا، پھر آپ (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) نے سر اٹھایا اور فرمایا کہ تو یہاں کب آیا؟ میں نے عرض کیا میں یہاں تیس رات یا دن سے ہوں ۔ آپ (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) نے فرمایا کہ تجھے کھانا کون کھلاتا ہے؟ میں نے کہا کہ کھانا وغیرہ کچھ نہیں سوائے زمزم کے پانی کے ۔ پھر میں موٹا ہو گیا یہاں تک کہ میرے پیٹ کے بٹ مڑ گئے اور میں اپنے کلیجہ میں بھوک کی ناتوانی نہیں پاتا ۔ آپ (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) نے فرمایا کہ زمزم کا پانی برکت والا ہے اور وہ کھانا بھی ہے (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) ورکھانے کی طرح پیٹ بھر دیتا ہے ۔ سیدنا ابوبکرؓ نے کہا کہ یا رسول اللہ ! آج کی رات اس کو کھلانے کی اجازت مجھے دیجئے ۔ پھر رسول اللہ (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) چلے اور سیدنا ابوبکر بھی میں بھی ان دونوں کے ساتھ چلا ۔ سیدنا ابوبکرؓ نے ایک دروازہ کھولا اور اس میں سے طائف کی سوکھی ہوئی کشمش نکالیں، یہ پہلا کھانا تھا جو میں نے مکہ میں کھایا ۔ پھر میں رہا جب تک کہ رہا، اس کے بعد رسول اللہ (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) کے پاس آیا تو آپ (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) نے فرمایا کہ مجھے ایک کھجور والی زمین دکھلائی گئی ہے میں سمجھتا ہوں کہ وہ زمین یثرب کے سوا کوئی اور نہیں ہے ۔ (یثرب مدینہ کا نام تھا)، پس تو میری طرف سے اپنی قوم کو دین کی دعوت دے، شاید اللہ تعالیٰ ان کو تیری وجہ سے نفع دے اور تجھے ثواب دے ۔ میں انیس کے پاس آیا تو اس نے پوچھا کہ تو نے کیا کیا؟ میں نے کہا کہ میں اسلام لایا اور میں نے آپ (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) کی

نبوت کی تصدیق کی۔ وہ بولا کہ تمہارے دین سے مجھے بھی نفرت نہیں ہے میں بھی اسلام لایا اور میں نے آپ (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) کی نبوت کی تصدیق کی۔ پھر ہم دونوں اپنی ماں کے پاس آئے وہ بولی کہ مجھے بھی تم دونوں کے دین سے نفرت نہیں ہے میں بھی اسلام لائی اور میں نے تصدیق کی۔ پھر ہم نے اونٹوں پر اسباب لادا، یہاں تک کہ ہم اپنی قوم غفار میں پہنچے۔ آدھی قوم تو مسلمان ہوگئی اور ان کا امام ایماء بن رحضہ غفاری تھا وہ ان کا سردار بھی تھا۔ اور آدھی قوم نے یہ کہا کہ جب رسول اللہ (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) مدینہ میں تشریف لائیں گے تو ہم مسلمان ہوں گے، پھر رسول اللہ (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) مدینہ میں تشریف لائے اور آدھی قوم جو باقی تھی وہ بھی مسلمان ہوگئی اور (قبیلہ) اسلم کے لوگ آئے اور انہوں نے کہا کہ یا رسول اللہ! ہم بھی اپنے غفاری بھائیوں کی طرح مسلمان ہوتے ہیں تو وہ بھی مسلمان ہو گئے تب رسول اللہ (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) نے فرمایا کہ غفار کو اللہ نے بخش دیا اور اسلم کو اللہ تعالیٰ نے (قتل اور قید سے) بچا دیا۔

1705: سیدنا عبداللہ بن عباسؓ کہتے ہیں کہ جب سیدنا ابو ذرؓ کو رسول اللہ (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) کے مکہ میں مبعوث ہونے کی خبر پہنچی تو انہوں نے اپنے بھائی سے کہا کہ سوار ہو کر اس وادی کو جا اور اس شخص کو دیکھ کر آ جو کہتا ہے مجھے آسمان سے خبر آتی ہے، ان کی بات سن پھر میرے پاس آ۔ وہ روانہ ہوا، یہاں تک کہ مکہ میں آیا اور آپ (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) کا کلام سنا، پھر سیدنا ابو ذرؓ کے پاس لوٹ کر گیا اور بولا کہ میں نے اس شخص کو دیکھا، وہ اچھی خصلتوں کا حکم کرتا ہے اور ایک کلام سناتا ہے جو شعر نہیں ہے۔ سیدنا ابو ذرؓ نے کہا کہ مجھے (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) س سے تسلی نہیں ہوئی۔ پھر انہوں نے خود زادِ راہ لیا اور پانی کی ایک مشک لی یہاں تک کہ مکہ میں آئے اور مسجد حرام میں داخل ہوئے۔ وہاں رسول اللہ (صلی اللہ علیہ

والہ وسلم) کو ڈھونڈا اور وہ آپ (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) کو پہچانتے نہ تھے اور انہوں نے پوچھنا بھی مناسب نہ جانا، یہاں تک کہ رات ہوگئی اور وہ لیٹ رہے۔ سیدنا علیؓ نے ان کو دیکھا اور پہچانا کہ کوئی مسافر ہے پھر ان کے پیچھے گئے لیکن کسی نے دوسرے سے بات نہیں کی یہاں تک کہ صبح ہوگئی۔ پھر وہ اپنا توشہ اور مشک مسجد میں اٹھالائے اور سارا دن وہاں رہے اور رسول اللہ (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) کو شام تک نہ دیکھا۔ پھر وہ اپنے سونے کی جگہ میں چلے گئے۔ وہاں سے سیدنا علیؓ گزرے اور کہا کہ ابھی وہ وقت نہیں آیا کہ اس شخص کو اپنا ٹھکانہ معلوم ہو۔ پھر ان کو کھڑا کیا اور ان کو ساتھ لے گئے لیکن کسی نے دوسرے سے بات نہ کی۔ پھر تیسرے دن بھی ایسا ہی ہوا۔ اور سیدنا علیؓ نے ان کو اپنے ساتھ کھڑا کیا، پھر کہا کہ تم مجھ سے وہ بات کیوں نہیں کہتے جس کے لئے تم اس شہر میں آئے ہو؟ سیدنا ابوذرؓ نے کہا کہ اگر تم مجھ سے عہد اور وعدہ کرتے ہو کہ راہ بتلاؤ گے تو میں بتاتا ہوں۔ سیدنا علیؓ نے وعدہ کیا تو انہوں نے بتایا۔ سیدنا علیؓ نے کہا کہ وہ شخص سچے ہیں اور وہ بیشک اللہ تعالیٰ کے رسول ہیں اور تم صبح کو میرے ساتھ چلنا، اگر میں کوئی خوف کی بات دیکھوں گا جس میں تمہاری جان کا ڈر ہو تو میں کھڑا ہو جاؤں گا جیسے کوئی پانی بہاتا ہے (یعنی پیشاب کا بہانہ کروں گا) اور اگر چلا جاؤں تو تم بھی میرے پیچھے پیچھے چلے آنا۔ جہاں میں گھسوں وہاں تم بھی گھس آنا۔ سیدنا ابوذرؓ نے ایسا ہی کیا اور ان کے پیچھے پیچھے چلے یہاں تک کہ سیدنا علیؓ رسول اللہ (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) کے پاس پہنچے اور سیدنا ابوذرؓ بھی ان کے ساتھ پہنچے۔ پھر سیدنا ابوذرؓ نے آپ (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) کی باتیں سنیں اور اسی جگہ مسلمان ہوئے اور رسول اللہ (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) نے فرمایا کہ اپنی قوم کے پاس جا اور ان کو دین کی خبر کر یہاں تک کہ میرا حکم تجھے پہنچے۔ سیدنا ابوذرؓ نے کہا کہ قسم اس کی جس کے ہاتھ میں میری جان ہے کہ میں تو یہ بات

(یعنی دین قبول کرنے کی) مکہ والوں کو پکار کر سنا دوں گا۔ پھر سیدنا ابوذرؓ نکل کر مسجد میں آئے اور چلا کر بولے کہ ''میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ کے سوا کوئی معبودِ برحق نہیں ہے اور محمد (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) اللہ کے سچے رسول ہیں''۔ لوگوں نے ان پر حملہ کیا اور ان کو مارتے مارتے لٹا دیا۔ سیدنا عباسؓ وہاں آئے اور سیدنا ابوذرؓ پر جھکے اور لوگوں سے کہا کہ تمہاری خرابی ہو تم نہیں جانتے کہ یہ شخص (قومِ) غفار کا ہے اور تمہارا سوداگری کا راستہ شام کی طرف (قومِ) غفار کے ملک پر سے ہے (تو وہ تمہاری تجارت بند کر دیں گے)۔ پھر سیدنا ابوذرؓ کو ان لوگوں سے چھڑا لیا۔ سیدنا ابوذرؓ نے دوسرے دن پھر ویسا ہی کیا اور لوگ دوڑے اور مارا اور سیدنا عباسؓ آئے اور انہیں چھڑا لیا۔

باب: سیدنا ابوموسیٰ اشعریؓ کی فضیلت کا بیان۔

1706: سیدنا ابوموسیٰ اشعریؓ کہتے ہیں کہ میں نبی (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) کے پاس تھا اور آپ (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) اس وقت مکہ اور مدینہ کے درمیان (مقامِ) جعرانہ میں تھے اور آپ (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) کے ساتھ سیدنا بلالؓ تھے پس رسول اللہ (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) کے پاس ایک دیہاتی آیا اور کہا کہ یا رسول اللہ! آپ میرے ساتھ اپنا وعدہ پورا نہیں کرتے؟ آپ (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) نے فرمایا کہ خوش ہو جا۔ وہ بولا کہ آپ بہت فرماتے ہیں کہ خوش ہو جا۔ پھر آپ (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) سیدنا ابوموسیٰ اور سیدنا بلال رضی اللہ عنہما کی طرف غصے کی حالت میں متوجہ ہوئے اور فرمایا کہ اس نے خوشخبری کو رد کیا اور تم قبول کرو۔ دونوں نے کہا کہ یا رسول اللہ ہم نے قبول کیا۔ پھر آپ (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) نے پانی کا ایک پیالہ منگوایا اور دونوں ہاتھ اور منہ اس میں دھوئے اور اس میں لعاب دہن ڈال کر دونوں سے کہا کہ اس پانی کو پی لو اور اپنے منہ اور سینے پر ڈالو اور خوش ہو جاؤ۔

ان دونوں نے پیالہ لے کر ایسا ہی کیا۔ اُمّ المؤمنین اُمّ سلمہ رضی اللہ عنہا نے ان کو پردہ کی آڑ سے آواز دی کہ برتن میں سے اپنی ماں کے لئے بھی کچھ پانی بچالاؤ۔ پس ان دونوں نے اس برتن میں کچھ پانی ان کے لئے بچا دیا۔

باب: سیدنا ابوموسیٰ اور ابو عامر اشعری رضی اللہ عنہما کی فضیلت کا بیان۔

1707: سیدنا ابو بردہ اپنے والد سیدنا ابوموسیٰؓ سے روایت کرتے ہیں کہ جب رسول اللہ (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) حنین کی لڑائی سے فارغ ہوئے تو سیدنا ابو عامرؓ کو لشکر دے کر اوطاس پر بھیجا تو ان کا مقابلہ درید بن الصمہ سے ہوا۔ پس درید بن الصمہ قتل کر دیا گیا اور اس کے ساتھ والوں کو اللہ تعالیٰ نے شکست سے ہمکنار کر دیا۔ سیدنا ابوموسیٰؓ نے کہا کہ مجھے بھی رسول اللہ (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) نے سیدنا ابو عامرؓ کے ساتھ بھیجا تھا۔ پھر بنی جشم کے ایک شخص کا ایک تیر سیدنا ابو عامرؓ کو گھٹنے میں لگا اور وہ ان کے گھٹنے میں جم گیا۔ میں ان کے پاس گیا اور پوچھا کہ اے چچا! تمہیں یہ تیر کس نے مارا؟ انہوں نے کہا کہ اس شخص نے مجھے قتل کیا اور اسی شخص نے مجھے تیر مارا ہے۔ سیدنا ابوموسیٰؓ نے کہا کہ میں نے اس شخص کا پیچھا کیا اور اس سے جا ملا۔ اس نے جب مجھے دیکھا تو پیٹھ موڑ کر بھاگ کھڑا ہو۔ میں اس کے پیچھے ہوا اور میں نے کہنا شروع کیا کہ اے بے حیا! کیا تو عرب نہیں ہے؟ ٹھہرتا نہیں ہے؟ پس وہ رک گیا۔ پھر میرا اس کا مقابلہ ہوا، اس نے بھی وار کیا اور میں نے بھی وار کیا، آخر میں نے اس کو تلوار سے مار ڈالا۔ پھر لوٹ کر ابو عامرؓ کے پاس آیا اور کہا کہ اللہ نے تمہارے قاتل کو قتل کروا دیا۔ ابو عامرؓ نے کہا کہ اب یہ تیر نکال لے میں نے اس کو نکالا تو تیر کی جگہ سے پانی نکلا (خون نہ نکلا شاید وہ تیر زہر آلود تھا)۔ ابو عامر نے کہا کہ اے میرے بھتیجے! تو رسول اللہ (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) کے پاس جا کر میری طرف سے سلام کہہ اور یہ کہنا کہ ابو عامر کی بخشش کی دعا کیجئے۔ سیدنا ابوموسیٰؓ نے کہا

کہ ابو عامرؓ نے مجھے لوگوں کا سردار کر دیا اور وہ تھوڑی دیر زندہ رہے، پھر فوت ہو گئے۔ جب میں لوٹ کر رسول اللہ (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) کے پاس آیا تو آپ (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) ایک کوٹھڑی میں بان کے (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) یک پلنگ پر تھے جس پر فرش تھا (صحیح روایت یہ ہے کہ فرش نہ تھا) اور بان کا نشان آپ (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) کی پیٹھ اور پہلوؤں پر بن گیا تھا۔ میں نے کہا کہ ابو عامر نے آپ (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) سے یہ درخواست کی تھی کہ میرے لئے دعا کیجئے۔ پس رسول اللہ (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) نے پانی منگوایا کر وضو کیا، پھر دونوں ہاتھ اٹھائے اور فرمایا کہ اے اللہ! عبید ابو عامر کو بخش دے (عبید بن سلیم ان کا نام تھا) یہاں تک کہ میں نے آپ (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) کی دونوں بغلوں کی سفیدی دیکھی۔ پھر فرمایا کہ اے اللہ! ابو عامر کو قیامت کے دن بہت سے لوگوں کا سردار کرنا۔ میں نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ! اور میرے لئے بھی بخشش کی دعا فرمایئے تو آپ (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) نے فرمایا کہ اے اللہ! عبداللہ بن قیس کے گناہ بھی بخش دے اور قیامت کے دن اس کو عزت کے مکان میں لے جا۔ ابو بردہؓ نے کہا کہ ایک دعا ابو عامر کے لئے کی اور ایک دعا ابوموسیٰ کے لئے کی۔ رضی اللہ عنہما۔

باب: سیدنا ابو ہریرہ دوسیؓ کی فضیلت کا بیان۔

1708: سیدنا ابو ہریرہؓ کہتے ہیں کہ میں اپنی والدہ کو اسلام کی طرف بلاتا تھا اور وہ مشرک تھی۔ ایک دن میں نے اس کو مسلمان ہونے کو کہا تو اس نے رسول اللہ (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) کے حق میں وہ بات سنائی جو مجھے ناگوار گزری۔ میں رسول اللہ (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) کے پاس روتا ہوا آیا اور عرض کیا کہ میں اپنی والدہ کو اسلام کی طرف بلاتا تھا وہ نہ مانتی تھی، آج اس نے آپ (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) کے حق میں مجھے وہ بات سنائی جو مجھے ناگوار ہے تو آپ (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) اللہ تعالیٰ

سے دعا کیجئے کہ وہ ابو ہریرہ کی ماں کو ہدایت دیدے۔ رسول اللہ (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) نے فرمایا کہ اے اللہ! ابو ہریرہ کی ماں کو ہدایت کردے۔ میں رسول اللہ (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) کی دعا سے خوش ہو کر نکلا۔ جب گھر پر آیا اور دروازہ پر پہنچا تو وہ بند تھا۔ میری ماں نے میرے پاؤں کی آواز سنی۔ اور بولی کہ ذرا ٹھہرا رہ۔ میں نے پانی کے گرنے کی آواز سنی غرض میری ماں نے غسل کیا اور اپنا کرتہ پہن کر جلدی سے اوڑھنی اوڑھی، پھر دروازہ کھولا اور بولی کہ اے ابو ہریرہ! ''میں گواہی دیتی ہوں کہ اللہ کے سوا کوئی معبودِ برحق نہیں ہے اور میں گواہی دیتی ہوں کہ محمد (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) اللہ کے بندے اور اس کے رسول ہیں''۔ سیدنا ابو ہریرہؓ کہتے ہیں کہ میں رسول اللہ (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) کے پاس خوشی سے روتا ہوا آیا اور عرض کیا کہ یا رسول اللہ! خوش ہو جائیے اللہ تعالیٰ نے آپ (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) کی دعا قبول کی اور ابو ہریرہ کی ماں کو ہدایت کی تو آپ (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) نے اللہ تعالیٰ کی تعریف اور اس کی صفت کی اور بہتر بات کہی۔ میں نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ! اللہ عزوجل سے دعا کیجئے کہ میری اور میری ماں کی محبت مسلمانوں کے دلوں میں ڈال دے۔ اور ان کی محبت ہمارے دلوں میں ڈال دے۔ تب رسول اللہ (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) نے فرمایا کہ اے اللہ! اپنے بندوں کی یعنی ابو ہریرہ اور ان کی ماں کی محبت اپنے مومن بندوں کے دلوں میں ڈال دے اور مومنوں کی محبت ان کے دلوں میں ڈال دے۔ پھر کوئی مومن ایسا پیدا نہیں ہوا جس نے مجھے سنا ہو یا دیکھا ہو مگر اس نے مجھ سے محبت رکھی۔

1709: عروہ بن زبیر سے روایت ہے کہ اُمّ المؤمنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے کہا کہ تم ابو ہریرہ پر تعجب نہیں کرتے؟ وہ آئے اور میرے حجرے کے ایک طرف بیٹھ کر رسول اللہ (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) سے حدیث بیان کرنے لگے میں سن رہی

تھی لیکن میں نفل پڑھ رہی تھی اور وہ میرے فارغ ہونے سے پہلے چل دیئے۔ (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) گر میں ان کو پاتی تو ان کا رد کرتی، کیونکہ رسول اللہ (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) اس طرح سے جلدی جلدی باتیں نہیں کرتے تھے جیسے تم کرتے ہو۔

ابن شہاب نے ابن مسیّب سے کہا کہ بیشک سیدنا ابو ہریرہؓ نے کہا کہ لوگ کہتے ہیں کہ ابو ہریرہ نے بہت حدیثیں بیان کیں اور اللہ تعالیٰ جانچنے والا ہے اور یہ بھی کہتے ہیں کہ مہاجرین اور انصار ابو ہریرہ کی طرح حدیثیں کیوں نہیں بیان کرتے؟ عنقریب میں تم سے اس کا سبب بیان کرتا ہوں۔ میرے انصاری بھائی جو تھے وہ اپنی زمین کی خدمت میں مشغول رہتے اور جو مہاجرین تھے، وہ بازار کے معاملوں میں اور میں اپنا پیٹ بھر کر رسول اللہ (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) کے ساتھ رہتا۔ پس میں حاضر رہتا اور وہ غائب رہتے اور میں یاد رکھتا اور وہ بھول جاتے اور رسول اللہ (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) نے ایک دن فرمایا کہ تم میں سے کون اپنا کپڑا بچھاتا ہے اور میری حدیث سن کر پھر اس کو اپنے سینے سے لگائے تو جو بات سنے گا وہ نہ بھولے گا؟ میں نے اپنی چادر بچھا دی یہاں تک کہ آپ (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) حدیث سے فارغ ہوئے۔ پھر میں نے اس چادر کو سینے سے لگا لیا۔ اس دن سے میں کسی بات کو جو کہ آپ (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) نے بیان کی، نہیں بھولا اور اگر یہ دو آیتیں نہ ہوتیں جو کہ قرآن مجید میں اتری ہیں تو میں کسی سے کوئی حدیث بیان نہ کرتا کہ ''جو لوگ چھپاتے ہیں جو ہم نے نشانیاں اتاریں اور ہدایت کی باتیں، تو ان پر لعنت ہے ..... '' آخر تک۔

باب: سیدنا ابو دجانہ سماک بن خرشہؓ کی فضیلت کا بیان۔

1710: سیدنا انسؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) نے اُحد

کے دن تلوار پکڑی اور فرمایا کہ یہ مجھ سے کون لیتا ہے؟ لوگوں نے ہاتھ پھیلائے اور ہر ایک کہتا تھا کہ میں لوں گا میں لوں گا۔ آپ (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) نے فرمایا کہ اس کا حق کون ادا کرے گا؟ یہ سنتے ہی لوگ پیچھے ہٹے (کیونکہ احد کے دن کافروں کا غلبہ تھا) سیدنا سماک بن خرشہ ابو دجانہؓ نے کہا کہ میں اس کا حق ادا کروں گا۔ پھر انہوں نے اس کو لے لیا اور مشرکوں کے سر اس تلوار سے چیرے۔

باب: سیدنا ابوسفیان صخر بن حربؓ کی فضیلت کا بیان۔

1711: ابوزمیل کہتے ہیں کہ مجھ سے سیدنا ابن عباسؓ نے بیان کیا اور کہا کہ مسلمان ابوسفیان کی طرف دھیان نہ کرتے تھے اور نہ اس کے ساتھ بیٹھتے تھے (کیونکہ ابوسفیان کئی مرتبہ نبی (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) سے لڑا تھا اور مسلمانوں کا سخت دشمن تھا)۔ ایک بار وہ رسول اللہ (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) سے بولا کہ اے نبی اللہ! تین باتیں مجھے عطا فرمائیے۔ آپ (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) نے فرمایا کہ اچھا۔ ابوسفیان نے کہا کہ میرے پاس وہ عورت ہے کہ تمام عربوں میں حسین اور خوبصورت ہے، اُمّ حبیبہ میری بیٹی، میں اس کا نکاح آپ (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) سے کر دیتا ہوں۔ آپ (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) نے فرمایا اچھا۔ دوسری یہ کہ میرے بیٹے معاویہ کو اپنا منشی بنائیے۔ آپ (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) نے فرمایا کہ اچھا۔ تیسرے مجھ کو کافروں سے لڑنے کا حکم دیجئے (جیسے اسلام سے پہلے) مسلمانوں سے لڑتا تھا، تو آپ (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) نے فرمایا کہ اچھا۔ ابوزمیل نے کہا کہ اگر وہ ان باتوں کا سوال آپ (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) سے نہ کرتے تو آپ (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) نہ دیتے اس لئے کہ (آپ (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) کی عادت تھی) کہ جب آپ سے کوئی سوال کیا جاتا تو آپ (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) ہاں ہی کرتے تھے۔

باب: سیدنا جلیبیبؓ کی فضیلت کا بیان۔

1712: سیدنا ابو برزہؓ سے روایت ہے کہ نبی (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) ایک جہاد میں تھے، اللہ تعالیٰ نے آپ (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) کو (فتح کے ساتھ) مال غنیمت دیا۔ آپ (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) نے اپنے لوگوں سے فرمایا کہ تم میں سے کوئی غائب تو نہیں ہے؟ لوگوں نے عرض کیا کہ ہاں فلاں فلاں فلاں شخص غائب ہیں۔ پھر آپ (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) نے پوچھا کہ کوئی اور تو غائب نہیں ہے؟ لوگوں نے کہا کہ فلاں فلاں فلاں شخص غائب ہیں۔ پھر آپ (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) نے فرمایا کہ اور تو کوئی غائب نہیں ہے؟ لوگوں نے عرض کیا کہ کوئی نہیں۔ آپ (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) نے فرمایا کہ میں جلیبیبؓ کو نہیں دیکھتا۔ لوگوں نے ان کو مُردوں میں ڈھونڈا تو ان کی لاش سات لاشوں کے پاس پائی گئی جن کو سیدنا جلیبیب نے مارا تھا۔ وہ سات کو مار کر شہید ہو گئے۔ رسول اللہ (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) ان کے پاس آئے اور وہاں کھڑے ہو کر پھر فرمایا کہ اس نے سات آدمیوں کو مارا، اس کے بعد خود مارا گیا۔ یہ مجھ سے ہے اور میں اس سے ہوں۔ پھر آپ (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) نے اس کو اپنے دونوں ہاتھوں پر رکھا اور صرف آپ (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) کے ہاتھ ہی اس کی چارپائی تھے۔ اس کے بعد قبر کھدوا کر اس میں رکھ دیا۔ اور راوی نے غسل کا بیان نہیں کیا۔

باب: سیدنا حسان بن ثابتؓ کی فضیلت کا بیان۔

1713: سیدنا ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ سیدنا عمر بن خطابؓ سیدنا حسانؓ کے پاس سے گزرے اور وہ مسجد میں شعر پڑھ رہے تھے (معلوم ہوا کہ اشعار جو اسلام کی تعریف اور کافروں کی برائی یا جہاد کی ترغیب میں ہو مسجد میں پڑھنا درست ہے)۔

سیدنا عمرؓ نے ان کی طرف (غصہ سے) دیکھا۔ سیدنا حسانؓ نے کہا کہ میں تو مسجد میں (اس وقت بھی) شعر پڑھتا تھا جب تم سے بہتر شخص (یعنی نبی ا) موجود تھے۔ پھر سیدنا ابو ہریرہؓ کی طرف دیکھا اور کہا کہ میں تمہیں اللہ کی قسم دیتا ہوں کہ تم نے رسول اللہ (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) سے سنا ہے؟ آپ (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) فرماتے تھے کہ اے حسان! میری طرف سے جواب دے، اے اللہ اس کی روح القدس (جبریلؑ) سے مدد کر۔ سیدنا ابو ہریرہؓ نے کہا ہاں میں نے سنا ہے یا اللہ تو جانتا ہے۔

1714: سیدنا براء بن عازبؓ کہتے ہیں میں نے رسول اللہ (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) سے سنا، آپ (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) سیدنا حسان بن ثابتؓ سے فرماتے تھے کہ (کافروں کی) ہجو کر اور جبرئیل تیرے ساتھ ہیں۔ (کسی کی برائی بیان کرنے کو ہجو کہتے ہیں)۔

1715: مسروق کہتے ہیں کہ میں اُمّ المؤمنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کے پاس گیا تو ان کے پاس سیدنا حسان بن ثابتؓ بیٹھے اپنی غزل میں سے ایک شعر سنا رہے تھے جو چند بیتوں کی انہوں نے کہی تھی۔ وہ شعر یہ ہے کہ: ''پاک ہیں اور عقل والی ان پہ کچھ تہمت نہیں۔ صبح کو اٹھتی ہیں بھوکی غافلوں کے گوشت سے'' (یعنی کسی کی غیبت نہیں کرتیں کیونکہ غیبت کرنا گویا اس کا گوشت کھانا ہے)۔ اُمّ المؤمنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے سیدنا حسانؓ سے کہا کہ لیکن تو ایسا نہیں ہے (یعنی تو لوگوں کی غیبت کرتا ہے)۔ مسروق نے کہا کہ میں نے اُمّ المؤمنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے کہا کہ آپ حسانؓ کو اپنے پاس کیوں آنے دیتی ہو حالانکہ اللہ تعالیٰ نے ان کی شان میں فرمایا ہے کہ ''وہ شخص جس نے ان میں سے بڑی بات (یعنی اُمّ المؤمنین عائشہ صدیقہؓ پر تہمت لگانے) کا بیڑا اٹھایا اس کے واسطے بڑا عذاب ہے۔ (حسان

بن ثابتؓ ان لوگوں میں شریک تھے جنہوں نے اُمّ المؤمنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا پر تہمت لگائی تھی۔ پھر آپ (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) نے ان کو حد لگائی) اُمّ المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا کہ اس سے زیادہ عذاب کیا ہوگا کہ وہ نابینا ہوگیا ہے اور کہا کہ وہ رسول اللہ (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) کی طرف سے کافروں کی جوابدہی کرتا تھا یا ہجو کرتا تھا۔ (اس لئے اس کو اپنے پاس آنے کی اجازت دیتی ہوں)۔

1716: اُمّ المؤمنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) نے فرمایا: قریش کی ہجو کرو کیونکہ ہجو ان کو تیروں کی بوچھاڑ سے زیادہ ناگوار ہے۔ پھر آپ (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) نے ایک شخص کو سیدنا ابن رواحہؓ کے پاس بھیجا اور فرمایا کہ قریش کی ہجو کرو۔ انہوں نے ہجو کی لیکن آپ (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) کو پسند نہ آئی۔ پھر سیدنا کعب بن مالکؓ کے پاس بھیجا۔ پھر سیدنا حسان بن ثابتؓ کے پاس بھیجا۔ جب سیدنا حسان آپ (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) کے پاس آئے تو انہوں نے کہا کہ تم پر وہ وقت آ گیا کہ تم نے اس شیر کو بلا بھیجا جو اپنی دُم سے مارتا ہے (یعنی اپنی زبان سے لوگوں کو قتل کرتا ہے گویا میدانِ فصاحت اور شعر گوئی کے شیر ہیں)۔ پھر اپنی زبان باہر نکالی اور اس کو ہلانے لگے اور عرض کیا کہ قسم اس کی جس نے آپ (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) کو سچا پیغمبر کر کے بھیجا ہے میں کافروں کو اپنی زبان سے اس طرح پھاڑ ڈالوں گا جیسے چمڑے کو پھاڑ ڈالتے ہیں۔ رسول اللہ (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) نے فرمایا کہ اے حسان! جلدی مت کر! کیونکہ ابوبکرؓ قریش کے نسب کو بخوبی جانتے ہیں اور میرا بھی نسب قریش ہی ہیں، تو وہ میرا نسب تجھے علیحدہ کر دیں گے۔ پھر حسان سیدنا ابوبکرؓ کے پاس آئے، پھر اس کے بعد لوٹے اور عرض کیا کہ یا رسول اللہ! سیدنا ابوبکرؓ نے آپ (صلی اللہ علیہ والہ وسلم)

کانسب مجھ سے بیان کر دیا ہے، قسم اس کی جس نے آپ (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) کو سچا پیغمبر کر کے بھیجا، میں آپ (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) کو قریش میں سے ایسا نکال لوں گا جیسے بال آٹے میں سے نکال لیا جاتا ہے۔ اُمّ المؤمنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں کہ میں نے رسول اللہ (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) سے سنا، آپ (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) حسان سے فرماتے تھے کہ روح القدس ہمیشہ تیری مدد کرتے رہیں گے جب تک تو اللہ اور اس کے رسول (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) کی طرف سے جواب دیتا رہے گا۔ اور اُمّ المؤمنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے کہا کہ میں نے رسول اللہ (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) سے سنا، آپ (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) فرماتے تھے کہ حسان نے قریش کی ہجو کی تو مومنوں کے دلوں کو شفا دی اور کافروں کی عزتوں کو تباہ کر دیا۔ حسان نے کہا کہ

تو نے محمد (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) کی بُرائی کی تو میں نے اس کا جواب دیا اور اللہ تعالیٰ اس کا بدلہ دے گا۔

تو نے محمد (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) کی بُرائی کی جو نیک اور پرہیز گار ہیں، اللہ تعالیٰ کے رسول (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) ہیں اور وفاداری ان کی خصلت ہے۔

میرے باپ دادا اور میری آبرو محمد (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) کی آبرو بچانے کے لئے قربان ہیں۔

اگر کداء (مکہ کے دروازہ پر گھاٹی) کے دونوں جانب سے غبار اڑتا ہو نہ دیکھو تو میں اپنی جان کو کھوؤں۔

ایسی اونٹنیاں جو باگوں پر زور کریں گی اور اپنی قوت اور طاقت سے اوپر چڑھتی ہوئیں، انکے کندھوں پر وہ برچھے ہیں جو باریک ہیں یا خون کی پیاسی ہیں

اور ہمارے گھوڑے دوڑتے ہوئے آئیں گے، انکے منہ عورتیں اپنے دوپٹوں سے

پوچھتی ہیں۔
اگر تم ہم سے نہ بولو تو ہم عمرہ کرلیں گے اور فتح ہو جائے گی اور پردہ اٹھ جائے گا۔
نہیں تو اس دن کی مار کے لئے صبر کرو جس دن اللہ تعالیٰ جس کو چاہے گا عزت دے گا۔
اور اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ میں نے ایک لشکر تیار کیا ہے جو انصار کا لشکر ہے، جس کا کھیل کافروں سے مقابلہ کرنا ہے۔
اور اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ میں نے ایک بندہ بھیجا جو سچ کہتا ہے اس کی بات میں کچھ شبہہ نہیں ہے۔
ہم تو ہر روز ایک نہ ایک تیاری میں ہیں، گالی گلوچ ہے کافروں سے یا لڑائی ہے یا کافروں کی ہجو ہے۔
تم میں سے جو کوئی اللہ کے رسول (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) کی ہجو کرے اور ان کی تعریف کرے یا مدد کرے وہ سب برابر ہیں۔
جبرائیل اللہ کے رسول ہم میں ہیں اور روح القدس جن کا کوئی مثل نہیں ہے۔

باب: سیدنا جریر بن عبداللہ بجلیؓ کی فضیلت کا بیان۔

1717: سیدنا جریرؓ کہتے ہیں کہ جب سے میں مسلمان ہوا ہوں رسول اللہ (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) نے مجھے کبھی (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) ندر آنے سے نہیں روکا، اور مجھے کبھی نہیں دیکھا مگر آپ (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) اپنے چہرے پر مسکراہٹ لئے ہوئے ہوتے تھے (یعنی خندہ روئی اور کشادہ پیشانی سے ملتے تھے)۔
1718: سیدنا جریرؓ کہتے ہیں کہ مجھ سے رسول اللہ نے فرمایا کہ اے جریر! تو مجھے ذوالخلصہ سے آرام نہیں دیتا؟ اور ذوالخلصہ (قبیلہ) خثعم کا ایک بت خانہ تھا اس کو کعبہ یمانی بھی کہتے تھے۔ سیدنا جریرؓ نے کہا کہ میں ڈیڑھ سو سوار لے کر وہاں

گیا اور میں گھوڑے پر نہیں جمتا تھا تو میں نے رسول اللہ (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) سے یہ بیان کیا تو آپ (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) نے اپنا ہاتھ میرے سینے پر مارا اور فرمایا کہ اے اللہ اس کو جما دے اور اس کو راہ دکھانے والا، راہ پایا ہوا کر دے۔ پھر سیدنا جریرؓ گئے اور ذوالخلصہ کو آگ سے جلا دیا۔ اس کے بعد ایک شخص جس کا نام ابو ارطاۃ تھا خوشخبری کے لئے رسول اللہ (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) کے پاس روانہ کیا۔ وہ آپ (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) کے پاس آیا اور کہنے لگا کہ ہم ذوالخلصہ کو خارشی اونٹ کی طرح چھوڑ کر آئے (خارشی اونٹ پر کالا روغن ملتے ہیں مطلب یہ ہے کہ وہ بھی جل کر کالا ہو گیا تھا)۔ رسول اللہ (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) نے (قبیلہ) احمس کے گھوڑوں اور مردوں کے لئے پانچ مرتبہ برکت کی دعا کی۔

باب: اصحابِ شجرہؓ کی فضیلت کا بیان۔

1719: سیدہ اُمّ مبشر رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ انہوں نے نبی (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) سے سنا، آپ (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) اُمّ المؤمنین حفصہ رضی اللہ عنہا کے پاس فرماتے تھے کہ ان شاء اللہ اصحابِ شجرہ میں سے کوئی جہنم میں نہ جائے گا۔ یعنی جن لوگوں نے درخت کے نیچے بیعت کی۔ انہوں نے کہا کہ یا رسول اللہ! کیوں نہ جائیں گے؟ آپ (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) نے ان کو جھڑکا۔ حفصہ رضی اللہ عنہا نے کہا کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ ''کوئی تم میں سے ایسا نہیں جو جہنم پر سے نہ جائے'' (مریم: 71) پس نبی (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) نے فرمایا کہ بیشک اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ ''پھر ہم پرہیزگاروں کو نجات دیں گے اور ظالموں کو ان کے گھٹنوں کے بل اس میں چھوڑ دیں گے'' (مریم: 72)۔

باب: شہدائے بدر کی فضیلت کا بیان۔

1720: سیدنا علیؓ نے کہا کہ ہمیں یعنی رسول اللہ (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) نے مجھے، سیدنا زبیر صاور سیدنا مقدادؓ کو روضہ خاخ مقام پر بھیجا اور فرمایا کہ جاؤ اور وہاں تمہیں ایک عورت اونٹ پر سوار ملے گی، اس کے پاس ایک خط ہے وہ اس سے لے کر آؤ۔ ہم گھوڑے دوڑاتے ہوئے چلے اچانک وہ عورت ہمیں ملی تو ہم نے اس سے کہا کہ خط نکال۔ وہ بولی کہ میرے پاس تو کوئی خط نہیں ہے۔ ہم نے کہا کہ خط نکال یا اپنے کپڑے اتار۔ پس اس نے وہ خط اپنے جُوڑے سے نکالا۔ ہم وہ خط رسول اللہ (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) کے پاس لے کر آئے، اس میں لکھا تھا حاطب بن ابی بلتعہ کی طرف سے مکہ کے بعض مشرکین کے نام (اور اس میں) رسول اللہ (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) کی بعض باتوں کا ذکر تھا (ایک روایت میں ہے کہ حاطب نے اس میں رسول اللہ (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) کی تیاری اور فوج کی آمادگی اور مکہ کی روانگی سے کافروں کو مطلع کیا تھا) آپ (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) نے فرمایا کہ اے حاطب! تو نے یہ کیا کیا؟ وہ بولے کہ یا رسول اللہ! آپ جلدی نہ فرمائیے (یعنی فوراً بولے کہ مجھے سزا نہ دیجئے میرا حال سن لیجئے)، میں قریش سے ملا ہوا ایک شخص تھا یعنی ان کا حلیف تھا اور قریش میں سے نہ تھا اور آپ (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) کے مہاجرین جو ہیں ان کے رشتہ دار قریش میں بہت ہیں جن کی وجہ سے (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) ان کے گھر بار کا بچاؤ ہوتا ہے تو میں نے یہ چاہا کہ میرا ناتا تو قریش سے نہیں ہے، میں بھی ان کا کوئی کام ایسا کر دوں جس سے میرے اہل و عیال والوں کا بچاؤ کریں گے اور میں نے یہ کام اس وجہ سے نہیں کیا کہ میں کافر ہو گیا ہوں یا مرتد ہو گیا ہوں اور نہ مسلمان ہونے کے بعد کفر سے خوش ہو کر کیا ہے۔ رسول اللہ (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) نے فرمایا کہ حاطب نے سچ کہا۔ سیدنا عمرؓ نے کہ

کہ یارسول اللہ! آپ چھوڑیئے میں اس منافق کی گردن ماروں۔آپ (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) نے فرمایا کہ یہ تو بدر کی لڑائی میں شریک تھا اور تو نہیں جانتا کہ اللہ تعالیٰ نے بدر والوں کو جھانکا اور فرمایا کہ تم جو اعمال چاہو کرو (بشرطیکہ کفر تک نہ پہنچیں) میں نے تمہیں بخش دیا۔تب اللہ تعالیٰ نے یہ آیت اتاری کہ ''اے ایمان والو! میرے اور اپنے دشمنوں کو دوست مت بناؤ''۔(الممتحنۃ:1)۔

باب:قریش،انصار اور ان کے علاوہ کی فضیلت کا بیان۔

1721:سیدنا ابوہریرہؓ کہتے ہیں کہ رسول اللہ (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) نے فرمایا: قریش،انصار،مزینہ،جہینہ،اسلم،غفار اور اشجع (سارے قبائل) دوست ہیں اور سوا اللہ تعالیٰ کے اور اس کے رسول (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) کے ان کا کوئی حمایتی نہیں۔

باب:قریش کی عورتوں (کی فضیلت) کا بیان۔

1722:سیدنا ابوہریرہؓ کہتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) سے سنا کہ آپ فرماتے تھے کہ قریش کی عورتیں بہترین عورتیں ہیں جو اونٹوں پر سوار ہوئیں بچے پر سب سے زیادہ مہربان (جب وہ چھوٹا ہو) اور اپنے خاوند کے مال کی بڑی نگہبان ہیں۔(راوی کہتے ہیں کہ) سیدنا ابوہریرہؓ کہا کرتے تھے کہ سیدہ مریم بنت عمران رضی اللہ عنہا کبھی اونٹ پر نہیں چڑھیں۔

باب:انصار ث کے فضائل کا بیان۔

1723:سیدنا جابرؓ کہتے ہیں کہ یہ آیت کہ ''جب تم میں سے دو گروہوں نے ہمت ہار دینے کا قصد کیا اور اللہ ان دونوں کا دوست ہے'' (آلِ عمران:122) ہم لوگوں یعنی بنی سلمہ اور بنی حارثہ کے بارے میں اتری۔اور ہم نہیں چاہتے کہ یہ آیت نہ اترتی،کیونکہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ ''اور اللہ ان دونوں کا دوست ہے''۔

1724: سیدنا زید بن ارقمؓ کہتے ہیں کہ رسول اللہ (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) نے فرمایا: اے اللہ! انصار کو بخش دے اور انصار کے بیٹوں کو اور پوتوں کو (بھی معاف فرما دے)۔

1725: سیدنا انسؓ سے روایت ہے کہ نبی (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) نے بچوں اور عورتوں کو شادی سے آتے ہوئے دیکھا تو آپ (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) سامنے کھڑے ہوئے اور فرمایا کہ اے لوگو! تم سب لوگوں سے زیادہ مجھے محبوب ہو۔ اے لوگو! تم سب لوگوں سے زیادہ مجھے محبوب ہو۔ یعنی انصار کے لوگوں سے فرمایا۔

1725م: سیدنا انسؓ کہتے ہیں کہ انصار کی ایک عورت رسول اللہ (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) کے پاس آئی تو آپ (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) نے اس سے تنہائی کی (شاید وہ محرم ہو گی جیسے اُمّ سلیم تھیں یا اُمّ حرام تھیں یا تنہائی سے مراد یہ ہے کہ اس نے علیحدہ سے کوئی بات آپ (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) سے پوچھی) اور فرمایا کہ قسم اس کی جس کے ہاتھ میں میری جان ہے کہ تم سب لوگوں سے زیادہ مجھے محبوب ہو۔ تین بار یہ فرمایا۔

1726: سیدنا انسؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) نے انصار کی بخشش کے لئے اور انصار کی اولاد اور ان کے غلاموں کے لئے بھی بخشش کی دعا کی۔

1727: سیدنا انسؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) نے فرمایا: انصار میری انتڑیاں اور میری گٹھڑیاں ہیں (کپڑا رکھنے کی یعنی میرے خاص معتمد اور اعتباری لوگ ہیں)۔ اور لوگ بڑھتے جائیں گے اور انصار گھٹتے جائیں گے، پس ان کی نیکی کو قبول کرو اور ان کی بُرائی سے درگزر کرو۔

باب: انصار کے گھروں میں بھلائی ہونے کا بیان۔

1728: سیدنا ابواسید انصاریؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) نے فرمایا: انصار میں بہتر گھر بنی نجار کا ہے، پھر بنی عبدالاشہل کا پھر بنی حارث بن خزرج کا، پھر بنی ساعدہ کا اور انصار کے ہر گھر میں بہتری ہے۔ ابوسلمہ نے کہا کہ سیدنا ابواسید نے کہا کہ کیا میں رسول اللہ (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) پر تہمت کرتا ہوں؟ اگر میں جھوٹا ہوتا تو اپنے (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) پنی قوم بنی ساعدہ کا نام لیتا۔ یہ خبر سیدنا سعد بن عبادہؓ کو پہنچی تو انہیں رنج ہوا اور وہ کہنے لگے کہ ہم پیچھے چھوڑ دیئے گئے ہم چاروں کے آخر میں ہوئے، میرے گدھے پر زین کسو کہ میں رسول اللہ کے پاس جاؤں گا۔ سیدنا سہلؓ کے بھتیجے نے ان سے کہا کہ تم رسول اللہ (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) کے پاس ان کی بات کا رد کرنے جاتے ہو حالانکہ آپ (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) خوب جانتے ہیں؟ کیا تمہیں یہ کافی نہیں ہے کہ چار میں سے چوتھے تم ہو؟ یہ سن کر سیدنا سعد لوٹے اور فرمایا کہ اللہ اور اس کا رسول (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) خوب جانتے ہیں اور گدھے سے زین کو کھول ڈالنے کا حکم دیا۔

باب: انصار سے اچھا برتاؤ کرنے کے متعلق۔

1729: سیدنا انس بن مالکؓ کہتے ہیں کہ میں سیدنا جریر بن عبداللہ بجلیؓ کے ساتھ سفر میں نکلا اور وہ میری خدمت کرتے تھے۔ میں نے کہا کہ تم میری خدمت مت کرو (کیونکہ تم بڑے ہو) انہوں نے کہا کہ میں نے انصار کو رسول اللہ (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) کے ساتھ جو کام کرتے دیکھا ہے تو قسم کھائی ہے کہ جب کسی انصار کے ساتھ ہوں گا تو اس کی خدمت کروں گا (یعنی انصار نے آپ کے ساتھ جو سلوک کیا ہے اور دشمن سے حفاظت کی ہے وغیرہ) اور سیدنا جریرؓ سیدنا انسؓ سے بڑے

تھے۔

باب: اشعریینؓ کے فضائل کے بارے میں۔

1730: سیدنا ابوموسیٰؓ کہتے ہیں کہ رسول اللہ (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) نے فرمایا: کہ میں اشعریوں کی آواز قرآن پڑھنے سے پہچان لیتا ہوں جب وہ رات کو آتے ہیں اور رات کو ان کی آواز سے ان کا ٹھکانہ بھی پہچان لیتا ہوں اگرچہ دن کو ان کا ٹھکانہ نہ دیکھا ہو جب وہ دن کو اترے ہوں۔ اور انہی لوگوں میں سے ایک شخص حکیم ہے کہ جب کافروں کے سواروں سے یا دشمنوں سے ملتا ہے تو ان سے کہتا ہے ہمارے لوگ تم سے کہتے ہیں کہ ذرا ہمیں فرصت دو یا تھوڑا انتظار کرو یعنی ہم بھی تیار ہیں لڑنے کو آتے ہیں (یعنی اپنے تئیں دانائی اور حکمت سے بچالیتا ہے کیونکہ دشمن یہ سمجھتے ہیں کہ یہ اکیلا نہیں ہے بلکہ اس کے ساتھ اور لوگ بھی ہیں)۔

1731: سیدنا ابوموسیٰؓ کہتے ہیں کہ رسول اللہ (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) نے فرمایا: بیشک اشعری قبیلہ کے لوگ جب لڑائی میں محتاج ہو جاتے ہیں یا مدینہ میں ان کے بیوی بچوں کا کھانا کم ہو جاتا ہے تو جو کچھ ان کے پاس ہوتا ہے اس کو ایک کپڑے میں اکٹھا کرتے ہیں، پھر آپس میں برابر بانٹ لیتے ہیں۔ یہ لوگ میرے ہیں اور میں ان کا ہوں (یعنی میں ان سے راضی ہوں اور ایسے اتفاق کو پسند کرتا ہوں)۔

باب: ''غفار'' اور ''اسلم'' قبائل کیلئے نبی (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) کی دعا۔

1732: سیدنا ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) نے فرمایا: اللہ تعالیٰ نے (قبیلہ) اسلم کو سلامت رکھا اور (قبیلہ) غفار کو بخشا اور یہ میں نہیں کہتا بلکہ اللہ عزوجل فرماتا ہے۔

1733: سیدنا خفاف بن ایماء غفاریؓ کہتے ہیں کہ رسول اللہ (صلی اللہ علیہ والہ

وسلم) نے اپنی نماز میں فرمایا کہ اے اللہ! بنی لحیان کو لعنت کر اور رعل کو، ذکوان اور عصیہ کو جنہوں نے اللہ تعالیٰ کی اور اس کے رسول (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) کی نافرمانی کی اور اللہ تعالیٰ نے (قبیلہ) غفار کو بخش دیا اور (قبیلہ) اسلم کو محفوظ کر دیا۔

باب: (قبیلہ) ''مزینہ''، ''جہینہ'' اور ''غفار'' کی فضیلت کا بیان۔

1734: سیدنا ابو بکرہؓ سے روایت ہے کہ اقرع بن حابسؓ رسول اللہ (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) کے پاس آئے اور کہا کہ حاجیوں کو لوٹنے والے (قبائل) اسلم، غفار، مزینہ اور جہینہ کے لوگوں نے بیعت کی۔ آپ (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) نے فرمایا کہ اگر (قبیلہ) اسلم، غفار، مزینہ اور جہینہ قبائل بنی تمیم، بنی عامر، اسد اور غطفان سے بہتر ہوں تو یہ لوگ (یعنی بنی تمیم وغیرہ) خسارے میں رہے اور نامراد ہوئے)؟ وہ بولا ہاں آپ (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) نے فرمایا کہ قسم ہے اس کی جس کے ہاتھ میں میری جان ہے، وہ ان سے بہتر ہے (یعنی (قبیلہ اسلم اور غفار وغیرہ قبیلہ بنی تمیم وغیرہ سے بہتر ہیں)۔

باب: جو بنو طئی کے بارے میں ذکر کیا گیا۔

1735: سیدنا عدی بن حاتمؓ کہتے ہیں کہ میں سیدنا عمر بن خطابؓ کے پاس آیا تو انہوں نے مجھ سے کہا کہ سب سے پہلا صدقہ جس نے رسول اللہ (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) اور آپ (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) کے اصحاب کے چہروں کو چمکا دیا (یعنی ان کو خوش کر دیا، قبیلہ) طئی کا صدقہ تھا۔ (اور کہا کہ) وہ صدقہ تم (یعنی عدی بن حاتم) رسول اللہ (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) کے پاس لیکر آئے تھے۔

باب: قبیلہ دوس کے متعلق جو کچھ ذکر کیا گیا۔

1736: سیدنا ابو ہریرہؓ کہتے ہیں کہ طفیلؓ اور ان کے ساتھی آئے اور کہنے لگے کہ

اے اللہ کے رسول! (قبیلہ) دوس نے کفر اختیار کیا ہے اور مسلمان ہونے سے انکار کیا تو دوس کے لئے بد دعاء کیجئے۔ کہا گیا کہ دوس کے لوگ تباہ ہوئے۔ آپ (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) نے فرمایا کہ اے اللہ! دوس کو ہدایت کر اور ان کو میرے پاس لے کر آ۔

باب: بنی تمیم کی فضیلت کے بارے میں۔

1737: ابو زرعہ کہتے ہیں کہ سیدنا ابو ہریرہؓ نے کہا کہ میں ہمیشہ (قبیلہ) بنی تمیم سے تین باتوں کی وجہ سے محبت رکھتا ہوں جو میں نے رسول اللہ (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) سے سنیں ہیں۔ میں نے آپ (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) کو فرماتے ہوئے سنا کہ وہ میری امت میں دجال پر سب سے زیادہ سخت ہیں اور ان کے صدقے آئے تو آپ (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) نے فرمایا کہ یہ ہماری قوم کے صدقے ہیں اور اس قبیلے کی ایک عورت اُمّ المؤمنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کے پاس قیدی تھی تو آپ (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) نے فرمایا کہ اس کو آزاد کر دے، یہ سیدنا اسماعیلؑ کی اولاد میں سے ہے۔

باب: نبی (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) کے اصحاب کے بھائی چارے کے متعلق۔

1738: سیدنا انسؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) نے سیدنا ابوعبیدہ الجراح اور سیدنا ابوطلحہ رضی اللہ عنہما میں بھائی چارہ کرا دیا۔

1739: عاصم احول کہتے ہیں کہ سیدنا انس بن مالکؓ سے کہا گیا کہ کیا آپ نے رسول اللہ (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) سے سنا ہے کہ اسلام میں حلف نہیں ہے؟ تو سیدنا انسؓ نے کہا کہ بیشک رسول اللہ (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) نے قریش اور انصار کے درمیان اپنے گھر میں حلف کرایا۔

﴿وضاحت: حلف قسم کو کہتے ہیں اس کا مطلب یہ ہے کہ کچھ لوگ کسی سے معاہدہ اور بھائی چارہ قائم کرتے تھے اور وہ ایک دوسرے کے وارث بنتے تھے لیکن اسلام نے وراثت کے اصول بتا دیئے ہیں کہ غیر آدمی کسی کا وارث نہیں بن سکتا۔ خلاصہ یہ ہے کہ اگر کسی سے حلف یا بھائی چارہ کیا جائے اور اس میں ورثہ لینے والی بات نہ ہو تو جائز ہے اور اسلام نے ایسے حلف کو مزید مضبوط کیا ہے۔ لیکن اگر وراثت میں شرکت کا معاملہ ہو تو اسلام نے اس حلف کو ختم کر دیا ہے﴾۔

1740: سیدنا جبیر بن مطعمؓ کہتے ہیں کہ رسول اللہ (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) نے فرمایا: اسلام میں حلف نہیں ہے (یعنی ایسا حلف جس میں وراثت وغیرہ تک میں شرکت ہو) اور جو قسم جاہلیت کے زمانے میں (نیک بات کے لئے) کی ہو، وہ اسلام سے اور مضبوط ہو گئی۔

باب: نبی (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) کا قول کہ میں اپنے صحابہ کرامؓ کے لئے بچاؤ ہوں اور میرے اصحاب میری امت کے لئے بچاؤ ہیں۔

1741: سیدنا ابو بردہ اپنے والدؓ سے روایت کرتے ہیں، انہوں نے کہا ہم نے مغرب کی نماز رسول اللہ (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) کے ساتھ پڑھی، پھر ہم نے کہا کہ اگر ہم بیٹھے رہیں یہاں تک کہ عشاء آپ (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) کے ساتھ پڑھیں تو بہتر ہو گا۔ پھر ہم بیٹھے رہے اور آپ (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) باہر تشریف لائے۔ آپ (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) نے فرمایا کہ تم یہیں بیٹھے رہے ہو؟ ہم نے عرض کیا کہ جی ہاں یا رسول (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) اللہ! ہم نے آپ (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) کے ساتھ نماز مغرب پڑھی، پھر ہم نے کہا کہ اگر ہم بیٹھے رہیں یہاں تک کہ عشاء کی نماز بھی آپ (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) کے ساتھ پڑھیں تو بہتر ہو گا۔ آپ

(صلی اللہ علیہ والہ وسلم) نے فرمایا کہ تم نے اچھا کیا یا ٹھیک کیا۔ پھر آپ (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) نے اپنا سر آسمان کی طرف اٹھایا اور آپ (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) اکثر اپنا سر آسمان کی طرف اٹھایا کرتے تھے، پھر فرمایا کہ ستارے آسمان کے بچاؤ ہیں، جب ستارے مٹ جائیں گے تو آسمان پر بھی جس بات کا وعدہ ہے وہ آجائے گی (یعنی قیامت آجائے گی اور آسمان بھی پھٹ کر خراب ہو جائے گا)۔ اور میں اپنے اصحاب کا بچاؤ ہوں۔ جب میں چلا جاؤں گا تو میرے اصحاب پر بھی وہ وقت آجائے گا جس کا وعدہ ہے (یعنی فتنہ اور فساد اور لڑائیاں)۔ اور میرے اصحاب میری امت کے بچاؤ ہیں۔ جب اصحاب چلے جائیں گے تو میری امت پر وہ وقت آجائیگا جس کا وعدہ ہے (یعنی اختلاف وانتشار وغیرہ)۔

باب: اس آدمی کے متعلق جس نے نبی (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) کو دیکھا یا جس نے اصحاب نبی (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) کو دیکھا یا جس نے اصحاب نبی (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) کے دیکھنے والوں کو دیکھا۔

1742: سیدنا ابوسعید خدریؓ کہتے ہیں کہ رسول اللہ (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) نے فرمایا: لوگوں پر ایک زمانہ آئے گا کہ آدمیوں کے جھنڈ جہاد کریں گے تو ان سے پوچھیں گے کہ کوئی تم میں سے وہ شخص ہے جس نے رسول اللہ (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) کو دیکھا ہو؟ تو وہ لوگ کہیں گے کہ ہاں! تو ان کی فتح ہو جائے گی۔ پھر لوگوں کے گروہ جہاد کریں گے تو ان سے پوچھیں گے کہ تم میں سے کوئی وہ ہے جس نے رسول اللہ (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) کے صحابی کو دیکھا ہو (یعنی تابعین میں سے کوئی ہے؟) لوگ کہیں کے کہ ہاں! پھر ان کی فتح ہو جائے گی۔ پھر آدمیوں کے لشکر جہاد کریں گے تو ان سے پوچھا جائے گا کہ تم میں سے کوئی وہ ہے جس نے صحابی کے

دیکھنے والے کو دیکھا ہو (یعنی تبع تابعین میں سے)؟ تو لوگ کہیں گے کہ ہاں۔ پھر لوگوں کے گروہ جہاد کریں گے تو پوچھیں گے کہ کیا تم میں کوئی ایسا آدمی ہے جس نے اتباع تابعین کو دیکھا ہو؟

باب: بہترین زمانہ صحابہ کرام ؓ کا زمانہ ہے، پھر وہ جو ان کے بعد والا ہے، پھر وہ جو ان کے بعد والا ہے۔

1743: سیدنا عمران بن حصین ؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) نے فرمایا: تم سب میں بہترین زمانہ میرا ہے۔ پھر جو ان سے نزدیک ہیں، پھر جو ان سے نزدیک ہیں پھر جو ان سے نزدیک ہیں۔ سیدنا عمران ؓ نے کہا کہ میں ٹھیک سے نہیں جانتا کہ رسول اللہ (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) اپنے زمانہ کے بعد دو کا ذکر فرمایا یا تین کا ذکر فرمایا۔ پھر ان کے بعد وہ لوگ پیدا ہوں گے جو گواہی کے مطالبہ کے بغیر گواہی دیں گے، خائن ہوں گے اور امانتداری نہ کریں گے، نذر مانیں گے لیکن پوری نہ کریں گے اور ان میں موٹاپا پھیل جائے گا۔

باب: لوگوں کو مختلف کانوں پاؤ گے۔

1744: سیدنا ابو ہریرہ ؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) نے فرمایا: (جیسے بعض کان سونے کی ہے اور بعض لوہے کی ویسے ہی آدمی بھی مختلف ہیں کسی کا خاندان عمدہ ہے اصل ہے کوئی اچھا ہے کوئی بُرا ہے) تم لوگوں کو کانوں کی طرح پاؤ گے۔ پس جو جاہلیت میں بہتر تھے وہ اسلام میں بھی بہتر ہیں جب دین میں سمجھدار ہو جائیں اور تم بہتر اس کو پاؤ گے جو مسلمان ہونے سے پہلے اسلام سے بہت نفرت رکھتا ہو (یعنی جو کفر میں مضبوط تھا وہ اسلام لانے کے بعد اسلام میں بھی ایسا ہی مضبوط ہو گا جیسے سیدنا عمر اور سیدنا خالد بن ولید رضی اللہ عنہما وغیرہ یا یہ مراد ہے

کہ جو خلافت سے نفرت رکھے اسی کی خلافت عمدہ ہوگی)۔اور تم سب سے بُرا اس کو پاؤ گے جو دو رو یہ ہو کہ ان کے پاس ایک منہ لے کر آئے اور ان کے پاس دوسرا منہ لے کر جائے۔

باب: نبی (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) کا فرمان کہ جو چیز آج زمین پر سانس والی موجود ہے وہ سو سال تک ختم ہو جائے گی۔

1745: سیدنا عبداللہ بن عمرؓ کہتے ہیں کہ رسول اللہ (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) نے اپنی آخری عمر میں ایک رات ہمیں عشاء کی نماز پڑھائی۔ جب سلام پھیرا تو کھڑے ہوئے (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) و رفرمایا کہ تم نے اپنی اس رات کو دیکھا؟ اب سے سو برس کے آخر پر زمین والوں میں سے کوئی نہ رہے گا۔ سیدنا عبداللہ بن عمرؓ نے کہا کہ لوگ جو ''سو سال تک'' والی احادیث بیان کرتے ہیں اس میں انہیں مغالطہ لگا ہے۔ بلکہ آپ (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) نے یہ فرمایا کہ آج جو لوگ موجود ہیں ان میں سے کوئی نہ رہے گا یعنی یہ صدی پوری ہو جائے گی۔

باب: نبی (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) کے اصحاب کو گالی دینے کی ممانعت اور بعد والوں پر ان کی فضیلت۔

1746: سیدنا ابو ہریرہؓ کہتے ہیں کہ رسول اللہ (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) نے فرمایا: میرے اصحاب کو بُرا مت کہو، میرے اصحاب کو بُرا مت کہو، قسم اس کی جس کے ہاتھ میں میری جان ہے کہ اگر کوئی تم میں سے احد پہاڑ کے برابر سونا (اللہ کی راہ میں) خرچ کرے تو انکے مد (سیر بھر) یا آدھے مد کے برابر بھی نہیں ہو سکتا۔

باب: اویس قرنی (تابعی) کا ذکر اور ان کی فضیلت کا بیان۔

1747: سیدنا عمر بن خطابؓ کہتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ (صلی اللہ علیہ والہ

وسلم) سے سنا، آپ (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) فرماتے تھے کہ تابعین میں ایک بہترین شخص ہے جس کو اویس کہتے ہیں، اس کی ایک ماں ہے (یعنی رشتہ داروں میں سے صرف ماں زندہ ہوگی) اور اس کو ایک سفیدی ہوگی۔ تم اس سے کہنا کہ تمہارے لئے دعا کرے۔

1748: سیدنا اسیر بن جابر کہتے ہیں کہ سیدنا عمر بن خطابؓ کے پاس جب یمن سے مدد کے لوگ آتے (یعنی وہ لوگ جو ہر ملک سے (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) سلام کے لشکر کی مدد کے لئے جہاد کرنے کو آتے ہیں) تو وہ ان سے پوچھتے کہ تم میں اویس بن عامر بھی کوئی شخص ہے؟ یہاں تک کہ سیدنا عمرؓ خود اویس کے پاس آئے اور پوچھا کہ تمہارا نام اویس بن عامر ہے؟ انہوں نے کہا کہ ہاں۔ سیدنا عمرؓ نے کہا کہ تم مراد قبیلہ کی شاخ قرن سے ہو؟ انہوں نے کہا کہ ہاں۔ انہوں نے پوچھا کہ تمہیں برص تھا وہ اچھا ہو گیا مگر درہم برابر باقی ہے؟ انہوں نے کہا کہ ہاں۔ سیدنا عمرؓ نے کہا کہ تمہاری ماں ہے؟ انہوں نے کہا کہ ہاں۔ تب سیدنا عمرؓ نے کہا کہ میں نے رسول اللہ (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) سے سنا، آپ (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) فرماتے تھے کہ تمہارے پاس اویس بن عامر یمن والوں کی کمکی فوج کے ساتھ آئے گا، وہ قبیلہ مراد سے ہے جو قرن کی شاخ ہے۔ اس کو برص تھا وہ اچھا ہو گیا مگر درہم باقی ہے۔ اس کی ایک ماں ہے۔ اس کا یہ حال ہے کہ اگر اللہ کے بھروسے پر قسم کھا بیٹھے تو اللہ تعالیٰ اس کو سچا کرے۔ پھر اگر تجھ سے ہو سکے تو اس سے اپنے لئے دعا کرانا۔ تو میرے لئے دعا کرو۔ پس تم اویس نے سیدنا عمرؓ کے لئے بخشش کی دعا کی۔ تو سیدنا عمرؓ نے کہا کہ تم کہاں جانا چاہتے ہو؟ انہوں نے کہا کہ کوفہ میں۔ سیدنا عمرؓ نے کہا کہ میں تمہیں کوفہ کے حاکم کے نام ایک خط لکھ دوں؟ انہوں نے کہا کہ مجھے خاکساروں میں رہنا اچھا معلوم ہوتا ہے۔ جب دوسرا سال آیا تو ایک شخص نے کوفہ کے رئیسوں

میں سے حج کیا۔وہ سیدنا عمرؓ سے ملا تو سیدنا عمرؓ نے اس سے اویس کا حال پوچھا تو وہ بولا کہ میں نے اویس کو اس حال میں چھوڑا کہ ان کے گھر میں اسباب کم تھا اور (خرچ سے) تنگ تھے۔سیدنا عمرؓ نے کہا کہ میں نے رسول اللہ (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) سے سنا، آپ (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) فرماتے تھے کہ اویس بن عامر تمہارے پاس یمن والوں کے امدادی لشکر کے ساتھ آئے گا، وہ مراد قبیلہ کی شاخ قرن میں سے ہے۔اس کو برص تھا وہ اچھا ہو گیا صرف درہم کے برابر باقی ہے۔اس کی ایک ماں ہے جس کے ساتھ وہ نیکی کرتا ہے۔اگر وہ اللہ پر قسم کھا بیٹھے تو اللہ تعالیٰ اس کو سچا کرے۔پھر اگر تجھ سے ہو سکے کہ وہ تیرے لئے دعا کرے تو اس سے دعا کرانا۔وہ شخص یہ سن کر اویس کے پاس آیا اور کہنے لگا کہ میرے لئے دعا کرو۔اویس نے کہا کہ تو ابھی نیک سفر کر کے آ رہا ہے (یعنی حج سے) میرے لئے دعا کر۔پھر وہ شخص بولا کہ میرے لئے دعا کر۔اویس نے یہی جواب دیا پھر پوچھا کہ تو سیدنا عمرؓ سے ملا؟ وہ شخص بولا کہ ہاں ملا۔اویس نے اس کے لئے دعا کی۔اس وقت لوگ اویس کا درجہ سمجھے۔وہ وہاں سے سیدھے چلے۔اُسیر نے کہا کہ میں نے ان کو ان کا لباس ایک چادر پہنائی جب کوئی آدمی ان کو دیکھتا تو کہتا کہ اویس کے پاس یہ چادر کہاں سے آئی ہے؟

باب: مصر اور اہلِ مصر کے بارے میں۔

1749: سیدنا ابوذرؓ کہتے ہیں کہ رسول اللہ (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) نے فرمایا: تم ایک ملک مصر کو فتح کرو گے جہاں قیراط کا رواج ہو گا (قیراط درہم اور دینار کا ایک ٹکڑا ہے اور مصر میں اس کا بہت رواج تھا)۔وہاں کے لوگوں سے بھلائی کرنا کیونکہ ان کا ذمہ تم پر ہے اور ان کا تم سے ناتا بھی ہے (اس لئے کہ سیدہ ہاجرہ اسماعیلؑ کی والدہ مصر کی تھیں اور وہ عرب کی ماں ہیں) {یا یہ فرمایا کہ ان کا تم پر حق ہے اور ان سے

دامادی کا رشتہ بھی ہے} (اور وہ رشتہ یہ تھا کہ رسول اللہ (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) کے صاحبزادے سیدنا ابراہیم علیہ اسلام کی والدہ ماریہ مصر کی تھیں)۔ پس جب تم دو اشخاص کو وہاں ایک اینٹ کی جگہ پر لڑتے ہوئے دیکھو تو وہاں سے نکل آنا۔ پھر سیدنا ابو ذرؓ کہتے ہیں کہ میں نے دیکھا کہ عبدالرحمٰن بن شرحبیل بن حسنہ اور ان کے بھائی ربیعہ ایک اینٹ کی جگہ پر لڑ رہے تھے تو میں وہاں سے نکل آیا۔

باب: عمان کے بارے میں جو آیا ہے۔

1750: سیدنا ابو برزہؓ کہتے ہیں کہ رسول اللہ (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) نے ایک آدمی کو عرب کے کسی قبیلہ کی طرف بھیجا (وہاں کے) لوگوں نے اس کو بُرا کہا اور مارا۔ وہ آپ (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) کے پاس آیا اور یہ حال بیان کیا تو آپ (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) نے فرمایا کہ اگر تو عمان والوں کے پاس جاتا تو وہ تجھے بُرا نہ کہتے نہ مارتے (کیونکہ وہاں کے لوگ اچھے ہیں)۔

باب: فارس (ایران) کے بارے میں جو بیان ہوا۔

1751: سیدنا ابو ہریرہؓ کہتے ہیں کہ ہم رسول اللہ (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) کے ساتھ بیٹھے تھے کہ سورۃ جمعہ نازل ہوئی۔ پس جب آپ (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) نے یہ آیت پڑھی کہ ''پاک ہے وہ اللہ جس نے عرب کی طرف پیغمبر بھیجا اور اوروں کی طرف بھی جو ابھی عرب سے نہیں ملے'' (الجمعہ: 3) ایک شخص نے پوچھا کہ یا رسول اللہ! یہ لوگ کون ہیں جو عرب کے سوا ہیں؟ آپ (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) نے اس کو جواب نہ دیا یہاں تک کہ اس نے ایک، دو یا تین بار پوچھا۔ اس وقت ہم لوگوں میں سیدنا سلمان فارسیؓ بھی بیٹھے ہوئے تھے۔ پس آپ (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) نے اپنا دست مبارک ان پر رکھا اور فرمایا کہ اگر ایمان ثریا (ستارے) پر ہوتا تو

بھی انکی قوم میں سے کچھ لوگ اس تک پہنچ جاتے۔

باب: آدمیوں کی مثال ان سو اونٹوں کی طرح ہے جن میں سواری کے لائق کوئی بھی نہ ہو۔

1752: سیدنا ابن عمرؓ کہتے ہیں کہ رسول اللہ (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) نے فرمایا: تم آدمیوں کو ایسا پاتے ہو جیسے سو اونٹ، کہ ان اونٹوں میں ایک بھی (چالاک عمدہ) سواری کے قابل نہیں ملتا (اسی طرح عمدہ، مہذب، عاقل، نیک، نیک بخت، خوش اخلاق یا صالح پرہیزگار یا موحد دیندار سو آدمیوں میں ایک آدمی بھی نہیں نظر آتا)۔

باب: بنو ثقیف میں سے جس جھوٹے اور ہلاکو کا ذکر کیا گیا ہے۔

1753: ابونوفل کہتے ہیں کہ میں نے سیدنا عبداللہ بن زبیرؓ کو مدینہ کی گھاٹی پر دیکھا (یعنی مکہ کا وہ نا کہ جو مدینہ کی راہ میں ہے) کہتے ہیں کہ قریش کے لوگ ان پر سے گزرتے تھے اور دوسرے لوگ بھی (ان کو حجاج نے سولی دیکر اسی پر رہنے دیا تھا)، یہاں تک کہ سیدنا عبداللہ بن عمرؓ بھی ان پر سے گزرے۔ وہاں کھڑے ہوئے اور کہا کہ السلام علیکم یا ابوخبیب! (ابوخبیب سیدنا عبداللہ بن زبیر کی کنیت ہے اور ابوبکر اور ابوبکیر بھی ان کی کنیت ہے) اسلام علیکم یا ابوخبیب! السلام علیک یا ابوخبیب! (اس سے معلوم ہوا کہ میت کو تین بار سلام کرنا مستحب ہے) اللہ کی قسم میں تو تمہیں اس سے منع کرتا تھا، اللہ کی قسم میں تو تمہیں اس سے منع کرتا تھا، اللہ کی قسم میں تو تمہیں اس سے منع کرتا تھا۔ (یعنی خلافت اور حکومت اختیار کرنے سے) اللہ کی قسم جہاں تک میں جانتا ہوں تم روزہ رکھنے والے اور رات کو عبادت کرنے والے اور ناتے کو جوڑنے والے تھے۔ اللہ کی قسم وہ گروہ جس کے تم بُرے ہو وہ عمدہ گروہ ہے (یہ انہوں نے برعکس کہا بطریق طنز کے یعنی بُرا گروہ ہے اور ایک روایت میں صاف

ہے کہ وہ بُرا گروہ ہے) پھر سیدنا عبداللہ بن عمرؓ وہاں سے چلے گئے ۔ پھر سیدنا عبداللہ بن عمرؓ کے وہاں ٹھہرنے (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) و ربات کرنے کی خبر حجاج تک پہنچی تو اس نے ان کو سولی پر سے اتروالیا اور یہود کے قرستان میں ڈلوادیا ۔ (اور حجاج یہ نہ سمجھا کہ اس سے کیا ہوتا ہے ۔ انسان کہیں بھی گرے لیکن اس کے اعمال اچھے ہونا ضروری ہیں) ۔ پھر حجاج نے ان کی والدہ سیدہ اسماء بنت ابوبکر رضی اللہ عنہما کو بلا بھیجا تو انہوں نے حجاج کے پاس آنے سے انکار کر دیا ۔ حجاج نے پھر بلا بھیجا اور کہا کہ تم آتی ہو تو آؤ ورنہ میں ایسے شخص کو بھیجوں گا جو تمہارا چوٹڈا پکڑ کر گھسیٹ کر لائے گا ۔ انہوں نے پھر بھی آنے سے انکار کیا اور کہا کہ اللہ کی قسم میں تیرے پاس نہ آؤں گی جب تک تو میرے پاس اس کو نہ بھیجے جو میرے بال کھینچتا ہوا مجھے تیرے پاس لے جائے ۔ آخر حجاج نے کہا کہ میری جوتیاں لاؤ اور جوتے پہن کر اکڑتا ہوا چلا ، یہاں تک کہ سیدہ اسماء رضی اللہ عنہا کے پاس پہنچا اور کہا کہ تم نے دیکھا کہ اللہ کی قسم میں نے اللہ تعالیٰ کے دشمن کے ساتھ کیا کیا ؟ (یہ حجاج نے اپنے اعتقاد کے موافق سیدنا عبداللہ بن زبیرؓ کو کہا ورنہ وہ خود اللہ کا دشمن تھا) سیدہ اسماء رضی اللہ عنہا نے کہا کہ میں نے دیکھا کہ تو نے عبداللہ بن زبیر کی دنیا بگاڑ دی اور اس نے تیری آخرت بگاڑ دی ۔ میں نے سنا ہے کہ تو عبداللہ بن زبیر کو کہتا تھا کہ دو کمر بند والی کا بیٹا ہے ؟ بیشک اللہ کی قسم میں دو کمر بند والی ہوں ۔ ایک کمر بند میں تو میں رسول اللہ (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) اور سیدنا ابوبکر صدیقؓ کا کھانا اٹھاتی تھی کہ جانور اس کو کھا نہ لیں اور ایک کمر بند وہ تھا جو عورت کو درکار ہے (سیدہ اسماء رضی اللہ عنہا نے اپنے کمر بند کو پھاڑ کر اس کے دو ٹکڑے کر لئے تھے ایک سے تو کمر بند باندھتی تھیں اور دوسرے کا رسول اللہ (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) اور سیدنا ابوبکرؓ کے لئے دسترخوان بنایا تھا تو یہ سیدہ اسماء رضی اللہ عنہا کی فضیلت تھی جس کو حجاج عیب سمجھتا تھا اور سیدنا عبداللہ بن

زبیر کو ذلیل کرنے کے لئے دو کمر بند والی کا بیٹا کہتا تھا)۔تو خبردار رہ کہ رسول اللہ (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) نے ہم سے بیان کیا تھا کہ ثقیف میں ایک جھوٹا پیدا ہوگا اور ایک ہلاکو۔تو جھوٹے کو تو ہم نے دیکھ لیا اور ہلاکو میں تیرے سوا کسی کو نہیں سمجھتی۔یہ سن کر حجاج کھڑا ہوا اور رسیدہ اسماء رضی اللہ عنہا کو کچھ جواب نہ دیا۔

---

www.IqbalCyberLibrary.Net
All rights reserved.
©2002-2006

نیکی اور سلوک کے مسائل

باب: والدین کے ساتھ نیکی کرنے کے بیان میں اور ان میں زیادہ حق کس کا ہے؟

1754: سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ ایک آدمی رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم کے پاس آیا اور اس نے کہا کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم! سب لوگوں میں کس کا حق مجھ پر سلوک کرنے کے لئے زیادہ ہے؟ آپ صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے فرمایا کہ تیری ماں کا۔ وہ بولا کہ پھر کون؟ آپ صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے فرمایا کہ تیری ماں کا۔ وہ بولا کہ پھر کون؟ فرمایا کہ تیری ماں کا۔ وہ بولا کہ پھر کون؟ آپ صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے فرمایا کہ تیرے باپ کا۔ (آپ صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے ماں کو مقدم کیا کس لئے کہ ماں بچہ کے ساتھ بہت محنت کرتی ہے حمل نو مہینے پھر جننا پھر دودھ پلانا پھر پالنا بیماری دکھ میں خبر لینا۔ حارث محاسبی نے کہا کہ علماء نے اجماع کیا ہے کہ ماں نیک سلوک کرنے میں باپ پر مقدم ہے اور بعضوں نے دونوں کو برابر کہا ہے اور درست بات یہ ہے کہ ماں کا درجہ پہلا ہے)۔

باب: والدین سے نیکی کرنا (نفلی) عبادت سے مقدم ہے

1755: سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نبی صلی اللہ علیہ والہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ آپ صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے فرمایا کہ گود میں کسی بچے نے بات نہیں کی سوائے تین بچوں کے، ایک عیسیٰ علیہ السلام دوسرے جریج کا ساتھی۔ اور جریج نامی ایک شخص عابد تھا، اس نے ایک عبادت خانہ بنوایا اور اسی میں رہتا تھا۔ وہ نماز پڑھ رہا تھا کہ اس کی ماں آئی اور اسے بلایا کہ اے جریج! تو وہ (دل میں) کہنے لگا کہ یا اللہ میری ماں پکارتی ہے اور میں نماز میں ہوں (میں نماز پڑھے جاؤں یا اپنی ماں کو

جواب دوں)؟ آخر وہ نماز ہی میں رہا تو اس کی ماں واپس چلی گئی پھر جب دوسرا دن ہوا تو وہ پھر آئی اور پکارا کہ او جریج! وہ بولا کہ اے اللہ! میری ماں پکارتی ہے اور میں نماز میں ہوں آخر وہ نماز میں ہی رہا پھر اس کی ماں تیسرے دن آئی اور بلایا لیکن جریج نماز ہی میں رہا تو اس کی ماں نے کہا کہ یا اللہ! اس کو اس وقت تک نہ مارنا جب تک یہ چھنال (کنجری) عورتوں کا منہ نہ دیکھ لے (یعنی ان سے اس کا سابقہ نہ پڑے) پھر بنی اسرائیل نے جریج کا اور اس کی عبادت کا چرچا شروع کیا اور بنی اسرائیل میں ایک بدکار عورت تھی جس کی خوبصورتی سے مثال دیتے تھے وہ بولی کہ اگر تم کہو تو میں جریج کو بلا میں ڈالوں پھر وہ عورت جریج کے سامنے گئی لیکن جریج نے اس کی طرف خیال بھی نہ کیا آخر وہ ایک چرواہے کے پاس گئی اور اس کو اپنے سے صحبت کرنے کی اجازت دی تو اس نے صحبت کی وہ پیٹ سے ہوئی جب بچہ جنا تو بولی کہ بچہ جریج کا ہے لوگ یہ سن کر اس کے پاس آئے اور اس سے کہ اُتر اور اس کے عبادت خانہ کو گرا دیا اور اسکو مارنے لگے وہ بولا کہ تمہیں کیا ہوا؟ انہوں نے کہا کہ تو نے اس بدکار عورت سے زنا کیا ہے وہ ایک بچہ بھی جنی ہے تجھ سے۔ جریج نے کہا کہ وہ بچہ کہاں ہے؟ لوگ اس کو لائے تو جریج نے کہا کہ ذرا مجھے چھوڑو میں نماز پڑھ لو پھر نماز پڑھی اور اس بچہ کے پاس آیا اور اس کے پیٹ کو ایک ٹھونسا دیا اور بولا کہ اے بچے تیرا باپ کون ہے؟ وہ بولا کہ فلاں چرواہا ہے یہ سن کر لوگ جریج کی طرف دوڑے اور اس کو چومنے چاٹنے لگے اور کہنے لگے کہ ہم تیرا عبادت خانہ سونے اور چاندی سے بنائے دیتے ہیں وہ بولا کہ نہیں جیسا تھا ویسا ہی مٹی سے پھر بنا دو تو لوگوں نے بنا دیا۔ تیسرا بنی اسرائیل میں ایک بچہ تھا جو اپنی ماں کا دودھ پی رہا تھا اتنے میں ایک بہت عمدہ جانور پر خوش وضع، خوبصورت سوار گزرا۔ تو اس کی ماں اس کو دیکھ کر کہنے لگی کہ یا اللہ میرے بیٹے کو اس سوار کی طرح کرنا۔ یہ سنتے ہی اس بچے نے ماں

کی چھاتی چھوڑ دی اور سوار کی طرف منہ کر کے اسے دیکھا اور کہنے لگا کہ یا اللہ مجھے اس کی طرح نہ کرنا اتنی بات کر کے پھر چھاتی میں جھکا اور دودھ پینے لگا۔ سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ گویا میں (اس وقت) نبی صلی اللہ علیہ والہ وسلم کو دیکھ رہا ہوں کہ آپ صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے اپنی انگلی کو چوس کر دکھایا کہ وہ لڑکا اس طرح چھاتی چوسنے لگا پھر ایک لونڈی ادھر سے گزری جسے لوگ مارتے جاتے تھے اور کہتے تھے کہ تو نے زنا کیا اور چوری کی۔ وہ کہتی تھی کہ مجھے اللہ تعالیٰ ہی کافی ہے اور وہی میرا وکیل ہے۔ تو اس کی ماں نے کہا کہ یا اللہ میرے بیٹے کو اس کی طرح نہ کرنا یہ سن کر بچے نے پھر دودھ پینا چھوڑ دیا اور اس عورت کی طرف دیکھ کر کہا کہ یا اللہ مجھے اسی لونڈی کی طرح کرنا۔ اس وقت ماں اور بیٹے میں گفتگو ہوئی تو ماں نے کہا کہ او سر منڈے! جب ایک شخص اچھی صورت کا نکلا اور میں نے کہا کہ یا اللہ! میرے بیٹے کو ایسا کرنا تو تو نے کہا کہ یا اللہ مجھے ایسا نہ کرنا اور لونڈی جسے لوگ مارتے جاتے ہیں اور کہتے ہیں کہ تو نے زنا کیا اور چوری کی تو میں نے کہا کہ یا اللہ! میرے بیٹے کو اس کی طرح کا نہ کرنا تو تو کہتا ہے کہ یا اللہ مجھے اس کی طرح کرنا (یہ کیا بات ہے)؟ بچہ بولا وہ سوار ایک ظالم شخص تھا میں نے دعا کی کہ یا اللہ مجھے اس کیطرح نہ کرنا اور اس لونڈی پر لوگ تہمت لگاتے ہیں اور کہتے ہیں کہ تو نے زنا کیا اور چوری کی حالانکہ اس نے نہ زنا کیا ہے اور نہ چوری کی ہے تو میں نے کہا کہ یا اللہ مجھے اس کے مثل کرنا۔

باب: والدین کے ساتھ نیکی اور ساتھ رہنے کے مقابلہ میں جہاد کو ترک کرنے کے بیان میں

1756: سیدنا عبداللہ بن عمرو بن عاص رضی اللہ عنہما کہتے ہیں کہ ایک شخص رسول

اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم کے پاس آیا اور عرض کیا کہ میں آپ صلی اللہ علیہ والہ وسلم سے ہجرت اور جہاد پر بیعت کرتا ہوں اور اللہ سے اس کا ثواب چاہتا ہوں تو آپ صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے فرمایا کہ تیرے ماں باپ میں سے کوئی زندہ ہے؟ وہ بولا کہ دونوں زندہ ہیں تو آپ صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے فرمایا کہ تو اللہ سے ثواب چاہتا ہے؟ وہ بولا کہ ہاں تو آپ صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے فرمایا کہ تو اپنے والدین کے پاس لوٹ جا اور ان سے نیک سلوک کر۔

باب: نبی صلی اللہ علیہ والہ وسلم کا فرمان کہ ''ماں کی نافرمانی کو اللہ تعالیٰ نے حرام قرار دیا ہے۔

1757: سیدنا مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ آپ صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے فرمایا کہ بیشک اللہ عزوجل نے تم پر ماؤں کی نافرمانی کو حرام کر دیا اور لڑکیوں کا زندہ گاڑھ دینا (جیسے کفار کیا کرتے تھے) اور نہ دینا (اس کو جس کا دینا ہے مال ہوتے ہوئے) اور مانگنا (اس چیز کا جس کے مانگنے کا حق نہیں) اور تین باتوں کو بُرا جانتا ہے (گو اتنا گناہ نہیں جتنا پہلی تین باتوں میں ہے) بے فائدہ بولنا اور بہت زیادہ سوال کرنا اور مال کو برباد کرنا۔

باب: اس آدمی کی ناک خاک آلود ہو جس نے والدین یا ان میں سے ایک کو بڑھاپے میں پایا ہو پھر وہ خدمت کر کے جنت میں داخل نہ ہوا۔

1758: سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے فرمایا کہ خاک آلود ہو اس کی ناک، پھر خاک آلود ہو اس کی ناک، پھر خاک آلود ہو اس کی ناک۔ کہا گیا کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم کس کی؟ فرمایا کہ

جو اپنے ماں باپ دونوں کو یا ان میں سے ایک کو بوڑھا پائے پھر (ان کی خدمت گزاری کر کے) جنت میں نہ جائے۔

باب: بڑی نیکی یہ ہے کہ آدمی اپنے باپ کے دوستوں سے اچھا سلوک کرے

1759: سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ جب وہ مکہ کو جاتے تو اپنے ساتھ ایک گدھا تفریح کے لئے رکھتے اور جب اونٹ کی سواری سے تھک جاتے تو اس پر چڑھتے اور ایک عمامہ رکھتے جو سر میں باندھتے۔ ایک دن وہ گدھے پر جا رہے تھے کہ اتنے میں ایک اعرابی نکلا۔ سیدنا عبداللہ نے کہا کہ تو فلاں کا بیٹا ہے فلاں کا پوتا؟ وہ بولا کہ ہاں۔ سیدنا عبداللہ رضی اللہ عنہ نے اس کو گدھا دیدیا اور کہا کہ اس پر چڑھ اور عمامہ بھی دیدیا اور کہا کہ اپنے سر پر باندھ۔ سیدنا عبداللہ کے بعض ساتھی بولے کہ تم نے اپنی تفریح کا گدھا دیدیا اور عمامہ بھی دیدیا جو اپنے سر پر باندھتے تھے اللہ تعالیٰ تمہیں بخشے۔ انہوں نے کہا کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم سے سنا آپ صلی اللہ علیہ والہ وسلم فرماتے تھے کہ بڑی نیکی یہ ہے کہ آدمی اپنے باپ کے مر جانے کے بعد اس کے دوستوں سے (اچھا) سلوک کرے اور اس دیہاتی کا باپ سیدنا عمر رضی اللہ عنہ کا دوست تھا۔

باب: بیٹیوں کے ساتھ حسن سلوک کے بیان میں

1760: اُمّ المؤمنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں کہ میرے پاس ایک عورت آئی اس کی دو بیٹیاں اس کے ساتھ تھیں اس نے مجھ سے سوال کیا تو میرے پاس کچھ نہ تھا ایک کھجور ہی تھی وہی میں نے اس کو دیدی۔ اس نے وہ کھجور لے کر دو ٹکڑے کئے اور ایک ایک ٹکڑا دونوں بیٹیوں کو دیا اور خود کچھ نہ کھایا پھر اٹھی اور چلی اس کے

بعد رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم تشریف لائے تو میں نے اس عورت کا حال آپ صلی اللہ علیہ والہ وسلم سے بیان کیا تو آپ صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے فرمایا کہ جو شخص بیٹیوں میں مبتلا ہو (یعنی ان کو پالے اور انہیں دین کی تعلیم کرے اور نیک شخص سے نکاح کردے) تو وہ قیامت کے دن جہنم سے اس کی آڑ بن جائیں گی۔

1761: سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے فرمایا جو شخص دو لڑکیوں کو پالے ان کے جوان ہونے تک، تو قیامت کے دن میں اور وہ اس طرح سے آئیں گے اور آپ صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے اپنی انگلیوں کو ملایا (یعنی قیامت کے دن میرا اس کا ساتھ ہوگا۔ مسلمان کو چاہیئے کہ اگر خود اس کی لڑکیاں ہوں تو خیر ورنہ دو یتیم لڑکیوں کو پالے اور جوان ہونے پر ان کا نکاح کردے تاکہ نبی صلی اللہ علیہ والہ وسلم کا ساتھ اس کو نصیب ہو)۔

باب: صلہ رحمی کرنا عمر کو بڑھاتا ہے۔

1762: سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم سے سنا آپ صلی اللہ علیہ والہ وسلم فرماتے تھے کہ جس شخص کو یہ پسند ہو کہ اس کی روزی بڑھے اور اس کی عمر دراز ہو تو اپنے ناتے کو ملائے۔ (یعنی رشتہ داروں سے اچھا سلوک کرے)۔

باب: صلہ رحمی کرنا اگرچہ وہ قطع رحمی کریں۔

1763: سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک آدمی نے کہا کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم! میرے کچھ رشتہ دار ہیں میں ان سے احسان کرتا ہوں اور وہ بُرائی کرتے ہیں میں ناتا ملاتا ہوں اور وہ توڑتے ہیں جو میں صلہ رحمی کرتا ہوں اور وہ جہالت کرتے ہیں تو آپ صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے فرمایا کہ اگر حقیقت

میں تو ایسا ہی کرتا ہے تو ان کے منہ پر جلتی راکھ ڈالتا ہے اور ہمیشہ اللہ کی طرف سے تیرے ساتھ ایک فرشتہ رہے گا جو تمہیں ان پر غالب رکھے گا جب تک تو اس حالت پر رہے گا۔

باب: صلہ رحمی اور قطع رحمی کے متعلق

1764: سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے فرمایا کہ بیشک اللہ عزوجل نے خلق کو پیدا کیا پھر جب ان کے بنانے سے فراغت پائی تو ناتا کھڑا ہوا اور بولا کہ یہ مقام اس کا ہے (یعنی بزبانِ حال یا کوئی فرشتہ اس کی طرف سے بولا اور یہ تاویل ہے اور ظاہری معنی ٹھیک ہے کہ خود ناتا بولا اور ناتے کی زبان ہونے سے کوئی مانع نہیں ہے اس عالم میں) جو ناتا توڑنے سے پناہ چاہے تو اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ ہاں تو اس بات سے خوش نہیں ہے کہ میں اس کو ملاؤں جو تجھے ملائے اور اس سے کاٹوں جو تجھے کاٹے؟ ناتا بولا کہ میں اس سے راضی ہوں تو اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ پس تجھے یہ درجہ حاصل ہوا۔ پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے فرمایا کہ اگر تمہارا جی چاہے تو اس آیت کو پڑھو کہ اللہ تعالیٰ منافقوں سے فرماتا ہے کہ ''اگر تمہیں حکومت ہو جائے تو تم زمین میں فساد پھیلاؤ اور ناتوں کو توڑو۔ یہ لوگ وہ ہیں جن پر اللہ تعالیٰ نے لعنت کی ان کو (حق بات کے سننے سے) بہرا کر دیا اور ان کی آنکھوں کو اندھا کر دیا کیا وہ قرآن میں غور نہیں کرتے کیا ان کے دلوں پر تالے ہیں'' (محمد صلی اللہ علیہ والہ وسلم): 22..24)۔

1765: سیدنا جبیر بن مطعم رضی اللہ عنہ نبی صلی اللہ علیہ والہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ آپ صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے فرمایا کہ جنت میں وہ شخص نہیں جائے گا جو توڑے رشتہ داری کو۔ ابن ابوعمر نے کہا کہ سفیان نے کہا کہ یعنی جو شخص رشتے ناتے کو توڑے (وہ جنت میں داخل نہ ہوگا)۔

باب: یتیم کی پرورش کرنے والے کے متعلق

1766: سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے فرمایا کہ یتیم کی خبر گیری کرنے والا خواہ اس کا عزیز ہو یا غیر ہو جنت میں اس طرح سے ساتھ ہوں گے جیسے یہ دو انگلیاں ۔اور امام مالک رحمۃ اللہ علیہ نے کلمہ کی انگلی اور درمیانی انگلی سے اشارہ کیا۔

باب: بیواؤں اور مسکینوں کے لئے کمانے والے کے ثواب میں

1767: سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ آپ صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے فرمایا کہ جو شخص بیواؤں کے لئے کمائے اور محنت کرے یا مسکین کے لئے اس کے لئے ایسا درجہ ہے جیسے اللہ تعالیٰ کی راہ میں جہاد کرنے والے کا اور میں سمجھتا ہوں کہ یہ بھی فرمایا کہ جیسے اس کا جو نماز کے لئے کھڑا رہے اور نہ تھکے اور جیسے اس روزہ دار کا جو روزہ ناغہ نہ کرے۔

باب: اللہ تعالیٰ کے لئے محبت کرنے والوں کی فضیلت

1768: سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے فرمایا کہ بیشک اللہ عزوجل قیامت کے دن فرمائے گا کہ کہاں ہیں وہ لوگ جو میری بزرگی اور اطاعت کے لئے ایک دوسرے سے محبت کرتے تھے؟ آج کے دن میں ان کو اپنے سایہ میں رکھوں گا اور آج کے دن میرے سایہ کے سوا کوئی سایہ نہیں ہے۔

1769: سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نبی صلی اللہ علیہ والہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ آپ صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے فرمایا کہ ایک شخص اپنے بھائی کی ملاقات کو ایک دوسرے گاؤں میں گیا تو اللہ تعالیٰ نے اس کی راہ میں ایک فرشتہ کھڑا کر دیا جب وہ

وہاں پہنچا تو اس فرشتے نے پوچھا کہ تو کہاں جاتا ہے؟ وہ بولا کہ اس گاؤں میں میرا ایک بھائی ہے میں اس کو دیکھنے کو جا رہا ہوں تو فرشتے نے کہا کہ اس کا تیرے اوپر کوئی احسان ہے جس کو سنبھالنے کے لئے تو اس کے پاس جاتا ہے؟ وہ بولا کہ نہیں اس کا کوئی احسان مجھ پر نہیں ہے میں صرف اللہ کے لئے اس کو دیکھنا چاہتا ہوں تو فرشتہ بولا کہ پس میں اللہ تعالیٰ کا ایلچی ہوں اور اللہ تجھے چاہتا ہے جیسے تو اس (اللہ) کی راہ میں اپنے بھائی کو چاہتا ہے۔

باب: آدمی جس کے ساتھ محبت رکھتا ہے (روزِ قیامت) اسی کے ساتھ ہو گا۔

1770: سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ ایک آدمی رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم کے پاس آیا اور کہا کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم! قیامت کب آئے گی؟ آپ صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے فرمایا کہ تو نے قیامت کے لئے کیا تیار کیا؟ وہ بولا کہ اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ والہ وسلم کی محبت کو تو آپ صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے فرمایا کہ تو اسی کے ساتھ ہو گا جس سے تو محبت رکھے۔ سیدنا انس رضی اللہ عنہ نے کہا کہ ہم اسلام لانے کے بعد کسی چیز سے اتنا خوش نہیں ہوئے جتنا اس حدیث کے سننے سے خوش ہوئے۔ سیدنا انس رضی اللہ عنہ نے کہا کہ میں تو اللہ سے اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ والہ وسلم سے اور سیدنا ابوبکر اور سیدنا عمر رضی اللہ عنہما سے محبت رکھتا ہوں اور مجھے امید ہے کہ میں قیامت کے دن ان کے ساتھ ہوں گا گو میں نے ان جیسے اعمال نہیں کئے۔

باب: جب اللہ تعالیٰ کسی بندے کے ساتھ محبت کرتا ہے تو اپنے بندوں کے اندر بھی اس کی محبت ڈال دیتا ہے۔

1771: سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے فرمایا کہ بیشک اللہ تعالیٰ جب کسی بندے سے محبت کرتا ہے تو جبرئیل علیہ السلام کو بلاتا ہے اور فرماتا ہے کہ میں فلاں بندے سے محبت کرتا ہوں پس تو بھی اس سے کر۔ پھر جبرئیل علیہ السلام اس سے محبت کرتے ہیں اور آسمان میں منادی کرتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ فلاں سے محبت کرتا ہے تم بھی اس سے محبت کرو۔ پھر آسمان والے فرشتے اس سے محبت کرتے ہیں۔ اس کے بعد زمین والوں کے دلوں میں وہ مقبول ہو جاتا ہے اور جب اللہ تعالیٰ کسی آدمی سے دشمنی رکھتا ہے تو جبرئیل علیہ السلام کو بلاتا ہے اور فرماتا ہے کہ میں فلاں کا دشمن ہوں تو بھی اس کا دشمن ہو تو پھر وہ بھی اس کے دشمن ہو جاتے ہیں پھر آسمان والوں میں منادی کر دیتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ فلاں شخص سے دشمنی رکھتا ہے تم بھی اس کو دشمن رکھو وہ بھی اس کے دشمن ہو جاتے ہیں اس کے بعد زمین والوں میں اس کی دشمنی جم جاتی ہے (یعنی زمین میں بھی اللہ کے جو نیک بندے یا فرشتے ہیں وہ اس کے دشمن رہتے ہیں)۔

باب: روحوں کے جھنڈ جھنڈ ہیں۔

1772: سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے فرمایا کہ لوگ سونے چاندی کی معدنی کانوں کی طرح ہیں جو جاہلیت میں اچھے ہوتے ہیں وہ اسلام قبول کرنے کے بعد بھی اچھے ہوتے ہیں جب کہ وہ دین کی سمجھ حاصل کر لیں اور آپ صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے فرمایا کہ روحیں جھنڈ جھنڈ تھیں پھر جنہوں نے ان میں سے ایک دوسرے کی پہچان کی تھی وہ دنیا میں بھی

دوست ہوتی ہیں اور جو وہاں الگ تھیں یہاں بھی الگ رہتی ہیں۔

باب: مومن (دوسرے) مومن کے لئے ایسا ہے جیسے عمارت

1773: سیدنا ابوموسیٰ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے فرمایا کہ مومن (دوسرے) مومن کے لئے ایسا ہے جیسے عمارت میں ایک اینٹ دوسری اینٹ کو تھامے رہتی ہے (اسی طرح ایک مومن کو لازم ہے کہ دوسرے مومن کا مددگار رہے)۔

باب: (سب مومن) اتحاد و شفقت کے لحاظ سے ایک آدمی کی طرح ہیں۔

1774: سیدنا نعمان بن بشیر رضی اللہ عنہما کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے فرمایا کہ مومنوں کی مثال ان کی دوستی اور اتحاد اور شفقت میں ایسی ہے جیسے ایک بدن کی۔ (یعنی سب مومن مل کر ایک قالب کی طرح ہیں) بدن میں سے جب کوئی عضو درد کرتا ہے تو سارا بدن اس (تکلیف) میں شریک ہو جاتا ہے نیند نہیں آتی اور بخار آ جاتا ہے (اسی طرح ایک مومن پر آفت آئے خصوصاً وہ آفت جو کافروں کی طرف سے پہنچے تو سب مومنوں کو بے چین ہونا چاہئے اور اس کا علاج کرنا چاہئے)۔

باب: مسلمان مسلمان کا بھائی ہے اس پر ظلم نہیں کرتا اور اس کو ذلیل بھی نہیں کرتا

1775: سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے فرمایا کہ حسد مت کرو لاڑ یا پن مت کرو اور ایک دوسرے سے دشمنی مت کرو اور تم میں سے کوئی دوسرے کی بیع پر بیع نہ کرے اور اللہ کے بندے بھائی بھائی ہو جاؤ اور مسلمان مسلمان کا بھائی ہے پس نہ اس پر ظلم کرے نہ اس کو ذلیل کرے نہ اس کو

حقیر جانے۔تقویٰ اور پرہیز گاری یہاں ہے اور آپ صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے اپنے سینے کی طرف تین بار اشارہ کیا (یعنی ظاہر میں عمدہ اعمال کرنے سے آدمی متقی نہیں ہوتا جب تک اس کا سینہ صاف نہ ہو) اور آدمی کو یہ بُرائی کافی ہے کہ وہ اپنے مسلمان بھائی کو حقیر سمجھے مسلمان کی سب چیزیں دوسرے مسلمان پر حرام ہیں اس کا خون، مال، عزت اور آبرو۔

1776: سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے فرمایا کہ بیشک اللہ تعالیٰ تمہاری صورتوں اور تمہارے مالوں کو نہیں دیکھتا لیکن تمہارے دلوں اور تمہارے اعمال کو دیکھے گا۔

باب: بندہ پر پردہ پوشی کے بیان میں

1777: سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے فرمایا کہ جب کسی بندے پر اللہ تعالیٰ دنیا میں پردہ ڈال دیتا ہے تو آخرت میں بھی پردہ ڈالے گا۔

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نبی صلی اللہ علیہ والہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ آپ صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے فرمایا کہ جو کوئی شخص دنیا میں کسی بندے کا عیب چھپائے گا اللہ تعالیٰ (قیامت کے دن) اس کا عیب چھپائے گا۔

باب: ساتھ بیٹھنے والوں کی سفارش کرنے کے بیان میں

1778: سیدنا ابوموسیٰ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم کے پاس جب کوئی شخص ضرورت لے کر آتا تو آپ صلی اللہ علیہ والہ وسلم اپنے ساتھیوں سے فرماتے کہ تم سفارش کرو تمہیں ثواب ہوگا اور اللہ تعالیٰ تو اپنے پیغمبر کی زبان پر وہی فیصلہ کرے گا جو چاہتا ہے۔

باب: نیک ساتھی کی مثال کے بیان میں

1779: سیدنا ابوموسیٰ رضی اللہ عنہ نبی صلی اللہ علیہ والہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ آپ صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے فرمایا کہ نیک ساتھی اور بُرے ساتھی کی مثال ایسی ہے جیسے مشک بیچنے والے اور بھٹی دھونکنے والے کی۔ مشک والا یا تو تجھے یونہی تحفہ کے طور پر سونگھنے کو دیدے گا یا تو اس سے خرید لے گا یا تو اس سے اچھی خوشبو پائے گا اور بھٹی پھونکنے والا یا تو تیرے کپڑے جلا دے گا یا تجھے بُری بُو سونگھنی پڑے گی۔ (یعنی اچھے اور برے ساتھی کے اثرات آدمی پر مرتب ہوتے ہیں)۔

باب: ہمسایہ کے ساتھ حسن سلوک کرنے کی وصیت

1780: اُمّ المؤمنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم سے سنا آپ صلی اللہ علیہ والہ وسلم فرماتے تھے کہ جبرئیل علیہ السلام ہمیشہ مجھے ہمسائے کے ساتھ نیک سلوک کرنے کی نصیحت کرتے رہے یہاں تک کہ میں سمجھا کہ وہ ہمسائے کو وارث بنا دیں گے۔

باب: نیکی میں ہمسایوں کا (خاص) خیال رکھنا

1781: سیدنا ابوذر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ میرے دوست صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے مجھے وصیت کی کہ جب تو گوشت پکائے تو شوربا بہت رکھ اور اپنے ہمسایہ کے گھر والوں کو دیکھ اور انہیں اس میں سے دو۔

1782: سیدنا ابوذر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ مجھ سے نبی صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے فرمایا کہ احسان اور نیکی کو مت کم سمجھو (یعنی ہر چھوٹے بڑے احسان میں ثواب ہوتا ہے) اور یہ بھی ایک احسان ہے کہ تو اپنے بھائی سے کشادہ پیشانی کے ساتھ ملے۔

باب: نرمی کے بارے میں

1783: سیدنا جریر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم سے سنا آپ صلی اللہ علیہ والہ وسلم فرماتے تھے کہ جو شخص نرمی سے محروم ہے وہ بھلائی سے محروم ہے۔

1784: اُمّ المؤمنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نبی صلی اللہ علیہ والہ وسلم سے روایت کرتی ہیں کہ آپ صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے فرمایا کہ جب کسی میں نرمی ہو تو اس کی زینت ہو جاتی ہے اور جب نرمی نکل جائے تو عیب ہو جاتا ہے۔

باب: اللہ تعالیٰ نرمی کو پسند فرماتا ہے

1785: اُمّ المؤمنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے فرمایا کہ اے عائشہ! اللہ نرمی (اور خوش اخلاقی) کو پسند کرتا ہے اور خود بھی نرم ہے اور نرمی پر وہ دیتا ہے جو سختی پر نہیں دیتا اور نہ کسی چیز پر۔

باب: (تکبر کرنے والے) کے عذاب کے بارے میں

1786: سیدنا ابوسعید خدری اور سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہما کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے فرمایا کہ عزت اللہ تعالیٰ کی چادر ہے اور بڑائی اس کی چادر ہے (یعنی یہ دونوں اس کی صفتیں ہیں) پھر اللہ عزوجل فرماتا ہے کہ جو کوئی یہ دونوں صفتیں اختیار کرے گا میں اس کو عذاب دوں گا۔

1787: سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ قیامت کے دن تین آدمیوں سے بات تک نہ کرے گا اور نہ ان کو پاک کرے گا نہ ان کی طرف (رحمت کی نظر سے) دیکھے گا اور ان کو دکھ کا عذاب ہے ایک تو بوڑھا زنا کرنے والا دوسرے جھوٹا بادشاہ تیسرے مغرور محتاج۔

باب: اللہ تعالیٰ پر قسم اٹھانے والے کے بارے میں

1788: سیدنا جندب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے بیان فرمایا کہ ایک شخص بولا کہ اللہ کی قسم، اللہ تعالیٰ فلاں شخص کو نہیں بخشے گا اور اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ وہ کون ہے جو قسم کھاتا ہے کہ میں فلاں کو نہ بخشوں گا میں نے اس کو بخش دیا اور اس کے (جس نے قسم کھائی تھی) سارے اعمال لغو (بیکار) کر دیئے۔

باب: نرمی اور اس شخص کے متعلق جس کی بُرائی سے بچا جائے

1789: اُمّ المؤمنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ ایک آدمی نے نبی صلی اللہ علیہ والہ وسلم سے اندر آنے کی اجازت مانگی تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے فرمایا کہ اس کو اجازت دو یہ اپنے کنبے میں ایک بُرا شخص ہے جب وہ اندر آیا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے اس سے نرمی سے باتیں کیں تو اُمّ المؤمنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے کہا کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم آپ صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے تو اس کو ایسا فرمایا تھا پھر اس سے نرمی سے باتیں کیں تو آپ صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے فرمایا کہ اے عائشہ! بُرا شخص اللہ تعالیٰ کے نزدیک قیامت میں وہ ہوگا جس کو لوگ اس کی بدگمانی کی وجہ سے چھوڑ دیں۔

باب: درگزر کرنے کے بیان میں

1790: سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ آپ صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے فرمایا کہ صدقہ دینے سے کوئی مال نہیں گھٹتا اور جو بندہ معاف کر دیتا ہے اللہ تعالیٰ اس کی عزت بڑھاتا ہے اور جو بندہ اللہ تعالیٰ کے لئے عاجزی کرتا ہے اللہ تعالیٰ اس کا درجہ بلند کرتا ہے۔

باب: غصہ کے وقت جو اپنے آپ پر قابو پائے

1791: سیدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے فرمایا کہ بے اولاد تم کس کو سمجھتے ہو؟ لوگوں نے عرض کیا کہ اس کو جس کے اولاد نہیں ہوتی (یعنی جیتی نہیں) آپ صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے فرمایا کہ وہ بے اولاد نہیں ہے (اس کی اولاد تو آخرت میں اس کی مدد کرنے کو موجود ہے) بے اولاد حقیقت میں وہ شخص ہے جس نے اپنی اولاد میں سے اپنے آگے کچھ نہ بھیجا (یعنی جس کے روبرو اس کا کوئی لڑکا یا لڑکی نہ مرے) آپ صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے فرمایا کہ اچھا تم اپنے درمیان پہلوان کس کو شمار کرتے ہو؟ ہم نے کہا کہ پہلوان وہ ہے جس کو مرد پچھاڑ نہ سکیں۔ آپ صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے فرمایا کہ نہیں پہلوان تو وہ ہے جو غصہ کے وقت اپنے آپ کو سنبھال لے (یعنی زبان سے مصلحت کے خلاف کوئی بات نہ کہے اور کسی پر ہاتھ بھی نہ اٹھائے)۔

باب: غصہ کے وقت پناہ مانگنے کا بیان

1792: سیدنا سلیمان بن صرد رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ دو آدمیوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم کے سامنے گالی گلوچ کی ایک کی آنکھیں لال ہو گئیں اور گلے کی رگیں پھول گئیں۔ آپ صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے فرمایا کہ مجھے ایک کلمہ معلوم ہے کہ اگر یہ شخص اس کو کہے تو اس کا غصہ جاتا رہے۔ وہ کلمہ یہ ہے اَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ ایک شخص نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم سے یہ سن کر جا کر اس شخص سے بیان کیا (جو غصہ ہوا تھا) تو وہ بولا کہ تو مجھے مجنون سمجھتا ہے؟

باب: انسان اس طرح پیدا کیا گیا ہے کہ وہ اپنے آپ کو سنبھال نہ سکے گا۔

1793: سیدنا انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم

نے فرمایا کہ جب اللہ تعالیٰ نے آدم علیہ السلام کا پتلا جنت میں بنایا تو اس کو پڑا رہنے دیا جتنی مدت اس کا پڑا رہنا چاہا تو شیطان نے اس کے گرد گھومنا اور اس کی طرف دیکھنا شروع کیا پھر جب اس کو خالی پیٹ دیکھا تو پہچان لیا کہ یہ اس طرح پیدا کیا گیا ہے جو تھم نہ سکے گا (یعنی شہوت اور غضب میں اپنے آپ کو سنبھال نہ سکے گا یا وسوسوں سے اپنے آپ کو بچا نہ سکے گا)۔

باب: نیکی اور گناہ کے بارے میں

1794: سیدنا نواس بن سمعان رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم کے پاس مدینہ میں ایک سال تک رہا (اس طرح جیسے کوئی آپ صلی اللہ علیہ والہ وسلم کی ملاقات کے لئے دوسرے ملک سے آتا ہے اور اپنے ملک میں پھر لوٹ جانے کا ارادہ رکھتا ہے اور میں نے ہجرت نہ کی (یعنی اپنے ملک میں جانے کا ارادہ موقوف نہ کیا) مگر اس وجہ سے کہ جب کوئی ہم میں سے ہجرت کر لیتا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم سے کچھ نہ پوچھتا (برخلاف مسافروں کے کہ ان کو پوچھنے کی اجازت تھی) میں نے آپ صلی اللہ علیہ والہ وسلم سے بھلائی اور بُرائی کے بارے میں پوچھا تو آپ صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے فرمایا کہ بھلائی اور نیکی حسن خلق ہے اور گناہ وہ ہے جو دل میں کھٹکے اور لوگوں کو اس کی خبر ہونا تجھے بُرا لگے۔

باب: اس آدمی کے بارے میں جو راستہ سے گندگی یا تکلیف دینے والی چیز کو دُور کرتا ہے۔

1795: سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے فرمایا کہ ایک شخص نے راہ میں کانٹوں کی ڈالی دیکھی تو کہا کہ اللہ کی قسم میں اس کو

مسلمانوں کے آنے جانے کی راہ سے ہٹادوں گا تا کہ ان کو تکلیف نہ ہو۔ اللہ تعالیٰ نے اس کو جنت میں داخل کیا۔

1796: سیدنا ابو برزہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ میں نے کہا کہ یا نبی اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم! مجھے کوئی ایسی بات بتلایئے جس سے میں فائدہ اٹھاؤں تو آپ صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے فرمایا کہ مسلمانوں کی راہ سے تکلیف دینے والی چیز کو ہٹا دے۔

باب: جو کانٹا یا کوئی مصیبت مومن کو پہنچتی ہے اس کے ثواب کا بیان

1797: اسود کہتے ہیں کہ قریش کے چند جوان لوگ اُمّ المؤمنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کے پاس گئے اور وہ منیٰ میں تھیں وہ لوگ ہنس رہے تھے۔ اُمّ المؤمنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے پوچھا کہ تم کیوں ہنستے ہو؟ انہوں نے کہا کہ فلاں شخص خیمہ کی طناب پر گرا اور اس کی گردن یا آنکھ جاتے جاتے بچی۔ اُمّ المؤمنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے کہا کہ مت ہنسو اس لئے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے فرمایا کہ اگر مسلمان کو ایک کانٹا لگے یا اس سے زیادہ کوئی دکھ پہنچے تو اس کے لئے ایک درجہ بڑھے گا اور ایک گناہ اس کا مٹ جائے گا۔

باب: جو تکلیف اور رنج مومن کو پہنچتا ہے اس کے ثواب کا بیان

1798: سیدنا ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ اور سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ انہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم سے سنا آپ صلی اللہ علیہ والہ وسلم فرماتے تھے کہ مومن کو جب کوئی تکلیف یا ایذا یا بیماری یا رنج ہو یہاں تک کہ فکر جو اس کو ہوتی ہے تو اس کے گناہ مٹ جاتے ہیں۔

1799: سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ جب یہ آیت اتری کہ ''جو کوئی بُرائی

کرے گا اس کو اس کا بدلہ ملے گا' تو مسلمانوں پر بہت سخت گزرا (کہ ہر گناہ کے بدلے ضرور عذاب ہوگا) رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے فرمایا کہ میانہ روی اختیار کرو اور ٹھیک راستہ کو ڈھونڈو اور مسلمان کو (پیش آنے والی) ہر ایک مصیبت (اس کے لئے) گناہوں کا کفارہ ہے یہاں تک کہ ٹھوکر اور کانٹا بھی (لگے تو بہت سے گناہوں کا بدلہ دنیا ہی میں ہو جائے گا اور امید ہے کہ آخرت میں مواخذہ نہ ہو)۔

باب: ایک دوسرے کے ساتھ حسد بغض اور دشمنی کی ممانعت کے بارے میں

1800: سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے فرمایا کہ ایک دوسرے سے بغض مت رکھو اور ایک دوسرے سے حسد مت رکھو اور ایک دوسرے سے دشمنی مت رکھو اور اللہ کے بندو بھائیوں کی طرح رہو اور کسی مسلمان کو حلال نہیں ہے کہ اپنے بھائی سے تین دن سے زیادہ تک (بغض کی وجہ سے) بولنا چھوڑ دے۔

باب: ان دونوں میں اچھا وہ ہے جو سلام کی ابتداء کرے

1801: سیدنا ابو ایوب انصاری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے فرمایا کہ کسی مسلمان کو یہ بات درست نہیں ہے کہ وہ اپنے مسلمان بھائی سے تین راتوں سے زیادہ تک (بولنا) چھوڑ دے اس طرح پر کہ وہ دونوں ملیں اور ایک اپنا منہ ادھر اور دوسرا اپنا منہ اُدھر پھیر لے اور ان دونوں میں بہتر وہ ہوگا جو سلام میں پہل کرے گا۔

باب: کینہ رکھنے اور آپس میں قطع کلامی کے متعلق

1802: سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے فرمایا کہ جنت کے دروازے پیر اور جمعرات کے دن کھولے جاتے ہیں۔ پھر ہر ایک بندے کی مغفرت ہوتی ہے جو اللہ تعالیٰ کے ساتھ کسی کو شریک نہیں کرتا لیکن وہ شخص جو اپنے بھائی سے کینہ رکھتا ہے اس کی مغفرت نہیں ہوتی اور حکم ہوتا ہے کہ ان دونوں کو دیکھتے رہو جب تک کہ صلح کر لیں ان دونوں کو دیکھتے رہو جب تک کہ صلح کر لیں (جب صلح کر لیں گے تو ان کی مغفرت ہوگی)۔

باب: بدگمانی

1803: سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے فرمایا کہ تم بدگمانی سے بچو کیونکہ بدگمانی بڑا جھوٹ ہے اور کسی کی باتوں پر کان مت لگاؤ اور جاسوسی نہ کرو اور (دنیا میں) رشک مت کرو (لیکن دین میں درست ہے) اور حسد نہ کرو اور بغض مت رکھو اور دشمنی مت کرو اور اللہ کے بندے اور (آپس میں) بھائی بھائی بن جاؤ۔

باب: نمازیوں کے درمیان شیطان کی لڑائی کرانے کے بیان میں

1804: سیدنا جابر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ میں نے نبی صلی اللہ علیہ والہ وسلم سے سنا آپ صلی اللہ علیہ والہ وسلم فرماتے تھے کہ بیشک شیطان اس بات سے ناامید ہو گیا ہے کہ اس کو نمازی لوگ عرب کے جزیرہ میں پوجیں (جیسے جاہلیت کے دور میں پوجتے تھے) لیکن شیطان ان کو بھڑکا دے گا (یعنی آپس میں لڑائی کرانے میں پُرامید ہے)۔

باب: ہر انسان کے ساتھ شیطان ہے۔

1805: اُمّ المؤمنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم رات کو ان کے پاس سے نکلے ان کو غیرت آئی (وہ یہ سمجھیں کہ آپ صلی اللہ علیہ والہ وسلم اور کسی بی بی کے پاس تشریف لے گئے ہیں) پھر آپ صلی اللہ علیہ والہ وسلم آئے اور میرا حال دیکھا تو آپ صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے فرمایا کہ اے عائشہ! تجھے کیا ہوا؟ کیا تجھے غیرت آئی؟ میں نے کہا کہ مجھے کیا ہوا جو میری سی بی بی (کم عمر خوبصورت) کو آپ جیسے خاوند پر رشک نہ آئے رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے فرمایا کہ کیا تیرا شیطان تیرے پاس آ گیا؟ میں نے عرض کیا کہ یارسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم! کیا میرے ساتھ شیطان ہے؟ آپ صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے فرمایا کہ ہاں۔ میں نے کہا کہ کیا وہ ہر انسان کے ساتھ ہے؟ آپ صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے فرمایا کہ ہاں پھر میں عرض کیا کہ یارسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم! آپ کے ساتھ بھی ہے؟ آپ صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے فرمایا کہ ہاں لیکن میرا پروردگار میری مدد کرتا ہے حتیٰ کہ میں سلامت رہتا ہوں (یا وہ شیطان مسلمان ہو گیا)۔

باب: گلہ کرنے کی ممانعت میں

1806: سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے فرمایا کہ کیا تم جانتے ہو کہ غیبت کیا ہے؟ لوگوں نے کہا کہ اللہ اور اس کا رسول صلی اللہ علیہ والہ وسلم خوب جانتے ہیں آپ صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے فرمایا کہ غیبت یہ ہے کہ تو اپنے بھائی کا ذکر اس طرح پر کرے کہ (اگر وہ سامنے ہو تو) اس کو ناگوار گزرے۔ لوگوں نے کہا کہ یارسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم! اگر

ہمارے بھائی میں وہ عیب موجود ہوتو؟ آپ صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے فرمایا کہ جب ہی تو یہ غیبت ہوگی نہیں تو بہتان اور افتراء ہے۔

باب: چغل خوری کی ممانعت میں

1807: سیدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ بیشک محمد صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے فرمایا کہ کیا میں تمہیں یہ نہ بتلاؤں کہ بہتان قبیح کیا چیز ہے؟ وہ چغلی ہے جو لوگوں میں عداوت ڈالے اور محمد صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے فرمایا کہ آدمی سچ بولتا ہے یہاں تک کہ اللہ کے نزدیک سچا لکھا جاتا ہے اور جھوٹ بولتا ہے یہاں تک کہ اللہ کے نزدیک جھوٹا لکھ لیا جاتا ہے۔

باب: چغل خور آدمی جنت میں نہ جائے گا۔

1808: ہمام بن حارث کہتے ہیں کہ ہم سیدنا حذیفہ رضی اللہ عنہ کے پاس مسجد میں بیٹھے تھے کہ ایک آدمی آیا اور ہمارے پاس آ کر بیٹھ گیا تو لوگوں نے سیدنا حذیفہ رضی اللہ عنہ سے کہا کہ بادشاہ تک بات پہنچاتا ہے۔ سیدنا حذیفہ رضی اللہ عنہ نے اس کو سنانے کی نیت سے کہا کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم سے سنا آپ صلی اللہ علیہ والہ وسلم فرماتے تھے کہ چغل خور جنت میں نہ جائے گا۔

باب: دومنہ والے کی مذمت کے بارے میں

اس باب کے بارے میں سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی حدیث فضیلتوں کے باب میں گزر چکی ہے۔ (دیکھئے حدیث: 1744)۔

باب: سچ اور جھوٹ کے بارے میں

1809: سیدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے فرمایا کہ تم سچ کو لازم کرلو کیونکہ سچ نیکی کی طرف راہ دکھاتا ہے اور نیکی

جنت کو لے جاتی ہے اور آدمی سچ بولتا ہے یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک سچا لکھ لیا جاتا ہے اور جھوٹ سے بچو کیونکہ جھوٹ بُرائی کی طرف راہ دکھاتا ہے اور بُرائی جہنم کو لے جاتی ہے اور آدمی جھوٹ بولتا رہتا ہے یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک جھوٹا لکھ لیا جاتا ہے۔

باب: جہاں جھوٹ بولنا جائز ہے اس کا بیان

1810: سیدہ اُمّ کلثوم بنت عقبہ بن ابی معیط رضی اللہ عنہا سے روایت ہے اور وہ مہاجراتِ اوّل میں سے تھیں جنہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم سے بیعت کی تھی کہ انہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم سے سنا اور آپ صلی اللہ علیہ والہ وسلم فرما رہے تھے کہ جھوٹا وہ نہیں جو لوگوں میں صلح کرا دے اور بہتر بات کہے یا لگائے۔ ابن شہاب نے کہا کہ میں نے نہیں سنا کہ کسی جھوٹ میں رخصت دی گئی ہو مگر تین موقعوں پر ایک تو لڑائی میں دوسرے لوگوں میں صلح کرانے کے لئے تیسرے خاوند کو بیوی سے اور بیوی کو خاوند سے۔ (مذاق اور خوش طبعی میں عورت مرد سے اور مرد عورت سے جھوٹ بول سکتا ہے)۔

باب: جاہلیت کے دعویٰ کی ممانعت میں

1811: سیدنا جابر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ ہم نبی صلی اللہ علیہ والہ وسلم کے ساتھ ایک غزوہ میں تھے تو ایک مہاجر نے ایک انصار کی سرین پر مارا (ہاتھ سے یا تلوار سے) انصاری نے آواز دی کہ اے انصار دوڑو! اور مہاجر نے آواز دی کہ اے مہاجرین دوڑو! رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے فرمایا کہ یہ تو جاہلیت کا سا پکارنا ہے لوگوں نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم! ایک مہاجر نے ایک انصاری کی سرین پر مارا آپ صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے فرمایا کہ اس بات کو

چھوڑو کہ یہ گندی بات ہے یہ خبر عبداللہ بن ابی (منافق) کو پہنچی تو وہ بولا کہ مہاجرین نے ایسا کیا اللہ کی قسم ہم مدینہ کو لوٹیں گے تو ہم میں سے عزت والا شخص ذلیل شخص کو وہاں سے نکال دے گا (معاذ اللہ اس منافق نے اپنے آپ کو عزت والا قرار دیا اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم کو ذلیل کہا) سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم! مجھے اس منافق کی گردن مارنے دیجئے۔ آپ صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے فرمایا کہ جانے دے اے عمر! کہیں لوگ یہ نہ کہیں کہ محمد صلی اللہ علیہ والہ وسلم اپنے ساتھیوں کو قتل کرتے ہیں۔ (گو وہ مردود اسی قابل تھا لیکن آپ صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے مصلحت سے اس کو سزا نہ دی)۔

باب: گالی نکالنے کی ممانعت میں

1812: سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے فرمایا کہ دو شخص جب گالی گلوچ کریں تو دونوں کا گناہ اسی پر ہوگا جو ابتداء کرے گا جب تک مظلوم زیادتی نہ کرلے۔

باب: زمانہ کو گالی دینے کی ممانعت میں

1813: سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ عزوجل فرماتا ہے کہ مجھے آدمی تکلیف دیتا ہے کہتا ہے کہ ہائے کمبختی زمانے کی تو کوئی تم میں سے یوں نہ کہے کہ ہائے کمبختی زمانے کی اس لئے کہ زمانہ میں ہوں رات اور دن میں لاتا ہوں جب میں چاہوں گا تو رات اور دن ختم کر دوں گا۔ (جب رات دن کو پیدا کرنے والا اللہ تعالیٰ ہے تو رات اور دن کو یعنی زمانہ کو گالیاں دینا دراصل اللہ کو گالی دینا ہوگا)۔

1814: سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نبی صلی اللہ علیہ والہ وسلم سے روایت کرتے

ہیں کہ آپ صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے فرمایا کہ تم میں سے کوئی بھی زمانے کو بُرا نہ کہے اس لئے کہ اللہ تعالیٰ خود زمانہ ہے (یعنی زمانہ کچھ نہیں کرسکتا کرنے والا تو اللہ تعالیٰ ہی ہے)۔

باب: کوئی آدمی اپنے بھائی کی طرف ہتھیار سے اشارہ نہ کرے۔

1815: سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے فرمایا کہ تم میں سے کوئی اپنے بھائی کو ہتھیار سے نہ دھمکائے معلوم نہیں کہ شیطان اس کے ہاتھ کو ڈگمگائے (اور ہاتھ چل جائے) پھر (اپنے بھائی کو مارنے کے سبب) جہنم کے گڑھے میں جائے۔

باب: مسجد میں تیر کو اس کے پیکان (نوک) سے پکڑ کر آئے (تا کہ کسی کو زخمی نہ کردے)۔

1816: سیدنا جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ آپ صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے ایک شخص کو جو کہ مسجد کے قریب تیر بانٹتا تھا یہ حکم دیا کہ جب تیر لے کر نکلے تو ان کی پیکان تھام لیا کرے۔

1817: سیدنا ابوموسیٰ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے فرمایا کہ جب کوئی تم میں سے مسجد یا بازار میں گزرے اور اس کے ہاتھ میں تیر ہوں تو چاہیئے کہ ان کو نوک سے اپنے ہاتھ میں پکڑ لے پھر نوک سے پکڑ لے پھر نوک سے پکڑ لے (تین بار تاکید کے لئے فرمایا) سیدنا ابوموسیٰ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ اللہ کی قسم ہم نہیں مرے یہاں تک کہ ہم نے تیر کو ایک دوسرے کے منہ پر لگایا۔ (یعنی آپس میں لڑے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم کے ارشاد کے خلاف کیا)۔

باب: منہ پر مارنے کی ممانعت میں

1818: سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے فرمایا کہ جب کوئی تم میں سے اپنے بھائی سے لڑے تو اس کے منہ سے بچے (یعنی منہ پر نہ مارے)۔

1819: سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے فرمایا کہ جب تم میں سے کوئی اپنے بھائی سے لڑے تو اس کے منہ سے بچا رہے اس لئے کہ اللہ تعالیٰ نے آدمی کو اپنی صورت پر بنایا ہے۔

باب: جانوروں کو لعنت کرنے اور اس کی وعید کے بارے میں

1820: سیدنا عمران بن حصین رضی اللہ عنہما کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم ایک سفر میں تھے اور ایک انصاری عورت ایک اونٹنی پر سوار تھی وہ تڑپی تو عورت نے اس پر لعنت کی۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے سنا اور فرمایا کہ اس اونٹنی پر جو کچھ ہے وہ اتار لو اور اس کو چھوڑ دو کیونکہ وہ ملعون ہے۔ سیدنا عمران رضی اللہ عنہما نے کہا کہ گویا میں اس اونٹنی کو اس وقت دیکھ رہا ہوں کہ وہ پھرتی تھی اور لوگوں میں سے کوئی اس کی پرواہ نہ کرتا تھا۔

باب: آدمی کے لئے یہ بات مکروہ ہے کہ وہ لعنت کرنے والا ہو۔

1821: سیدنا ابو درداء رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم سے سنا آپ صلی اللہ علیہ والہ وسلم فرماتے تھے کہ جو لوگ لعنت کرتے ہیں وہ قیامت کے دن کسی کی شفاعت نہ کریں گے نہ گواہ ہوں گے۔

1822: سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم سے کہا گیا کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم! مشرکوں پر بد دعا کیجئے تو آپ صلی

اللہ علیہ والہ وسلم نے فرمایا کہ میں اس لئے نہیں بھیجا گیا کہ لوگوں پر لعنت کروں بلکہ رحمت کا سبب بن کر بھیجا گیا ہوں (تو میرے آنے سے اللہ کی رحمت لوگوں پر زیادہ ہوگی نہ کہ لعنت۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ وَمَآ اَرْسَلْنٰكَ اِلَّا رَحْمَةً لِّلْعٰلَمِيْنَ۔ یعنی ہم نے آپ (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) کو جہان والوں پر رحمت کرنے کے لئے بھیجا ہے)۔

باب: جو کہتا ہے کہ لوگ ہلاک ہو گئے اس کے بارے میں۔

1823: سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے فرمایا کہ جب کوئی (اپنے آپ کو عمدہ اور لوگوں کو حقیر جان کر) یہ کہے کہ لوگ ہلاک ہوئے تو وہ خود سب سے زیادہ ہلاک ہونے والا ہے (اور اگر افسوس یا رنج سے دین کی خرابی پر کہے تو منع نہیں ہے)۔

ابو اسحٰق (ابن محمد بن سفیان) نے کہ میں نہیں جانتا کہ حدیث میں لفظ ہے یا لفظ ہے۔

باب: بات کو بڑھا چڑھا کر یا بے فائدہ گفتگو کرنے والے ہلاک ہو گئے۔

1824: سیدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے فرمایا کہ بال کی کھال نکالنے والے تباہ ہوئے (یعنی بے فائدہ موشگافی کرنے والے حد سے زیادہ بڑھنے والے اور تعصب کرنے والے)۔ تین بار یہی فرمایا۔

باب: نبی صلی اللہ علیہ والہ وسلم کی بد دعا مومنین کے لئے رحمت ہے۔

1825: اُمّ المؤمنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں کہ دو شخص رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم کے پاس آئے اور میں نہیں جانتی کہ انہوں نے آپ صلی اللہ علیہ

والہ وسلم سے کیا باتیں کیں آپ صلی اللہ علیہ والہ وسلم کو غصہ آیا تو آپ صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے ان دونوں پر لعنت کی اور ان کو بُرا کہا۔ جب وہ باہر نکلے تو میں نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم! ان دونوں کو کچھ فائدہ نہ ہوگا۔ آپ صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے فرمایا کہ کیوں؟ میں نے عرض کیا کہ اس وجہ سے کہ آپ صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے ان پر لعنت کی اور ان کو بُرا کہا آپ صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے فرمایا کہ تجھے معلوم نہیں جو میں نے اپنے رب سے شرط کی ہے۔ میں نے عرض کیا ہے کہ اے میرے مالک! میں آدمی ہوں تو جس مسلمان پر میں لعنت کروں یا اس کو بُرا کہوں تو اس کو پاک کر اور ثواب دے۔

1826: سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ سیدہ اُمّ سلیم رضی اللہ عنہا کے پاس ایک یتیم لڑکی تھی جس کو اُمّ انس کہتے تھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے اس لڑکی کو دیکھا تو فرمایا کہ وہ لڑکی تو بڑی ہوگئی اللہ کرے تیری عمر بڑی نہ ہو۔ وہ لڑکی یہ سن کر اُمّ سلیم رضی اللہ عنہا کے پاس روتی ہوئی گئی تو اُمّ سلیم رضی اللہ عنہا نے کہا کہ بیٹی تجھے کیا ہوا؟ وہ بولی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے مجھ پر بد دعا کی کہ میری عمر بڑی نہ ہو۔ اب میں کبھی بڑی نہ ہوں گی یا یہ فرمایا کہ تیری ہم جھولی بڑی نہ ہو۔ یہ سن کر سیدہ اُمّ سلیم رضی اللہ عنہا جلدی سے اپنی اوڑھنی اوڑھتی ہوئی نکلیں اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم سے ملیں تو آپ صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے فرمایا کہ کیا ہے اُمّ سلیم! وہ بولیں کہ اے اللہ کے نبی صلی اللہ علیہ والہ وسلم! آپ نے میری یتیم لڑکی کو بد دعاء کی؟ آپ صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے پوچھا کہ کیا بد دعاء؟ وہ بولیں کہ وہ کہتی ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے فرمایا کہ اس کی یا اس کی ہمجھولی کی عمر دراز نہ ہو تو یہ سن کر آپ صلی اللہ علیہ والہ وسلم ہنسے اور فرمایا کہ اے اُمّ سلیم! تو نہیں جانتی کہ میں نے اپنے رب سے شرط کی ہے۔ میری شرط یہ ہے کہ میں

نے عرض کیا کہ اے رب میں ایک آدمی ہوں اور خوش ہوتا ہوں جیسے آدمی خوش ہوتا ہے اور غصہ ہوتا ہوں جیسے آدمی غصہ ہوتا ہے تو میں اپنی امت میں سے جس کسی پر بد دعا کروں، ایسی بد دعا جس کے وہ لائق نہیں تو اس کے لئے قیامت کے دن پاکی کرنا اور طہارت اور اپنا قرب عطا کرنا۔

اور ابو معن نے کہا کہ اس حدیث میں تینوں جگہ کی بجائے تصغیر کے ساتھ بیان کیا ہے۔

1827: سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما کہتے ہیں کہ میں بچوں کے ساتھ کھیل رہا تھا اتنے میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم تشریف لائے اور میں ایک دروازے کے پیچھے چھپ گیا تو آپ صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے ہاتھ مبارک سے مجھے (پیار سے) تھپکا اور فرمایا کہ جا معاویہ کو بلا لا۔ میں گیا پھر لوٹ کر آیا اور میں نے کہا کہ وہ کھانا کھاتے ہیں۔ آپ صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے پھر فرمایا کہ جا اور معاویہ کو بلا لا۔ میں پھر لوٹ کر آیا اور کہا کہ وہ کھانا کھاتے ہیں آپ صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ اس کا پیٹ نہ بھرے۔

ابن مثنیٰ نے کہا کہ میں نے امیہ سے کہا کہ کا کیا مطلب ہے؟ انہوں نے فرمایا کہ اس کا معنی ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے گدی پر ابن عباس رضی اللہ عنہما کو مارا۔

ظلم کے بیان میں

:ظلم کرنا حرام ہے اور استغفار اور توبہ کرنے کا حکم۔

1828: سیدنا ابوذرؓ نبی (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) سے روایت کرتے ہیں کہ آپ (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) نے اللہ تعالیٰ سے سنا، اس نے فرمایا کہ اے میرے بندو! میں نے ظلم کو اپنے اوپر حرام کیا اور تم پر بھی حرام کیا تو تم آپس میں ایکدوسرے پر ظلم مت کرو۔ اے میرے بندو! تم سب گمراہ ہو مگر جس کو میں راہ بتلاؤں۔ اے میرے بندو! تم سب بھوکے ہو مگر جس کو میں کھلاؤں پس تم مجھ سے کھانا مانگو میں تمہیں کھلاؤں گا۔ اے میرے بندو! تم سب ننگے ہو مگر جس کو میں پہناؤں تو پس مجھ سے کپڑا مانگو میں تمہیں پہناؤں گا۔ اے میرے بندو! تم میرا نقصان نہیں کر سکتے اور نہ مجھے فائدہ پہنچا سکتے ہو اگر تمہارے اگلے اور پچھلے اور آدمی اور جنات سب ایسے ہو جائیں جیسے تم میں بڑا پرہیزگار شخص تو میری سلطنت میں کچھ اضافہ نہ ہوگا اور اگر تمہارے اگلے اور پچھلے اور آدمی اور جنات اور سب ایسے ہو جائیں جیسے تم میں سے سب سے بڑا بدکار شخص تو میری سلطنت میں سے کچھ کم نہ ہوگا۔ اے میرے بندو! اگر تمہارے اگلے اور پچھلے اور آدمی اور جنات سب ایک میدان میں کھڑے ہوں پھر مجھ سے مانگنا شروع کریں اور میں ہر ایک کو جو وہ مانگے دیدوں تب بھی میرے پاس جو کچھ ہے وہ کم نہ ہوگا مگر اتنا جیسے دریا میں سوئی ڈبو کر نکال لو (تو دریا کا پانی جتنا کم ہو جاتا ہے اتنا بھی میرا خزانہ کم نہ ہوگا اس لئے کہ دریا کتنا ہی بڑا ہو آخر محدود ہے اور میرا خزانہ بے انتہا ہے پر یہ صرف مثال ہے)۔ اے میرے بندو! یہ تو تمہارے ہی اعمال ہیں جن کو تمہارے لئے شمار کرتا رہتا ہوں پھر تمہیں ان اعمال کا پورا بدلہ دوں گا پس جو شخص بہتر بدلہ پائے تو چاہیئے کہ اللہ کا شکر ادا کرے (کہ اس کی

کمائی بیکار نہ گئی اور جو بُرا بدلہ پائے تو اپنے تئیں بُرا سمجھے (کہ اس نے جیسا کیا ویسا پایا) سعید نے کہا کہ ابو ادریس خولانی جب یہ حدیث بیان کرتے تو اپنے گھٹنوں کے بل گر پڑتے۔

1829: سیدنا جابر بن عبداللہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) نے فرمایا کہ تم ظلم سے بچو کیونکہ ظلم قیامت کے دن اندھیرے ہیں (ظلم کو قیامت کے دن بوجہ تاریکی اور اندھیرے کے راہ نہ ملے گی) اور تم بخیلی سے بچو کیونکہ بخیلی نے تم سے پہلے لوگوں کو تباہ کیا۔ بخیلی کی وجہ سے (مال کی طمع) انہوں نے خون کئے اور حرام کو حلال کیا)۔

1830: سیدنا ابن عمرؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) نے فرمایا کہ مسلمان مسلمان کا بھائی ہے پس نہ اس پر ظلم کرے نہ اس کو تباہی میں ڈالے۔ جو شخص اپنے بھائی کے کام میں رہے گا اللہ تعالیٰ اس کے کام میں رہے گا اور جو شخص کسی مسلمان پر سے کوئی مصیبت دُور کرے گا اللہ تعالیٰ اس پر سے قیامت کی مصیبتوں میں سے ایک مصیبت دُور کرے گا اور جو شخص مسلمان کی پردہ پوشی کرے گا اللہ تعالیٰ قیامت کے دن اس کی پردہ پوشی کرے گا۔

ظالم کے لئے مہلت کا بیان:

1831: سیدنا ابوموسیٰؓ کہتے ہیں کہ رسول اللہ (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) نے فرمایا کہ بیشک اللہ عزوجل ظالم کو مہلت دیتا ہے (اس کی باگ ڈھیلی کرتا ہے تاکہ خوب شرارت کرلے اور عذاب کا مستحق ہو جائے) پھر جب پکڑتا ہے تو اس کو نہیں چھوڑتا اس کے بعد آپ صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے یہ آیت پڑھی کہ ''تیرا رب اسی طرح پکڑتا ہے جب بستیوں کو پکڑتا ہے یعنی ان بستیوں کو جو ظلم کرتی ہیں بیشک اس کی پکڑ سخت دکھوالی ہے'' (ھود:102)۔

:آدمی اپنے ظالم اور مظلوم بھائی کی مدد کرے۔

1832: سیدنا جابرؓ کہتے ہیں کہ دو لڑکے آپس میں لڑے۔ ایک مہاجرین میں سے تھا اور ایک انصار میں سے۔ مہاجر نے اپنے مہاجروں کو پکارا اور انصاری نے انصار کو تو رسول اللہ (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) باہر نکلے اور فرمایا کہ یہ تو جاہلیت کا سا پکارنا ہے (کہ ہر ایک اپنی قوم سے مدد لیتا ہے اور دوسری قوم سے لڑتا ہے اسلام میں سب مسلمان ایک ہیں) لوگوں نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم! (کچھ بڑا مقدمہ نہیں) دو لڑکے لڑے۔ ایک نے دوسرے کی سُرین پر مارا۔ آپ (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) نے فرمایا کہ تو کچھ ڈر نہیں (میں تو سمجھا تھا کہ کوئی بڑا فساد ہے) چاہیئے کہ آدمی اپنے بھائی کی مدد کرے چاہے وہ ظالم ہو یا مظلوم۔ اگر وہ ظالم ہے تو یہ مدد کرے کہ اس کو ظلم سے روکے اور اگر مظلوم ہے تو اس کی مدد کرے (اور اس کو ظالم کے پنجہ سے چھڑائے)۔

:ان لوگوں کے متعلق جو لوگوں کو تکلیف دیتے ہیں

1833: سیدنا عروہ بن زبیر سیدنا ہشام بن حکیم بن حزامؓ سے روایت کرتے ہیں، کہتے ہیں کہ ہشام (ملک) شام میں کچھ لوگوں کے قریب سے گزرے وہ دھوپ میں کھڑے کئے گئے تھے اور ان کے سروں پر تیل ڈالا گیا تھا۔ انہوں نے پوچھا کہ یہ کیا ہے؟ لوگوں نے کہا کہ سرکاری محصول دینے کے لئے ان کو سزا دی جاتی ہے انہوں نے کہا کہ کہ میں نے رسول اللہ (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) سے سنا ہے آپ (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) فرماتے تھے کہ اللہ ان لوگوں کو عذاب کرے گا جو دنیا میں لوگوں کو عذاب کرتے ہیں (یعنی ناحق تو اس عذاب میں وہ عذاب داخل نہیں ہے جو حدً ایا تعزیراً ہو)۔

: ظالموں کے گھروں میں مت جاؤ جنہوں نے اپنے پر ظلم کیا تھا مگر (یہ کہ تم اپنے رب سے ڈر کر) روتے ہوئے (گزرو)۔

1834: ابن شہاب سے روایت ہے اور وہ قوم ثمود کے مکانات جس کا نام حجر ہے اس کا ذکر کر رہے تھے اور کہا کہ سالم بن عبداللہ نے کہا کہ سیدنا عبداللہ بن عمرؓ نے فرمایا کہ ہم رسول اللہ (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) کے ساتھ حجر پر سے گزرے تو آپ (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) نے فرمایا کہ ظالموں کے گھروں میں مت جاؤ مگر روتے ہوئے اور بچو کہ کہیں تمہیں بھی وہ عذاب نہ ہو جو انہیں ہوا تھا پھر آپ (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) نے اپنی سواری کو ڈانٹا اور جلدی چلایا یہاں تک کہ حجر پیچھے رہ گیا۔

:معذب لوگوں کے کنوؤں سے پانی پینے کے بارے میں

1835: سیدنا عبداللہ بن عمرؓ سے روایت ہے کہ لوگ رسول اللہ (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) کے ساتھ حجر (یعنی ثمود کے ملک میں) اترے تو انہوں نے وہاں کے کنوؤں کا پانی پینے کے لئے لیا اور اس پانی سے آٹا گوندھا تو رسول اللہ (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) نے ان کو اس پانی کے بہا دینے کا حکم دیا اور آٹے کا حکم دیا کہ وہ اونٹوں کو کھلا دیں اور حکم دیا کہ پینے کا پانی اس کنوئیں سے لیں جس پر صالح علیہ السلام کی اونٹنی آتی تھی۔

:قصاص اور حقوق کی ادائیگی قیامت کے دن ہوگی۔

1836: سیدنا ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) نے فرمایا کہ تم جانتے ہو کہ مفلس کون ہے؟ لوگوں نے عرض کیا کہ ہم میں مفلس وہ ہے جس کے پاس روپیہ اور اسباب نہ ہو۔ آپ صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے فرمایا کہ مفلس میری امت میں قیامت کے دن وہ ہوگا جو نماز لائے گا اور روزہ اور زکوٰۃ۔

لیکن اس نے دنیا میں ایک کو گالی دی ہو گی دوسرے کو بدکاری کی تہمت لگائی ہو گی تیسرے کا مال کھالیا ہو گا چوتھے کا خون کیا ہو گا پانچویں کو مارا ہو گا پھر ان لوگوں کو (یعنی جن کو اس نے دنیا میں ستایا) اس کی نیکیاں مل جائیں گی اور جو اس کی نیکیاں اس کے گناہ ادا ہونے سے پہلے ختم ہو جائیں گی تو ان لوگوں کی برائیاں اس پر ڈالی جائیں گی آخر وہ جہنم میں ڈال دیا جائے گا۔

1837: سیدنا ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) نے فرمایا کہ تم قیامت کے دن حقداروں کے حق ادا کرو گے یہاں تک کہ بے سینگ والی بکری کا بدلہ سینگ والی بکری سے لیا جائے گا (گو کہ جانوروں کو عذاب وثواب نہیں لیکن قصاص ضرور ہو گا)۔

تقدیر کے بیان میں

اللہ تعالیٰ کے قول: ''ہم نے ہر چیز اندازۂ مقرر کے ساتھ پیدا کی ہے'' کے بارے میں۔

1838: سیدنا ابو ہریرہؓ کہتے ہیں کہ قریش کے مشرک تقدیر کے بارے میں جھگڑتے ہوئے رسول اللہ (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) کے پاس آئے تو یہ آیت اتری کہ ''جس دن اوندھے منہ جہنم میں گھسیٹے جائیں گے اور کہا جائے گا کہ چکھو جہنم کا لگنا۔ ہم نے ہر چیز کو تقدیر کے ساتھ پیدا کیا ہے'' (القمر: 49-48)۔ (اس حدیث سے معلوم ہوا کہ اس آیت میں قدر سے یہی تقدیر مراد ہے اور بعض نے اس کے یہ معنی کئے ہیں کہ ہم نے ہر چیز کو اس کے اندازے پر پیدا کیا یعنی جتنا مناسب تھا)۔

ہر چیز تقدیر سے ہے یہاں تک کہ عاجزی اور دانائی بھی۔

1839: طاؤس کہتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) کے کئی صحابیوں کو پایا وہ کہتے تھے کہ ہر چیز تقدیر سے ہے اور میں نے سیدنا عبداللہ بن عمرؓ سے سنا وہ کہتے تھے کہ میں نے رسول اللہ (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) سے سنا آپ (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) فرماتے تھے کہ ہر چیز تقدیر سے ہے یہاں تک کہ عاجزی اور دانائی بھی (یعنی بعض آدمی ہوشیار اور عقلمند ہوتے ہیں اور بعض بیوقوف اور کاہل ہوتے ہیں یہ بھی تقدیر سے ہے)۔

طاقت (کا مظاہرہ کرنے) کا حکم اور (اپنے کو) عاجز ظاہر کرنے سے پرہیز کرنے کا حکم

1840: سیدنا ابو ہریرہؓ کہتے ہیں کہ رسول اللہ (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) نے فرمایا کہ

زبردست مومن (زبردست مومن سے مراد وہ ہے جس کا ایمان قوی ہو اور وہ اللہ تعالیٰ پر بھروسا رکھتا ہو اور آخرت کے کاموں میں ہمت والا ہو) اللہ تعالیٰ کے نزدیک بہتر اور اللہ تعالیٰ کو زیادہ پسند ہے کمزور مومن کے مقابلے میں اور ہر ایک طرح کا مومن بہتر ہے تو ان کاموں کی حرص کر جو تیرے لئے مفید ہیں۔ (یعنی آخرت میں کام دیں گے) اور اللہ سے مدد مانگ اور ہمت مت ہار اور جو تجھ پر کوئی مصیبت آئے تو یوں مت کہہ کہ اگر میں ایسا کرتا یا ایسا کرتا تو یہ مصیبت نہ آتی لیکن یوں کہو کہ اللہ تعالیٰ کی تقدیر میں ایسا ہی تھا جو اس نے چاہا کیا اور اگر مگر کرنا شیطان کے لئے راہ کھولنا ہے۔ (یعنی جو اس اعتقاد سے کہے کہ اسباب کی تاثیر مستقل ہے اور اگر یہ سبب نہ ہوتا تو مصیبت نہ آتی تو وہ اسلام سے نکل گیا اس لئے کہ ہر ایک کام اللہ تعالیٰ کی مشیت کے بغیر نہیں ہوتا اور جو اللہ تعالیٰ کی مشیت پر اعتقاد رکھتا ہے اور جانتا ہے کہ اسباب کی تاثیر بھی اس کے حکم سے ہے اس کو اگر مگر کہنا جائز نہیں اور اس کی مثال یہ ہے کہ مومن کہتا ہے کہ بارش اچھی ہوئی اب کے غلہ بہت ہوگا اور کافر بھی کہتا ہے لیکن مومن کا کہنا اور اعتقاد سے ہے اور کافر کا کہنا اور اعتقاد سے اور جو اعتقاد کافر کا ہے اس اعتقاد سے یہ کلمہ کہنا درست نہیں ہے اور مومن کے اعتقاد سے درست ہے۔

پیدائش سے پہلے تقدیر کا لکھا جانا:

1841: سیدنا عبداللہ بن عمرو بن عاصؓ کہتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) سے سنا آپ (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) فرماتے تھے کہ اللہ تعالیٰ نے مخلوقات کی تقدیر کو آسمان اور زمین کے بنانے سے پچاس ہزار برس پہلے لکھا اور اس وقت اللہ تعالیٰ کا عرش پانی پر تھا۔

تقدیر کے ثبوت میں اور سیدنا آدم اور سیدنا موسیٰ علیہما السلام کی آپس میں بحث کا بیان :

1842: سیدنا ابو ہریرہؓ کہتے ہیں کہ رسول اللہ (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) نے فرمایا کہ آدم اور موسیٰ علیہما السلام نے اپنے رب کے پاس بحث کی تو آدم علیہ السلام موسیٰ علیہ السلام پر غالب ہوئے۔ موسیٰ علیہ السلام نے کہا کہ تم وہی آدم ہو جن کو اللہ تعالیٰ نے اپنے ہاتھ سے بنایا اور اپنی روح تم میں پھونکی اور تمہیں فرشتوں سے سجدہ کرایا (یعنی سلامی کا سجدہ نہ کہ عبادت کا اور سلامی کا سجدہ اس وقت جائز تھا اور ہمارے دین میں اللہ کے سوا کسی دوسرے کو سجدہ کرنا حرام ہو گیا) اور تمہیں اپنی جنت میں رہنے کو جگہ دی پھر تم نے اپنی خطا کی وجہ سے لوگوں کو زمین پر (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) تار۔ آدم علیہ السلام نے کہا کہ تم وہ موسیٰ ہو جن کو اللہ تعالیٰ نے اپنا پیغمبر کر کے اور کلام کر کے چن لیا اور تمہیں اللہ تعالیٰ نے تورات شریف کی تختیاں دیں جن میں ہر بات کا بیان ہے اور تمہیں سرگوشی کے لئے اپنے نزدیک کیا اور تم کیا سمجھتے ہو کہ اللہ تعالیٰ نے تورات کو میرے پیدا ہونے سے کتنی مدت پہلے لکھا ہے؟ سیدنا موسیٰ علیہ السلام نے کہا کہ چالیس برس۔ آدم علیہ السلام نے کہا کہ تم نے تورات میں نہیں پڑھا کہ آدم نے اپنے رب کے فرمانے کے خلاف کیا اور بھٹک گیا۔ موسیٰ علیہ السلام نے کہا کہ کیوں نہیں میں نے پڑھا ہے۔ آدم علیہ السلام نے کہا کہ پھر تم مجھے اس کام کے کرنے پر ملامت کرتے ہو جو اللہ عزوجل نے میری تقدیر میں میرے پیدا ہونے سے چالیس برس پہلے لکھ دیا؟ رسول اللہ (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) نے فرمایا کہ پس آدم علیہ السلام موسیٰ علیہ السلام پر غالب آئے۔

1843: ابو اسود دئلی کہتے ہیں کہ مجھے سیدنا عمران بن حصینؓ نے کہا کہ تو کیا سمجھتا ہے

کہ آج جس کے لئے لوگ عمل کر رہے ہیں اور محنت اور مشقت اٹھا رہے ہیں آیا وہ بات فیصلہ پا چکی اور گزر گئی اگلی تقدیر کی رو سے یا آگے ہونے والی ہے رسول اللہ (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) کی حدیث سے اور حجت سے۔ میں نے کہا کہ وہ بات فیصلہ پا چکی اور گزر گئی۔ عمران نے کہا کہ تو پھر ظلم لازم آیا (اس لئے کہ (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) اللہ تعالیٰ نے جب کسی کی تقدیر میں جہنمی ہونا لکھ دیا تو پھر وہ اس کے خلاف کیونکر عمل کر سکتا ہے) یہ سن کر میں بہت گھبرایا اور میں نے کہا کہ ظلم نہیں ہے اس وجہ سے کہ ہر ایک چیز اللہ کی بنائی ہوئی ہے اور اسی کی ملک ہے اس سے کوئی نہیں پوچھ سکتا اور لوگوں سے البتہ پوچھ سکتے ہیں عمران نے کہا کہ اللہ تجھ پر رحم کرے میں نے یہ اس لئے پوچھا کہ تیری عقل کو آزماؤں۔ دو شخص (قبیلہ) مزینہ کے رسول اللہ (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) کے پاس آئے اور عرض کیا کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم ! آپ کیا فرماتے ہیں آج جس کے لئے لوگ عمل کر رہے ہیں اور محنت اٹھا رہے ہیں آیا فیصلہ ہو چکا اور تقدیر میں وہ بات گزر چکی یا آئندہ ہونے والا ہے اس حکم کی رو سے جس کو پیغمبر لے کر آئے اور ان پر حجت ثابت ہو چکی؟ آپ (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) نے فرمایا کہ نہیں بلکہ اس بات کا فیصلہ ہو چکا اور اس کی تصدیق اللہ کی کتاب سے ہوتی ہے اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے کہ ''قسم ہے جان کی اور قسم اس کی جس نے اس کو بنایا پھر اس کو بُرائی اور بھلائی بتادی'' (الشمس: 8-7)۔

تقدیر اور بدبختی اور نیک بختی کے بارے میں:

1844: سیدنا علیؓ کہتے ہیں کہ ہم بقیع میں ایک جنازہ کے ساتھ تھے اتنے میں رسول اللہ (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) تشریف لائے آپ صلی اللہ علیہ والہ وسلم بیٹھے ہم بھی آپ صلی اللہ علیہ والہ وسلم کے گرد بیٹھے اور آپ (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) کے پاس ایک چھڑی تھی آپ (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) سر جھکا کر بیٹھے اور

چھڑی سے زمین پر لکیریں کرنے لگے پھر آپ (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) نے فرمایا کہ تم میں سے کوئی ایسا نہیں ہے کوئی جان ایسی نہیں ہے جس کا ٹھکانہ اللہ نے جنت میں یا جہنم میں نہ لکھ دیا ہو اور یہ نہ لکھ دیا ہو کہ وہ نیک بخت ہے یا بد بخت ہے۔ ایک شخص بولا کہ یارسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم ! پھر ہم اپنے لکھے پر کیوں بھروسہ نہ کریں اور عمل کو چھوڑ دیں (یعنی تقدیر کے روبرو عمل کرنا بے فائدہ ہے جو قسمت میں ہے وہ ضرور ہوگا) تو آپ (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) نے فرمایا کہ جو نیک بختوں میں سے ہے وہ نیکوں کا کام جلدی کرے گا اور جو بدبختوں میں سے ہے وہ بدوں کا کام جلدی کرے گا اور فرمایا کہ عمل کرو۔ ہر ایک کو آسانی دی گئی ہے لیکن نیکوں کے لئے آسان کیا جائے گا نیکوں کے اعمال کرنا اور بدوں کے لئے آسان کیا جائے گا بدوں کے اعمال کرنا پھر آپ صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے یہ آیت پڑھی کہ ''پس جس نے خیرات کی اور ڈرا اور بہتر دین (یعنی اسلام) کو سچا جانا پس اس پر ہم نیکی کرنا آسان کردیں گے اور جو بخیل ہوا اور بے پرواہ بنا اور نیک دین کو اس نے جھٹلایا تو ہم اس پر کفر کی سخت راہ کو آسان کردیں گے'' (اللیل: 10...5)۔

اعمال کے خاتمہ کے متعلق:

1845: سیدنا ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) نے فرمایا کہ آدمی مدت تک اچھے کام کیا کرتا ہے (یعنی جنتیوں کے کام) پھر اس کا خاتمہ دوخیوں کے کام پر ہوتا ہے اور آدمی مدت تک جہنمیوں کے کام کرتا ہے پھر اس کا خاتمہ جنتیوں کے کام پر ہوتا ہے۔

اجل مقرر ہو چکی ہیں اور رزق تقسیم ہو چکے ہیں۔:

1846: سیدنا عبداللہ بن مسعودؓ کہتے ہیں کہ اُمّ المؤمنین اُمّ حبیبہ رضی اللہ عنہا نے

کہا کہ یا اللہ! تو مجھے میرے خاوند رسول اللہ (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) اور میرے باپ ابوسفیان اور میرے بھائی معاویہ سے مجھے فائدہ اٹھائے دے۔ پس رسول اللہ (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) نے ان سے فرمایا کہ تو نے اللہ تعالیٰ سے ان باتوں کے لئے کہا جن کی میعادیں مقرر ہیں اور قدم تک جو چلیں لکھے ہوئے ہیں اور روزیاں بٹی ہوئی ہیں ان میں سے کسی چیز کو اللہ اس کے وقت سے پہلے یا وقت کے بعد دیر سے کرنے والا نہیں ہے اگر تو اللہ سے یہ مانگتی کہ تجھے جہنم کے عذاب سے یا قبر کے عذاب سے بچائے تو بہتر ہوتا۔ ایک شخص بولا کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم ! بندر اور سور ان لوگوں میں سے ہیں جو مسخ ہوئے تھے آپ صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے جس قوم کو ہلاک کیا یا ان کو عذاب دیا ان کی نسل نہیں چلائی اور بندر اور سور تو ان لوگوں سے پہلے موجود تھے۔

انسانی پیدائش کس طرح ہوتی ہے اور شقاوت اور سعادت کے بارے میں:

1847: سیدنا عبداللہ بن مسعودؓ کہتے ہیں کہ رسول اللہ (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) نے ہم سے فرمایا اور آپ صلی اللہ علیہ والہ وسلم سچے ہیں اور سچے کئے گئے ہیں (فرمایا کہ) بیشک تم میں سے ہر ایک آدمی کا نطفہ اس کی ماں کے پیٹ میں چالیس دن جمع رہتا ہے پھر چالیس دن میں لہو کی پھٹکی ہو جاتا ہے پھر چالیس دن گوشت کی بوٹی بن جاتا ہے پھر اللہ تعالیٰ اس کی طرف فرشتے کو بھیجتا ہے وہ اس میں روح پھونکتا ہے اور اس کو چار باتوں کا حکم ہوتا ہے ایک تو اس کی روزی لکھنا (یعنی محتاج ہوگا یا مالدار) دوسرے اس کی عمر لکھنا (کہ کتنا جئے گا) اور اس کے عمل لکھتا ہے (کہ کیا کیا کرے گا) اور یہ لکھتا ہے کہ نیک بخت (جنتی) ہوگا یا بد بخت (جہنمی) ہوگا۔ پس میں قسم کھاتا ہوں اس کی جس کے سوا کوئی معبود نہیں ہے کہ بیشک تم لوگوں میں سے کوئی بہشتیوں کے کام کرتا ہے یہاں تک کہ اس میں اور بہشت میں بالشت بھر

کا فاصلہ رہ جاتا ہے (یعنی بہت قریب ہو جاتا ہے) پھر تقدیر کا لکھا اس پر غالب ہو جاتا ہے پس وہ دوزخیوں کے کام کرنے لگتا ہے پھر دوزخ میں جاتا ہے۔ اور مقرر کوئی آدمی عمر بھر دوزخیوں کے کام کیا کرتا ہے یہاں تک کہ دوزخ میں اور اس میں سوائے ایک ہاتھ بھر کے کچھ فرق نہیں رہتا ہے پھر تقدیر کا لکھا اس پر غالب ہوتا ہے پس وہ بہشتیوں کے کام کرنے لگتا ہے پھر بہشت میں جاتا ہے۔

1848: سیدنا حذیفہ بن اسیدؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) نے فرمایا کہ فرشتہ نطفے کے پاس جاتا ہے جب وہ بچہ دان میں ٹھہر جاتا ہے چالیس یا پینتالیس دن کے بعد وہ کہتا ہے کہ اے رب اس کو بد بخت لکھوں یا نیک بخت؟ پھر اللہ تعالیٰ جو کہتا ہے ویسا ہی لکھتا ہے۔ پھر کہتا ہے کہ مرد لکھوں یا عورت؟ پھر اللہ تعالیٰ جو فرماتا ہے ویسا ہی لکھتا ہے اور اس کا عمل اور عمر اور روزی لکھتا ہے پھر کتاب لپیٹ دی جاتی ہے نہ اس سے کوئی چیز بڑھتی ہے نہ گھٹتی ہے۔

1849: سیدنا عامر بن واثلہ سے روایت ہے کہ انہوں نے سیدنا ابن مسعودؓ سے سنا وہ کہتے تھے کہ بد بخت وہ ہے جو اپنی ماں کے پیٹ سے بد بخت ہے اور نیک بخت وہ ہے جو دوسرے سے نصیحت پائے۔

عامر بن واثلہ سیدنا عبداللہ بن مسعودؓ سے یہ سن کر رسول اللہ (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) کے ایک صحابی کے پاس آئے جن کو سیدنا حذیفہ بن اسید غفاریؓ کہتے تھے اور ان سے یہ حدیث بیان کی کہ بغیر عمل کے آدمی کیسے بد بخت ہوگا؟ حذیفہ بولے کہ تو اس سے تعجب کرتا ہے؟ میں نے رسول اللہ (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) سے سنا آپ صلی اللہ علیہ والہ وسلم فرماتے تھے کہ جب نطفہ پر بیالیس راتیں گزر جاتی ہیں تو اللہ تعالیٰ ایک فرشتہ بھیجتا ہے اس کے پاس وہ اس کی صورت بناتا ہے اور اس کے کان آنکھ اور کھال اور گوشت اور ہڈی بناتا ہے پھر عرض کرتا ہے کہ اے رب! یہ مرد ہو یا عورت؟

پھر اللہ تعالیٰ جو چاہتا ہے حکم کرتا ہے اور فرشتہ لکھ لیتا ہے پھر عرض کرتا ہے کہ اے رب! اس کی عمر کیا ہے؟ پھر اللہ تعالیٰ جو چاہتا ہے حکم کرتا ہے اور فرشتہ لکھ لیتا ہے پھر عرض کرتا ہے کہ اے رب! اس کی روزی کیا ہے؟ پھر جو اللہ تعالیٰ چاہتا ہے وہ حکم کرتا ہے اور فرشتہ لکھ لیتا ہے پھر وہ فرشتہ اپنے ہاتھ میں یہ کتاب باہر لے کر نکلتا ہے اور اس سے نہ کوئی بڑھتا ہے اور نہ گھٹتا ہے۔

اور ایک روایت میں اتنا زیادہ ہے کہ (فرشتہ پوچھتا ہے کہ) یہ تندرست اعضاء والا ہو یا عیب دار پھر اللہ اس کو عیب سے پاک یا عیب والا پیدا کرتا ہے۔

:انسان کی تقدیر میں اس کا حصہ زنا لکھ دیا گیا ہے۔

1850: سیدنا ابو ہریرہؓ نبی (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) سے روایت کرتے ہیں کہ آپ (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) نے فرمایا کہ انسان کی تقدیر میں اسکا حصہ زنا کا لکھ دیا گیا ہے جس کو وہ خواہ مخواہ کرے گا تو آنکھوں کا زنا دیکھنا ہے اور کانوں کا زنا سننا ہے اور زبان کا زنا بات کرنا ہے اور ہاتھ کا زنا پکڑنا (اور چھونا) ہے اور پاؤں کا زنا جانا ہے (فاحشہ کی طرف) اور دل کا زنا خواہش اور تمنا ہے اور شرمگاہ ان باتوں کو سچ کرتی ہے یا جھوٹ۔

:اللہ تعالیٰ دلوں کو پھیرتا ہے جس طرح چاہتا ہے

1851: سیدنا عبداللہ بن عمرو بن عاصؓ سے روایت ہے کہ انہوں نے رسول اللہ (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) سے سنا آپ صلی اللہ علیہ والہ وسلم فرماتے تھے کہ آدمیوں کے دل پر اللہ تعالیٰ کی دو انگلیوں کے بیچ میں ہیں جیسے ایک دل ہوتا پھر اللہ تعالیٰ ان کو پھراتا ہے جس طرح چاہتا ہے پھر آپ (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) نے فرمایا کہ اے اللہ! دلوں کو پھیرنے والے ہمارے دلوں کو اپنی اطاعت پر پھیر دے۔

:ہر بچہ فطرت پر پیدا کیا جاتا ہے (پیدائش کے وقت مسلمان ہوتا ہے)۔

1852: سیدنا ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ وہ کہا کرتے تھے کہ رسول اللہ (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) نے فرمایا کہ ہر ایک بچہ فطرت پر پیدا ہوتا ہے (یعنی اس عہد پر جو روحوں سے لیا گیا تھا یا اس سعادت اور شقاوت پر جو خاتمہ میں ہونے والی ہے یا اسلام پر یا اسلام کی قابلیت پر) پھر اس کے ماں باپ اس کو یہودی بناتے ہیں اور نصرانی بناتے ہیں اور مجوسی بناتے ہیں جیسے جانور چار پاؤں والا وہ ہمیشہ سالم جانور جنتا ہے کسی کو تم دیکھتے ہو کان کٹا ہوا پیدا ہوا پھر سیدنا ابو ہریرہؓ کہتے ہیں کہ تمہارا جی چاہے تو اس آیت کو پڑھو کہ ''اللہ کی پیدائش جس پر لوگوں کو بنایا اللہ کی پیدائش نہیں بدلتی.....'' پوری آیت۔

:مشرکین کی اولاد کے متعلق

1853: سیدنا ابن عباسؓ کہتے ہیں کہ رسول اللہ (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) سے مشرکین کے بچوں کے بارے میں پوچھا گیا تو آپ (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ خوب جانتا ہے کہ وہ (بڑے ہو کر) کیا عمل کرتے۔

:اس لڑکے کے متعلق جس کو سیدنا خضر علیہ السلام نے قتل کیا تھا۔

1854: سیدنا ابی بن کعبؓ کہتے ہیں کہ رسول اللہ (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) نے فرمایا کہ وہ لڑکا جس کو سیدنا خضر علیہ السلام نے قتل کیا کافر پیدا ہوا تھا (یعنی بڑا ہو کر کافر ہو جاتا) اور اگر جیتا تو اپنے ماں باپ کو شرارت اور کفر میں پھنسا دیتا۔

:بچوں سے جو فوت ہوا اور اہلِ جنت اور اہل دوزخ کی پیدائش کا ذکر حالانکہ وہ ابھی اپنے باپوں کی پشت میں تھے۔

1855: اُمّ المؤمنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں کہ رسول اللہ (صلی اللہ

علیہ والہ وسلم) کو ایک بچے کے جنازہ پر بلایا گیا جو انصار میں سے تھا۔ میں نے کہا کہ یا رسول اللہ (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) خوشی ہو اس کو یہ تو جنت کی چڑیوں میں سے ایک چڑیا ہو گا نہ اس نے بُرائی کی نہ برائی کی عمر تک پہنچا آپ صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے فرمایا کہ اور کچھ کہتی ہے اے عائشہ؟ بیشک اللہ تعالیٰ نے جنت کے لئے لوگوں کو بنایا اور وہ اپنے باپوں کی پشت میں تھے اور جہنم کے لئے لوگوں کو بنایا ان کو جہنم کے لئے بنایا اور وہ اپنے باپوں کی پشت میں تھے۔

www.IqbalCyberLibrary.Net
All rights reserved.
©2002-2006

علم کے بیان میں

علم کے اٹھ جانے اور جہالت کے عام ہو جانے کے بیان میں:

1856: سیدنا انس بن مالکؓ کہتے ہیں کہ کیا میں تم سے ایک وہ حدیث بیان نہ کروں جس کو میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم سے سنا ہے اور میرے بعد کوئی ایسا شخص تم سے یہ حدیث بیان نہ کرے گا جس نے اس کو سنا ہو۔ رسول اللہ (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) نے فرمایا کہ قیامت کی نشانیوں میں سے ایک یہ ہے کہ علم اٹھ جائے گا اور جہالت پھیل جائے گی اور زنا کھلم کھلا ہوگا اور شراب پی جائے گی اور مرد کم ہو جائیں گے یہاں تک کہ پچاس عورتوں کے لئے ایک مرد ہوگا جو ان کی خبر گیری کرے گا (یعنی لڑائیوں میں بہت سارے مرد مارے جائیں گے) اور عورتیں رہ جائیں گی۔

علم کے قبض ہو جانے کے متعلق:

1857: سیدنا ابو ہریرہؓ کہتے ہیں کہ رسول اللہ (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) نے فرمایا کہ زمانہ قریب ہو جائے گا اور علم اٹھا لیا جائے گا (یعنی زمانہ قیامت کے قریب ہو جائے گا) اور عالم میں فساد پھیلیں گے اور دلوں میں بخیلی ڈال دی جائے گی (لوگ زکوٰۃ اور خیرات نہ دیں گے) اور ہرج بہت ہوگا۔ لوگوں نے کہا کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم! ہرج کیا ہے؟ آپ (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) نے فرمایا کہ کشت وخون (یعنی قتل وخونریزی)۔

علماء کا ختم ہونا (اور) علم ختم ہو جانے کے بارے میں:

1858: سیدنا عبداللہ بن عمرو بن عاصؓ کہتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) سے سنا آپ (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) فرماتے تھے کہ اللہ عزوجل اس

طرح علم نہیں اٹھائے گا کہ لوگوں کے دلوں سے چھین لے گا لیکن اس طرح اٹھائے گا کہ عالموں کو اٹھا لے گا یہاں تک کہ جب کوئی عالم نہ رہے گا تو لوگ جاہلوں کو اپنے سردار بنا لیں گے وہ بن جانے فتویٰ دیں گے اور وہ خود گمراہ ہوں گے اور دوسروں کو بھی گمراہ کریں گے۔

جو شخص اسلام میں اچھا یا بُرا طریقہ جاری کرے۔:

1859: سیدنا جریر بن عبداللہؓ کہتے ہیں کہ کچھ اعرابی لوگ رسول اللہ (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) کے پاس آئے وہ کمبل پہنے ہوئے تھے تو آپ صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے ان کا بُرا حال دیکھا تو لوگوں کو صدقہ دینے کی رغبت دلائی۔ لوگوں نے صدقہ دینے میں دیر کی یہاں تک کہ اس بات کا رنج آپ (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) کے چہرے پر معلوم ہوا۔ پھر ایک انصاری شخص روپوں کی ایک تھیلی لے کر آیا پھر دوسرا آیا یہاں تک کہ (صدقہ اور خیرات کا) تار بندھ گیا اور آپ صلی اللہ علیہ والہ وسلم کے چہرے پر خوشی معلوم ہونے لگی پھر آپ صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے فرمایا کہ جو شخص اسلام میں اچھا طریقہ جاری کرے (یعنی عمدہ کام کو جاری کرے جو شریعت کی رو سے ثواب ہو اور اس کا نمونہ قرآن وسنت میں موجود ہو) پھر لوگ اس کے بعد اس کام پر عمل کریں تو اس کو اتنا ثواب ہوگا جتنا سب عمل کرنے والوں کو ہوگا اور عمل کرنے والوں کے ثواب میں کچھ کمی نہ ہوگی اور جو اسلام میں بُرا طریقہ جاری کرے (مثلاً بدعت یا گناہ کا کام) اور لوگ اس کے بعد اس پر عمل کریں تو تمام عمل کرنے والوں کے برابر گناہ اس پر لکھا جائے گا اور عمل کرنے والوں کا گناہ کچھ کم نہ ہوگا۔

جو آدمی ہدایت یا گمراہی کی طرف بلاتا ہے:

1860: سیدنا ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) نے

فرمایا کہ جوشخص ہدایت کی طرف بلائے اس کو ہدایت پر چلنے والوں کا بھی ثواب ملے گا اور چلنے والوں کا ثواب کچھ کم نہ ہوگا اور جوشخص گمراہی کی طرف بلائے گا اس کو گناہ پر چلنے والوں کا بھی گناہ ہوگا اور چلنے والوں کا گناہ کچھ کم نہ ہوگا۔

قرآن کے علاوہ کچھ لکھنے اور نبی (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) پر جھوٹ بولنے سے بچنے کے متعلق۔

1861: سیدنا ابوسعید خدریؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) نے فرمایا کہ مت لکھو میرا کلام اور جس نے کچھ مجھ سے سن کر لکھا تو وہ اس کو مٹا ڈالے مگر قرآن کو نہ مٹائے البتہ میری حدیث بیان کرو اس میں کچھ حرج نہیں اور جوشخص قصداً میرے اوپر جھوٹ باندھے وہ اپنا ٹھکانہ جہنم میں بنالے

1862: سیدنا مغیرہ بن شعبہؓ کہتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) سے سنا آپ (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) فرماتے تھے کہ میرے اوپر جھوٹ باندھنا ایسا نہیں ہے جیسے کسی اور پر جھوٹ باندھنا (کیونکہ اور کسی پر جھوٹ باندھنے سے جھوٹ بولنے والے کا نقصان ہوگا یا جس پر جھوٹ باندھا اس کا بھی یا اور تین آدمیوں کا سہی لیکن رسول اللہ (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) پر جھوٹ باندھنے سے ایک عالم گمراہ ہوگا اور دنیا کو نقصان پہنچے گا) پھر جوشخص مجھ پر جھوٹ باندھے وہ اپنا ٹھکانہ جہنم میں بنالے۔

1863: سیدنا سمرہ بن جندب اور مغیرہ بن شعبہؓ کہتے ہیں کہ رسول اللہ (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) نے فرمایا کہ جوشخص مجھ سے حدیث نقل کرے اور وہ خیال کرتا ہو کہ یہ جھوٹ ہے تو وہ خود جھوٹا ہے۔

دعاء کے مسائل

: اللہ تعالیٰ کے ناموں کے متعلق اور (اس شخص کے متعلق) جو ان کو یاد کرتا ہے۔

1864: سیدنا ابو ہریرہؓ نبی (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) سے روایت کرتے ہیں کہ آپ (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) نے فرمایا کہ اللہ جل جلالہٗ کے ننانوے نام ہیں جو کوئی ان کو یاد کر لے (یعنی ان ناموں کے معنی پر عقیدہ رکھے) وہ جنت میں جائے گا اور اللہ تعالیٰ طاق ہے اور طاق عدد کو دوست رکھتا ہے (اس لئے پورے سو نام نہیں بتائے اگر چہ اللہ کے نام بے شمار ہیں)۔

: نبی (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) کی دعاء

1865: سیدنا فروہ بن نوفل اشجعیؓ کہتے ہیں کہ میں نے اُمّ المؤمنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے پوچھا کہ اللہ کے رسول (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) اللہ سے کیا دعا کیا کرتے تھے؟ انہوں نے کہا کہ آپ صلی اللہ علیہ والہ وسلم فرماتے تھے کہ اے اللہ! میں تیری پناہ مانگتا ہوں بُرائی سے اس کام کی بُرائی سے جو میں نے کیا اور جو میں نے نہیں کیا۔

1866: سیدنا ابن عباسؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) فرماتے تھے کہ ''اے اللہ! میں تیرا فرمانبردار ہو گیا اور تجھ پر ایمان لایا اور تجھ پر بھروسہ کیا اور تیری طرف رجوع کیا اور تیری مدد سے دشمنوں سے لڑا۔ اے مالک! میں تیری عزت کی پناہ مانگتا ہوں تیرے سوا کوئی معبودِ برحق نہیں ہے۔ میں اس بات سے تیری عزت کی پناہ مانگتا ہوں کہ تو مجھے بھٹکا دے اور تیرے سوا کوئی معبود برحق نہیں ہے اور تو زندہ ہے جس کو موت نہیں اور جن اور انسان مرتے ہیں۔

1867: سیدنا ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ نبی (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) جب سفر میں ہوتے اور صبح ہوتی تو فرماتے کہ سن لیا سننے والے نے اللہ کی حمد اور اس کی اچھی آزمائش کو۔ اے ہمارے رب! ہمارے ساتھ رہ (یعنی مدد کو) اور ہم پر اپنا فضل کر اور میں جہنم سے تیری پناہ مانگتا ہوں۔

1868: سیدنا ابوموسیٰ اشعریؓ نبی (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) سے روایت کرتے ہیں کہ آپ صلی اللہ علیہ والہ وسلم اس دعا کے ساتھ دعا کیا کرتے کہ اے اللہ! میری چوک اور میری نادانی اور میری زیادتی کو بخش دے جو مجھ سے اپنے حال میں ہوئی اور بخش دے اس چیز کو جس کو تو مجھ سے زیادہ جانتا ہے اے اللہ! بخش دے میرے ارادہ کے گناہ اور میری ہنسی کے گناہ کو اور میری بھول چوک اور قصد کو اور یہ سب میری طرف سے ہے اے مالک! میرے اگلے اور پچھلے اور چھپے اور ظاہر گناہوں کو اور جن کو تو مجھ سے زیادہ جانتا ہے بخش دے تو آگے کرنے والا ہے اور تو پیچھے کرنے والا ہے اور تو ہر چیز پر قادر ہے۔

1869: سیدنا ابو ہریرہؓ کہتے ہیں کہ رسول اللہ (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) فرمایا کرتے تھے کہ اے اللہ! میرے دین کو سنوار دے جو کہ میری آخرت کے کام کا حافظ اور نگہبان ہے اور سنوار دے میری دنیا کو جس میں میری روزی اور زندگی ہے اور سنوار دے میری آخرت کو جس میں میری واپسی ہے اور کر دے زندگی کو میرے واسطے ہر بہتری میں زیادتی کا سبب اور کر دے موت کو میرے واسطے ہر ایک بُرائی سے راحت کا سبب۔ (یہ دعا ہر مطلب کی جامع ہے)۔

1870: سیدنا عبداللہ بن مسعودؓ نبی (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) سے روایت کرتے ہیں کہ آپ (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) فرماتے تھے کہ اے اللہ! میں تجھ سے ہدایت اور پرہیز گاری اور حرام سے پاکدامنی اور دل کی دولتمندی مانگتا ہوں۔

1871: سیدنا زید بن ارقمؓ کہتے ہیں کہ میں تم سے وہی کہوں گا جو آپ صلی اللہ علیہ والہ وسلم فرمایا کرتے تھے آپ (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) فرماتے تھے کہ اے اللہ! میں تیری پناہ مانگتا ہوں عاجزی اور سستی سے اور بزدلی سے اور بخیلی اور بڑھاپے سے اور قبر کے عذاب سے۔ اے اللہ! میرے نفس کو تقویٰ دے اور اس کو پاک کر دے تو اس کا بہتر پاک کرنے والا ہے تو اس کا آقا اور مولیٰ ہے۔ اے اللہ! میں تیری پناہ مانگتا ہوں اس علم سے جو فائدہ نہ دے اور اس دل سے جو تیرے سامنے نہ جھکے اور اس نفس سے جو سیر نہ ہو اور اس دعا سے جو قبول نہ ہو۔

اللھم اغفرلی وارحمنی وعافنی وارزقنی کی دعا:

1872: سیدنا ابو مالک اشجعی اپنے والدؓ سے روایت کرتے ہیں کہ انہوں نے رسول اللہ (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) سے سنا اور آپ (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) کے پاس ایک آدمی آیا اور کہنے لگا کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم! میں کیا کہوں جب اپنے رب سے مانگوں؟ آپ (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) نے فرمایا کہ کہہ ''اے اللہ! میرے گناہ بخش دے اور مجھ پر رحم کر اور مجھے (گناہوں سے) بچا اور مجھے (حلال و پاکیزہ) رزق عطا فرما'' اور آپ (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) ان کلمات کو فرماتے وقت ایک ایک انگلی بند کرتے جاتے تھے تو سب بند کر لیں صرف انگوٹھا رہ گیا آپ صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے فرمایا کہ یہ کلمے دنیا اور آخرت دونوں کے فائدے تیرے لئے اکٹھا کر دیں گے۔

رسول اللہ (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) کونسی دعا زیادہ مانگا کرتے تھے

1873: عبدالعزیز (ابن صہیب) کہتے ہیں کہ قتادہ نے سیدنا انسؓ سے پوچھا کہ رسول اللہ (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) کونسی دعا زیادہ مانگا کرتے تھے؟ سیدنا انسؓ نے

کہا کہ آپ صلی اللہ علیہ والہ وسلم اکثر یہ دعا مانگتے کہ ''اے اللہ ہمیں دنیا اور آخرت دونوں کی بھلائی دے اور جہنم کے عذاب سے بچالینا'' اور سیدنا انسؓ بھی جب دعا کرنا چاہتے تو یہی دعا کرتے اور جب دوسری کوئی دعا کرتے تو اس میں بھی یہ دعا ملا لیتے۔

ہدایت اور سیدھا رہنے کی دعاء

1874: سیدنا علیؓ کہتے ہیں کہ رسول اللہ (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) نے مجھ سے فرمایا کہ کہہ کہ اے اللہ! مجھے ہدایت کر اور مجھے سیدھا کر دے اور فرمایا کہ اس دعا کے مانگتے وقت ہدایت سے (مراد) دین کی ہدایت اور راستی (سیدھا رنے) سے (مراد) تیر کی درستی کا دھیان رکھ۔

: نیک اعمال جو اللہ تعالیٰ کے کئے ان کے ساتھ دعا

1875: سیدنا عبداللہ بن عمرؓ رسول اللہ (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) سے روایت کرتے ہیں کہ آپ (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) نے فرمایا کہ تین آدمی جا رہے تھے اتنے میں زور کی بارش آئی اور پہاڑ میں ایک غار تھا وہ اس میں گھس گئے۔ پہاڑ پر سے ایک پتھر گرا اور غار کے منہ پر آ گیا اور منہ بند ہو گیا۔ ایک نے دوسروں سے کہا کہ اپنے اپنے نیک اعمال کا خیال کرو جو اللہ تعالیٰ کے لئے کئے ہوں اور ان اعمال کے وسیلہ سے دعا مانگو شاید اللہ تعالیٰ اس پتھر کو تمہارے لئے ہٹا دے تو ان میں سے ایک نے کہا کہ میرے ماں باپ بوڑھے ضعیف تھے اور میری بیوی اور میرے چھوٹے چھوٹے بچے تھے کہ میں ان کے واسطے بھیڑ بکریاں چرایا کرتا تھا پھر جب میں شام کے قریب چرا لاتا تھا تو ان کا دودھ دوہتا تھا پس اوّل اپنے ماں باپ سے شروع کرتا تھا تو ان کو اپنے بچوں سے پہلے پلاتا تھا اور ایک دن مجھے درخت نے دُور ڈالا (یعنی

چارہ بہت دُور ملا) پس میں گھر نہ آیا یہاں تک کہ مجھے شام ہوگئی تو میں نے اپنے ماں باپ کو سوتا ہوا پایا پھر میں نے دودھ دوہا جس طرح دوہا کرتا تھا تو میں دودھ لایا اور ماں باپ کے سر کے پاس کھڑا ہوا مجھے بُرا لگا کہ میں ان کو نیند سے جگاؤں اور بُرا لگا کہ ان سے پہلے بچوں کو پلاؤں اور بچے بھوک کے مارے شور کرتے تھے میرے دونوں پیروں کے پاس سو اسی طرح برابر میرا اور ان کا حال صبح تک رہا (یعنی میں ان کے انتظار میں دودھ لئے رات بھر کھڑا رہا اور لڑکے روتے چلاتے رہے نہ میں نے پیا نہ لڑکوں کو پلایا) پس الٰہی اگر تو جانتا ہے کہ ایسی محنت اور مشقت تیری رضامندی کے واسطے میں نے کی تھی تو اس پتھر سے (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) یک راستہ کھول دے جس میں سے ہم آسمان کو دیکھیں تو اللہ تعالیٰ نے اس کو تھوڑا سا کھول دیا اور انہوں نے اس میں سے آسمان کو دیکھا۔ دوسرے نے کہا کہ الٰہی ماجرا یہ ہے کہ میرے چچا کی ایک بیٹی تھی جس سے میں محبت کرتا تھا جیسے مرد عورت سے کرتے ہیں (یعنی میں اس کا کمال درجے عاشق تھا) سو اس کی طرف مائل ہو کر میں نے اس کی ذات کو چاہا (یعنی حرامکاری کا ارادہ کیا) اس نے نہ مانا اور کہا کہ جب تک سو اشرفیاں نہ دے گا میں راضی نہ ہوں گی۔ میں نے کوشش کی اور سو اشرفیاں کما کر اس کے پاس لایا جب میں نے اس کی ٹانگیں اٹھائیں (یعنی جماع کے ارادہ سے) تو اس نے کہا کہ اے اللہ کے بندے اللہ سے ڈر اور مت توڑ مہر کو مگر حق سے (یعنی بغیر نکاح کے بکارت مت زائل کر) تو میں اٹھ کھڑا ہوا اس کے اوپر سے الٰہی اگر تو جانتا ہے کہ یہ کام میں نے تیری رضامندی کے لئے کیا تو تھوڑا سا اور کھول دے ہمارے لئے اللہ تعالیٰ نے تھوڑا سا اور کھول دیا (یعنی وہ راستہ بڑا ہو گیا) تیسرے نے کہا کہ الٰہی میں نے ایک شخص سے مزدوری لی ایک فرق (وہ برتن جس میں سولہ رطل اناج آتا ہے) چاول پر جب وہ اپنا کام کر چکا اس نے کہا کہ میرا حق

دے میں نے فرق بھر چاول اس کے سامنے رکھے تو اس نے نہ لئے۔ میں ان چاولوں کو بوتا رہا (اس میں برکت ہوئی) یہاں تک کہ میں نے اس مال سے گائے بیل اور ان کے چرانے والے غلام اکٹھے کئے پھر وہ مزدور میرے پاس آیا اور کہنے لگا کہ اللہ سے ڈر اور میرا حق مت مار۔ میں نے کہا کہ جا اور گائے بیل اور ان کے چرانے والے سب تو لے لے وہ بولا کہ اللہ جبار سے ڈر اور مجھ سے مذاق مت کر میں نے کہا کہ میں مذاق نہیں کرتا وہ گائے بیل اور چرانے والوں کو تو لے لے اس نے ان کو لے لیا پھر اگر تو جانتا ہے کہ یہ کام میں نے تیری رضامندی کے لئے کیا تو جتنا باقی ہے وہ بھی کھول دے تو حق تعالیٰ نے اسکو بھی کھول دیا (اور وہ لوگ اس غار سے باہر نکلے)۔

مشکل وقت کی دعا:

1876: سیدنا ابن عباسؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) سختی (اور مشکل) کی وقت یہ دعا پڑھتے کہ "اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی سچا معبود نہیں ہے جو بڑی عظمت والا حوصلے والا ہے۔ اللہ کے سوا کوئی سچا معبود نہیں ہے جو بڑے عرش کا مالک ہے۔ اللہ کے سوا کوئی سچا معبود نہیں ہے جو مالک ہے آسمانوں کا اور مالک ہے زمین کا اور مالک ہے عرش کا جو عزت والا ہے۔

بندے کی دعا قبول ہوتی رہتی ہے جب تک وہ جلدی نہ کرے۔:

1877: سیدنا ابو ہریرہؓ نبی (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) سے روایت کرتے ہیں کہ آپ (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) نے فرمایا کہ بندے کی دعا ہمیشہ قبول ہوتی ہے جب تک وہ گناہ یا ناتا توڑنے کی دعا نہ کرے اور جلدی نہ کرے۔ لوگوں نے کہا کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم! جلدی کے کیا معنی ہیں؟ آپ صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے

فرمایا کہ یوں کہے کہ میں نے دعا کی میں نہیں سمجھتا کہ وہ قبول ہو پھر نا امید ہو جائے اور دعا چھوڑ دے۔ (یہ مالک کو ناگوار گزرتا ہے پھر وہ قبول نہیں کرتا بندے کو چاہیئے کہ اپنے مالک سے ہمیشہ فضل و کرم کی امید رکھے اگر دنیا میں دعا قبول نہ ہو گی تو آخرت میں اس کا صلہ ملے گا)۔

دعا میں یقین (ہونا چاہیئے اور دعا میں) ''اگر تو چاہے'' نہیں کہنا چاہیئے۔

1878: سیدنا ابو ہریرہؓ کہتے ہیں کہ نبی (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) نے فرمایا کہ کوئی تم میں سے یوں نہ کہے کہ اے اللہ! مجھے بخش دے اگر تو چاہے اور اے اللہ! مجھ پر رحم کر اگر تو چاہے۔ بلکہ صاف طور سے بلا شرط مانگے اس لئے کہ اللہ تعالیٰ جو چاہتا ہے کرتا ہے کوئی اس پر زور ڈالنے والا نہیں ہے۔

رات میں ایک ایسا وقت بھی ہے جس میں دعا قبول ہوتی ہے۔

1879: سیدنا جابرؓ کہتے ہیں کہ میں نے نبی (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) سے سنا آپ صلی اللہ علیہ والہ وسلم فرماتے تھے کہ رات میں ایک گھڑی ایسی ہے کہ اس وقت جو مسلمان آدمی اللہ تعالیٰ سے دنیا اور آخرت کی بھلائی مانگے اللہ تعالیٰ اس کو عطا کرے اور یہ (گھڑی) ہر رات میں ہوتی ہے۔

رات کے آخر حصہ میں دعاء اور ذکر کرنے کی ترغیب اور اس میں قبولیت کا بیان

1880: سیدنا ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) نے فرمایا کہ ہمارا پروردگار جو بڑی برکتوں والا اور بلند ذات والا ہے آخر تہائی رات میں ہر رات آسمانِ دنیا پر اترتا ہے اور فرماتا ہے کہ کون ہے جو مجھ سے دعا کرے؟ میں اس کی دعا قبول کروں۔ کون ہے جو مجھ سے مانگے؟ میں اس کو دوں کوئی ہے جو مجھ

سے بخشش چاہے؟ میں اسے بخش دوں۔

مرغ کی آواز کے وقت کی دعا:

1881: سیدنا ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ نبی (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) نے فرمایا کہ جب تم مرغ کی آواز سنو تو اللہ تعالیٰ سے اس کا فضل مانگو کیونکہ مرغ فرشتے کو دیکھتا ہے۔ اور جب تم گدھے کی آواز سنو تو شیطان سے اللہ کی پناہ مانگو (اَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ پڑھو) کیونکہ وہ شیطان کو دیکھتا ہے۔

مسلمان کے لئے اس کی پیٹھ پیچھے دعا کرنا:

1882: سیدنا صفوان (اور وہ ابن عبداللہ بن صفوان تھے اور ان کے نکاح میں اُمّ درداء تھیں) نے کہا کہ میں شام کو آیا تو ابو درداؓ کے مکان کو گیا لیکن وہ نہیں ملے اور سیدہ اُمّ درداء صاملیں انہوں نے مجھ سے کہا کہ تم اس سال حج کا ارادہ رکھتے ہو؟ میں نے کہا کہ ہاں۔ اُمّ درداء نے کہا کہ تو میرے لئے دعا کرنا اس لئے کہ رسول اللہ (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) فرماتے تھے کہ مسلمان کی دعا اپنے بھائی کے لئے پیٹھ پیچھے قبول ہوتی ہے اس کے سر کے پاس ایک فرشتہ معین ہے جب وہ اپنے بھائی کی بہتری کی دعا کرتا ہے تو فرشتہ کہتا ہے آمین اور تمہیں بھی یہی ملے گا پھر میں بازار کو نکلا تو ابو درداء سے ملا انہوں نے بھی رسول اللہ (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) سے ایسا ہی روایت کیا۔

دنیا میں سزا کی جلدی کی دعا کرنا مکروہ ہے:

1883: سیدنا انسؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) نے ایک مسلمان کی عیادت کی جو بیماری سے چوزے کی طرح ہو گیا تھا (یعنی بہت ضعیف اور ناتواں ہو گیا تھا) آپ (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) نے اس سے فرمایا کہ تو کچھ دعا

کیا کرتا تھا یا اللہ سے کچھ سوال کیا کرتا تھا؟ وہ بولا کہ ہاں میں یہ کہا کرتا تھا کہ اے اللہ! جو کچھ تو مجھے آخرت میں عذاب کرنے والا ہے وہ دنیا ہی میں کر لے۔ رسول اللہ (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) نے فرمایا کہ سبحان اللہ! تجھ میں اتنی طاقت کہاں ہے کہ تو (دنیا میں) اللہ کا عذاب اٹھا سکے تو نے یہ کیوں نہیں کہا کہ اے اللہ! مجھے دنیا میں بھی بھلائی دے اور آخرت میں بھی بھلائی دے اور مجھے جہنم کے عذاب سے بچا پھر آپ (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) نے اس کے لئے اللہ عزوجل سے دعا کی تو اللہ تعالیٰ نے اس کو اچھا کر دیا۔

کسی تکلیف کی بناء پر موت کی آرزو کرنا مکروہ ہے اور دعائے خیر کا بیان:

1884: سیدنا انسؓ کہتے ہیں کہ رسول اللہ (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) نے فرمایا کہ تم میں سے کوئی بھی شخص اس آفت کی وجہ سے جو کہ اس پر آئے (کی وجہ سے) موت کی آرزو نہ کرے اگر ایسی ہی خواہش ہو تو یوں کہے کہ اللہ!! مجھے اس وقت تک زندہ رکھ جب تک جینا میرے لئے بہتر ہو اور اس وقت مار دے جب مرنا میرے لئے بہتر ہو۔

1885: سیدنا ابو ہریرہؓ کہتے ہیں کہ رسول اللہ (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) نے فرمایا کہ کوئی تم میں سے موت کی آرزو نہ کرے اور نہ موت کے آنے سے پہلے موت کی آرزو کرے اور کیونکہ تم میں سے جو کوئی مر جاتا ہے اس کا عمل ختم ہو جاتا ہے اور مومن کو زیادہ عمر ہونے سے بھلائی زیادہ ہوتی ہے (کیونکہ وہ زیادہ نیکیاں کرتا ہے)۔

ذکر کے بیان میں

اللہ کے ذکر کی ترغیب اور ہمیشہ اللہ کا ذکر کر کے اس کا تقرب حاصل کرنے کی ترغیب:

1886: سیدنا ابو ہریرہؓ کہتے ہیں کہ رسول اللہ (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) نے فرمایا کہ اللہ عزوجل فرماتا ہے کہ میں اپنے بندے کے خیال کے پاس ہوں (یعنی اس کے گمان اور اٹکل کے ساتھ۔ نووی نے کہا کہ یعنی بخشش اور قبول سے اس کے ساتھ ہوں) اور میں اپنے بندے کے ساتھ ہوں (رحمت اور توفیق اور ہدایت اور حفاظت سے) جب وہ مجھے یاد کرتا ہے اور اگر وہ مجھے اپنے دل میں یاد کرتا ہے تو میں بھی اس کو اپنے دل میں یاد کرتا ہوں اور اگر وہ مجھے مجمع میں یاد کرتا ہے تو میں اس کو اس مجمع میں یاد کرتا ہوں جو اس کے مجمع سے بہتر ہے (یعنی فرشتوں کے مجمع میں) اور جب بندہ ایک بالشت میرے نزدیک ہوتا ہے تو میں ایک ہاتھ اس کے نزدیک ہو جاتا ہوں اور جب وہ ایک ہاتھ مجھ سے نزدیک ہوتا ہے تو میں ایک باع (دونوں ہاتھوں کے پھیلاؤ کے برابر) اس کے نزدیک ہو جاتا ہوں اور جب وہ میرے پاس چلتا ہوا آتا ہے تو میں اس کے پاس دوڑا ہوا آتا ہوں۔

ذکر اللہ پر ہمیشگی اور اس کے ترک کے بیان میں:

1887: ابوعثمان نہدی سیدنا حنظلہ اسیدیؓ سے روایت کرتے ہیں (اور کہتے ہیں کہ وہ رسول اللہ (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) کے کاتبوں میں سے تھے) انہوں نے کہا کہ سیدنا ابوبکر صدیقؓ مجھ سے ملے اور پوچھا کہ اے حنظلہ! تو کیسا ہے؟ میں نے کہا کہ حنظلہ تو منافق ہو گیا (یعنی بے ایمان) سیدنا ابوبکر رضی اللہ نے کہا کہ سبحان اللہ تو کیا کہتا ہے؟ میں نے کہا کہ ہم رسول اللہ (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) کے پاس ہوتے ہیں

تو آپ (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) ہمیں دوزخ اور جنت یاد دلاتے ہیں گویا کہ وہ دونوں ہماری آنکھوں کے سامنے ہیں پھر جب ہم آپ (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) کے پاس سے نکل آتے ہیں تو بی بیوں اور اولاد اور کاروبار میں مصروف ہو جاتے ہیں تو بہت باتیں بھول جاتے ہیں۔ سیدنا ابوبکرؓ نے کہا کہ اللہ کی قسم ہمارا بھی یہی حال ہے۔ پھر میں اور سیدنا ابوبکرؓ چلے یہاں تک کہ رسول اللہ (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) کے پاس پہنچے تو میں نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم ! حنظلہ منافق ہو گیا۔ آپ (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) نے فرمایا کہ تیرا کیا مطلب ہے؟ میں نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم ! جب ہم آپ صلی اللہ علیہ والہ وسلم کے پاس ہوتے ہیں تو آپ ہمیں دوزخ اور جنت یاد دلاتے ہیں گویا کہ وہ دونوں ہماری آنکھ کے سامنے ہیں پھر جب ہم آپ (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) کے پاس سے چلے جاتے ہیں تو بی بیوں اور بچوں اور کاموں میں مشغول ہو جاتے ہیں اور بہت باتیں بھول جاتے ہیں تو آپ (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) نے فرمایا کہ قسم اس کی جس کے ہاتھ میں میری جان ہے کہ اگر تم سدا اسی حال پر قائم رہو جس طرح میرے پاس رہتے ہو اور یاد الٰہی میں رہو تو البتہ فرشتے تم سے مصافحہ کریں تمہارے بستروں پر اور تمہاری راہوں میں لیکن اے حنظلہ ایک ساعت دنیا کا کاروبار اور ایک ساعت رب کی یاد۔ تین بار یہ فرمایا۔

اللہ تعالیٰ کی کتاب کی تلاوت پر اکٹھے ہونے کے بیان میں:

1888: سیدنا ابوہریرہؓ کہتے ہیں کہ رسول اللہ (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) نے فرمایا کہ جو شخص کسی مومن پر سے کوئی دنیا کی سختی دُور کرے تو اللہ تعالیٰ اس پر سے آخرت کی سختیوں میں سے ایک سختی دُور کرے گا اور جو شخص مفلس کو مہلت دے (یعنی اس پر اپنے قرض کا تقاضا اور سختی نہ کرے) تو اللہ تعالیٰ اس پر دنیا میں اور آخرت میں

آسانی کرے گا اور جو شخص دنیا میں کسی مسلمان کا عیب ڈھانپے گا تو اللہ تعالیٰ دنیا میں اور آخرت میں اس کا عیب ڈھانکے گا اور اللہ تعالیٰ اس وقت تک اپنے بندے کی مدد میں رہے گا جب تک بندہ اپنے بھائی کی مدد میں رہے گا اور جو شخص راہ چلے علم حاصل کرنے کے لئے (یعنی علم دین خالص اللہ کے لئے) تو اللہ تعالیٰ اس کے لئے جنت کا راستہ سہل کر دے گا اور جو لوگ اللہ کے کسی گھر میں جمع ہوں اور اللہ کی کتاب پڑھیں اور ایک دوسرے کو پڑھائیں تو ان پر اللہ تعالیٰ کی رحمت اترے گی اور رحمت ان کو ڈھانپ لے گی اور فرشتے ان کو گھیر لیں گے اور اللہ تعالیٰ ان لوگوں کا ذکر اپنے پاس رہنے والوں (یعنی فرشتوں) میں کرے گا اور جس کا نیک عمل سست ہو تو اس کا خاندان (نسب) کچھ کام نہ آئے گا۔

: جو بیٹھا کہ اللہ تعالیٰ کو یاد کرے اور اس کی حمد کرے تو اللہ تعالیٰ فرشتوں کے سامنے اس پر فخر کرتا ہے۔

1889: سیدنا ابوسعید خدریؓ کہتے ہیں کہ سیدنا معاویہؓ نے مسجد میں (لوگوں کا) ایک حلقہ دیکھا تو پوچھا کہ تم لوگ یہاں کیوں بیٹھے ہو؟ وہ بولے کہ ہم اللہ تعالیٰ کی یاد کرنے کو بیٹھے ہیں۔ سیدنا معاویہؓ نے کہا کہ تم اس لئے بیٹھے ہو یا اور بھی کسی کام کے لئے؟ انہوں نے کہا کہ نہیں اللہ کی قسم صرف اللہ کی یاد کے لئے بیٹھے ہیں۔ سیدنا معاویہؓ نے کہا کہ میں نے تمہیں اس لئے قسم نہیں دی کہ تمہیں جھوٹا سمجھا اور میرا رسول اللہ (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) کے پاس جو مرتبہ تھا اس رتبہ کے لوگوں میں کوئی مجھ سے کم حدیث کا روایت کرنے والا نہیں ہے (یعنی میں سب لوگوں سے کم حدیث روایت کرتا ہوں) ایک دفعہ رسول اللہ (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) اپنے اصحاب کے حلقہ پر نکلے اور پوچھا کہ تم کیوں بیٹھے ہو؟ وہ بولے کہ ہم اللہ جل وعلا کی

یاد کرنے کو بیٹھے ہیں اور اس کی تعریف کرتے ہیں اور شکر کرتے ہیں کہ اس نے ہمیں اسلام کی راہ بتلائی اور ہمارے اوپر احسان کیا۔ آپ (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ کی قسم تم اس لئے بیٹھے ہو یا کسی اور کام کئے لئے؟ وہ بولے کہ اللہ کی قسم! ہم تو صرف اسی واسطے بیٹھے ہیں۔ آپ صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے فرمایا کہ میں نے تمہیں اس لئے قسم نہیں دی کہ تمہیں جھوٹا سمجھا بلکہ میرے پاس جبرئیل علیہ السلام آئے اور بیان کیا کہ اللہ تعالیٰ تم لوگوں کی فضیلت فرشتوں کے سامنے بیان کر رہا ہے۔

مجالسِ ذکر دعاء اور استغفار کی فضیلت کا بیان:

1890: سیدنا ابو ہریرہؓ نبی (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) سے روایت کرتے ہیں کہ آپ صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے فرمایا کہ بیشک اللہ تبارک و تعالیٰ کے کچھ فرشتے ہیں جو سیر کرتے پھرتے ہیں جنہیں اور کچھ کام نہیں وہ ذکرِ الٰہی کی مجلسوں کو ڈھونڈھتے ہیں پھر جب کسی مجلس کو پاتے ہیں جس میں ذکرِ الٰہی ہوتا ہے تو وہاں بیٹھ جاتے ہیں اور ایک دوسرے کو اپنے پروں سے ڈھانپ لیتے ہیں یہاں تک کہ ان کے پروں سے زمین سے لے کر آسمان تک جگہ بھر جاتی ہے۔ جب لوگ اس مجلس سے جدا ہو جاتے ہیں تو فرشتے اوپر چڑھ جاتے ہیں اور آسمان پر جاتے ہیں۔ اللہ جل وعلا ان سے پوچھتا ہے حالانکہ وہ خوب جانتا ہے۔ کہ تم کہاں سے آئے؟ وہ عرض کرتے ہیں کہ ہم تیرے بندوں کے پاس سے آئے زمین میں ہو کر وہ تیری پاکی بول رہے ہیں اور تیری بڑائی کر رہے ہیں اور لا الہ الا اللہ کہہ رہے ہیں اور تیری تعریف کر رہے ہیں (یعنی سبحان اللہ والحمد للہ ولا الہ الا اللہ واللہ اکبر پڑھ رہے ہیں) اور تجھ سے کچھ مانگتے ہیں۔ اللہ فرماتا ہے کہ وہ مجھ سے کیا مانگتے ہیں؟ فرشتے عرض کرتے ہیں کہ تجھ سے جنت مانگتے ہیں۔ اللہ فرماتا ہے کہ کیا انہوں نے میری جنت کو دیکھا ہے؟

فرشتے عرض کرتے ہیں کہ اے ہمارے مالک! انہوں نے تو نہیں دیکھا۔ اللہ فرماتا ہے کہ پھر اگر وہ جنت کو دیکھتے تو ان کا کیا حال ہوتا؟ فرشتے عرض کرتے ہیں کہ اور وہ تیری پناہ مانگتے ہیں۔ اللہ فرماتا ہے کہ وہ کس چیز سے میری پناہ مانگتے ہیں؟ فرشتے عرض کرتے ہیں کہ اے ہمارے مالک! تیری آگ سے۔ اللہ فرماتا ہے کہ کیا انہوں نے میری آگ کو دیکھا ہے؟ فرشتے کہتے ہیں کہ نہیں۔ اللہ فرماتا ہے کہ پھر اگر وہ میری آگ کو دیکھتے تو ان کا کیا حال ہوتا؟ فرشتے عرض کرتے ہیں کہ وہ تیری بخشش چاہتے ہیں۔ اللہ فرماتا ہے (صدقے اللہ کے کرم اور فضل اور عنایت پر) میں نے ان کو بخش دیا اور جو وہ مانگتے ہیں وہ دیا اور جس سے پناہ مانگتے ہیں اس سے پناہ دی۔ پھر فرشتے عرض کرتے ہیں کہ اے ہمارے مالک! ان لوگوں میں ایک فلاں بندہ بھی تھا جو گنہگار ہے وہ ادھر سے نکلا تو ان کے ساتھ بیٹھ گیا تھا اللہ فرماتا ہے کہ میں نے اس کو بھی بخش دیا وہ لوگ ایسے ہیں کہ جن کا ساتھی بدنصیب نہیں ہوتا۔

اللہ تعالیٰ کا ذکر کرنے والے مَردوں اور عورتوں کے بیان میں:

1891: سیدنا ابو ہریرہؓ کہتے ہیں کہ رسول اللہ (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) مکہ کی راہ میں جا رہے تھے کہ آپ (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) ایک پہاڑ پر گزرے جس کو جمدان کہتے تھے آپ (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) نے فرمایا کہ چلو یہ جمدان ہے آگے بڑھ گئے مفرد۔ لوگوں نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم! مفرد کون ہیں؟ آپ (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) نے فرمایا کہ جو مرد اللہ کی یاد بہت کرتے ہیں اور جو عورتیں اللہ کی یاد بہت کرتی ہیں۔

لا الہ الا اللہ کہنے کے متعلق:

1892: سیدنا ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ (صلی اللہ علیہ والہ وسلم)

فرماتے تھے کہ اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی سچا معبود نہیں ہے وہ اکیلا ہے، اس نے اپنے لشکر کو عزت دی اور اپنے بندے کی مدد کی اور اس اکیلے نے کافروں کی جماعتوں کو مغلوب کیا اس کے بعد کوئی شے نہیں ہے۔

اونچی آواز کے ساتھ ذکر (کرنے کا بیان):

1893: سیدنا ابوموسیٰؓ کہتے ہیں کہ ہم رسول اللہ (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) کے ساتھ ایک سفر میں تھے کہ لوگ پکار کر تکبیر کہنے لگے۔ آپ صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے فرمایا کہ اے لوگو! اپنی جانوں پر نرمی کرو (یعنی آہستہ سے ذکر کرو) کیونکہ تم کسی بہرے یا غائب کو نہیں پکارتے ہو بلکہ تم اس کو پکارتے ہو جو (ہر جگہ سے) سنتا ہے وہ نزدیک ہے اور تمہارے ساتھ ہے (یعنی علم اور احاطہ سے)۔ سیدنا ابوموسیٰؓ نے کہا کہ میں آپ صلی اللہ علیہ والہ وسلم کے پیچھے تھا اور میں لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰہِ کہہ رہا تھا تو آپ (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) نے فرمایا کہ اے عبداللہ بن قیس! میں تمہیں جنت کے خزانوں میں سے ایک خزانہ بتلاؤں؟ میں نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم! بتلایئے؟ آپ (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) نے فرمایا کہ کہہ لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰہِ (یہ کلمہ ہے تفویض کا اور اس میں اقرار ہے کہ اور کسی کو نہ طاقت ہے نہ قدرت اس وجہ سے اللہ تعالیٰ کو بہت پسند ہے)۔

شام کے وقت کیا کہنا چاہیئے؟:

1894: سیدنا عبداللہ بن مسعودؓ کہتے ہیں کہ رسول اللہ (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) جب شام ہوتی تو فرماتے کہ ہم نے شام کی اور اللہ کے ملک نے شام کی شکر ہے اللہ کا، اللہ کے سوا کوئی سچا معبود نہیں ہے، جو اکیلا ہے اور اس کا کوئی شریک نہیں ہے، اسی کی سلطنت ہے، اسی کو تعریف ہے اور وہ ہر چیز پر قادر ہے اے اللہ! میں تجھ سے

اس رات کی بہتری مانگتا ہوں اور اس رات کے بعد کی اور اس رات کی بُرائی سے پناہ مانگتا ہوں اور اس کے بعد کی بُرائی سے۔ اے اللہ میں سستی اور بڑھاپے کی بُرائی سے تیری پناہ مانگتا ہوں۔ اے اللہ میں تجھ سے جہنم کے عذاب سے اور قبر کے عذاب سے پناہ مانگتا ہوں۔.....

ایک دوسری روایت میں ہے کہ جب صبح ہوتی تو یہی دعا (اس طرح) کرتے کہ صبح کی ہم نے اور اللہ کے ملک نے صبح کی..... آخر تک (اور بجائے رات کے دن فرماتے)۔

نیند اور لیٹنے کے وقت کیا کہے؟:

1895: سیدنا علی بن ابی طالبؓ سے روایت ہے کہ سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا نے اس تکلیف کی شکایت کی جو انہیں چکی پیسنے میں ہوتی تھی اور رسول اللہ (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) کے پاس قیدی آئے وہ آئیں تو آپ (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) کو نہ پایا تو اُمّ المؤمنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے ملیں۔ ان سے یہ حال بیان کیا جب رسول اللہ (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) تشریف لائے تو اُمّ المؤمنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے آپ (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) سے سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا کے آنے کا حال بیان کیا تو یہ سن کر رسول اللہ (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) ہمارے پاس تشریف لائے اور ہم اپنے بچھونے پر جا چکے تھے، ہم نے چاہا کہ کھڑے ہوں۔ آپ (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) نے فرمایا کہ اپنی جگہ پر رہو پھر آپ (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) ہمارے بیچ میں بیٹھ گئے (یعنی میرے اور سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا کے بیچ میں) یہاں تک کہ میں نے آپ (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) کے قدموں کی ٹھنڈک اپنے سینہ پر پائی۔ آپ (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) نے فرمایا کہ میں تم دونوں کو وہ نہ بتاؤں جو اس چیز سے بہتر ہے جو تم نے مانگا (یعنی خادم سے) جب تم دونوں لیٹو تو تکبیر کہو 34 بار

اور سبحان اللہ 33 بار اور الحمدللہ 33 بار۔ یہ تمہارے لئے ایک خادم سے بہتر ہے۔

1896: سیدنا براء بن عازبؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) نے فرمایا کہ جب تو سونے کو جائے تو وضو کر جیسے نماز کے لئے وضو کرتے ہیں پھر داہنی کروٹ پر لیٹ اور کہہ ''اے اللہ! میں نے اپنا منہ تیرے لئے جھکا دیا اور اپنا کام تجھے سونپ دیا اور تجھ پر بھروسہ کیا تیرے ثواب کی خواہش سے اور تیرے عذاب سے ڈر کر۔ تیرے سوا کوئی ٹھکانہ اور پناہ نہیں ہے تجھ سے۔ اور میں ایمان لایا تیری کتاب پر جو تو نے اتاری اور تیرے نبی پر جس کو تو نے بھیجا اور آخر بات یہی دعا ہو۔ پھر اگر تو اس رات کو مر جائے تو اسلام پر مرے گا (اور خاتمہ بخیر ہوگا) اور سیدنا براءؓ نے کہا کہ میں نے ان کلموں کو دوبارہ یاد کرنے کے لئے پڑھا تو کے بدلے کہا تو آپ (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) نے فرمایا کہ کہہ۔

1897: سیدنا براء بن عازبؓ سے روایت ہے کہ نبی (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) جب لیٹتے تو فرماتے کہ ''اے اللہ تیرے نام کے ساتھ جیتا ہوں اور تیرے نام کے ساتھ مرتا ہوں''۔ اور جب جاگتے تو فرماتے کہ ''شکر اس اللہ کا جس نے ہمیں مار کر زندہ کیا (یعنی سلا کر کیونکہ سونا بھی ایک طرح کی موت ہے) اور اسی کی طرف مر کے جی اٹھنا ہے''۔

1898: سیدنا عبداللہ بن عمرؓ سے روایت ہے کہ انہوں نے ایک آدمی کو سوتے وقت یہ پڑھنے کو کہا کہ ''اے اللہ! تو نے میری جان کو پیدا کیا اور تو ہی مارے گا اور تیرے ہی لئے جینا اور مرنا ہے اگر تو اس کو زندہ کر دے تو اس کو اپنی حفاظت میں رکھ اور اگر مارے تو اس کو بخش دے۔ اے اللہ! میں تندرستی چاہتا ہوں تجھ سے'' ان سے ایک شخص بولا کہ تم نے یہ دعا سیدنا عمرؓ سے سنی؟ انہوں نے کہا کہ بلکہ ان سے سنی جو سیدنا عمرؓ سے بہتر تھے یعنی رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم۔

1899: سہیل کہتے ہیں کہ ابو صالح جب ہم میں کوئی سونے لگتا تو کہتے کہ داہنی کروٹ پر سو اور یہ دعا پڑھو کہ ”اے اللہ! آسمانوں کے مالک اور زمین کے مالک اور بڑے عرش کے مالک اور ہمارے مالک اور ہر چیز کے مالک، دانے کے چیرنے والے اور گٹھلی کے (درخت اگانے کے لئے) اور تورات اور انجیل اور قرآن مجید کے اتارنے والے! میں ہر چیز کے شر سے تیری پناہ مانگتا ہوں جس کی پیشانی کو تو تھامے ہے (یعنی تیرے اختیار میں ہے) تو سب سے پہلے ہے اور تیرے سے پہلے کوئی شے نہیں۔ تو سب کے بعد ہے اور تیرے بعد کوئی شے نہیں (یعنی ازلی اور ابدی ہے) تو ظاہر ہے تیرے اوپر کوئی شے نہیں اور تو باطن ہے (یعنی لوگوں کی نظروں سے چھپا ہوا ہے) اور تجھ سے ورے کوئی شے نہیں (یعنی تجھ سے زیادہ چھپی ہوئی) ہمارا قرض ادا کر دے اور ہمیں محتاجی سے دُور رکھ۔ ابو صالح اس دعا کو سیدنا ابو ہریرہؓ سے روایت کرتے تھے اور سیدنا ابو ہریرہ رسول اللہ (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) سے روایت کرتے تھے۔

1900: سیدنا ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) نے فرمایا کہ جب تم میں سے کوئی اپنے بستر پر جائے تو اپنے تہبند کا ٹکڑا پکڑے اور اس سے اپنا بستر جھاڑے اور بسم اللہ کہے اس لئے کہ وہ نہیں جانتا کہ اس کے بعد اس کے بستر پر کونسی چیز آئی اور جب لیٹنے لگے تو داہنی کروٹ پر لیٹے اور کہے کہ ”پاک ہے تو اے میرے اللہ! تیرا نام لے کر میں کروٹ زمین پر رکھتا ہوں اور تیرے نام سے اٹھاؤں گا۔ اگر تو میری جان روک لے تو اس کو بخش دے اور جو (دوبارہ میرے بدن میں آنے کو) چھوڑ دے تو اس کی حفاظت کر جیسے اپنے نیک بندوں کی حفاظت کرتا ہے“۔

1901: سیدنا انسؓ سے روایت ہے کہ جب رسول اللہ (صلی اللہ علیہ والہ وسلم)

اپنے بستر پر جاتے تو فرماتے کہ ”شکر ہے اس اللہ کا جس نے ہمیں کھلایا اور پلایا اور کافی ہوا ہمارے لئے اور ٹھکانہ دیا ہمیں، کتنے لوگ ایسے ہیں جن کے لئے نہ کوئی کافی ہے اور نہ کوئی ٹھکانہ دینے والا ہے“۔

صبح کی نماز کے بعد تسبیح کہنے کا بیان:

1902: اُمّ المؤمنین جویریہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ نبی (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) صبح سویرے ان کے پاس سے نکلے جب آپ (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) نے صبح کی نماز پڑھی وہ اپنی نماز کی جگہ میں تھیں پھر آپ (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) چاشت کے وقت لوٹے تو دیکھا کہ وہ وہیں بیٹھی ہوئی ہیں آپ (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) نے فرمایا کہ تم اسی حال میں رہیں جب سے میں نے تمہیں چھوڑا؟ جویریہ رضی اللہ عنہا نے کہا کہ ہاں۔ آپ (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) نے فرمایا کہ میں نے تمہارے بعد چار کلمے تین بار کہے اگر وہ ان کلموں کے ساتھ تولے جائیں جو تو نے آج اب تک کہے ہیں تو البتہ وہی بھاری پڑیں گے وہ کلمے یہ ہیں کہ ”میں اللہ کی پاکی بیان کرتا ہوں اس کی خوبیوں کے ساتھ اس کی مخلوقات کے شمار کے برابر اور اس کی رضامندی اور خوشی کے برابر اور اس کے عرش کے تول کے برابر اور اس کے کلمات کی سیاہی کے برابر (یعنی بے انتہا اس لئے کہ اللہ کے کلموں کی کوئی حد نہیں ہے سارا سمندر اگر سیاہی ہو جائے اور وہ ختم ہو جائے گا اور اللہ تعالیٰ کے کلمے تمام نہ ہوں)۔

1903: سیدنا ابو ہریرہؓ کہتے ہیں کہ رسول اللہ (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) نے فرمایا کہ جو شخص صبح کو اور شام کو سو بار کہے تو قیامت کے دن اس سے بہتر کوئی شخص عمل لے کر نہ آئے گا مگر جو اتنا ہی یا اس سے زیادہ کہے۔

تسبیح کہنے کی فضیلت:

1904: سیدنا ابو ہریرہؓ کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے فرمایا کہ دو کلمے ایسے ہیں جو زبان پر ہلکے ہیں (قیامت کے دن) میزان میں بھاری ہوں گے اور وہ اللہ کو بہت پسند ہیں وہ یہ ہیں ۔

1905: سیدنا ابو ہریرہؓ کہتے ہیں کہ رسول اللہ (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) نے فرمایا کہ اگر میں کہوں تو یہ مجھے ان تمام چیزوں سے زیادہ پسند ہے جن پر سورج طلوع ہوتا ہے۔ (یعنی ساری کائنات)

لا الہ الا اللہ اور الحمد للہ اور اللہ اکبر کے بارے میں:

1906: موسیٰ جہنی، مصعب بن سعد سے روایت کرتے ہیں اور وہ اپنے والد سیدنا سعدؓ سے کہ انہوں نے کہا کہ ایک دیہاتی آدمی رسول اللہ (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) کے پاس آیا اور کہا کہ مجھے کوئی ایسا کلام بتائیے جسے میں کہا کروں تو آپ صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے فرمایا کہ یہ کہا کر کہ ''لا الہ الا اللّٰہ ..... آخر دعا تک'' تو وہ دیہاتی بولا کہ ان کلموں میں تو میرے مالک کی تعریف ہے میرے لئے بتائیے تو آپ (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) نے فرمایا کہ کہا کر کہ ''اللّٰھمّ اغفرلی ..... آخر تک''۔ (راوئ حدیث) موسیٰ نے کہا کہ لفظ عافنی کا مجھے خیال آتا ہے لیکن یاد نہیں ہے کہ آپ (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) سے ثابت ہے یا نہیں۔

سبحان اللہ وبحمدہ (کا وظیفہ) اللہ تعالیٰ کو بہت پسند ہے۔:

1907: سیدنا ابو ذرؓ کہتے ہیں کہ رسول اللہ (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) نے فرمایا کہ میں تجھے وہ کلام نہ بتلاؤں جو اللہ کو بہت پسند ہے؟ میں نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم! مجھے وہ کلام بتائیے جو اللہ کو بہت پسند ہے تو آپ صلی اللہ

علیہ والہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ کو یہ کلام بہت پسند ہے کہ۔

جو آدمی روزانہ سو دفعہ لا الہ الا اللّٰہ وحدہ ..... کہتا ہے اس کے بارے میں:

1908: سیدنا ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) نے فرمایا کہ جو شخص ایک دن میں سو بار یہ کلمات کہے کہ ''لا الٰہ الا اللّٰہُ وحدہٗ ..... آخر تک'' تو اس کو اتنا ثواب ہوگا جیسے دس غلام آزاد کئے اور اس کی سو نیکیاں لکھی جائیں گی اور اس کی سو برائیاں مٹائی جائیں گی اور سارا دن شام تک شیطان سے بچا رہے گا اور (قیامت کے دن) اس سے بہتر عمل کوئی شخص نہ لائے گا مگر جو اس سے زیادہ عمل کرے (یعنی یہی تسبیح سو سے زیادہ بار پڑھے اور اور اعمالِ خیر زیادہ کرے) اور جو شخص سبحان اللہ وبحمدہٖ دن میں سو بار کہے تو اس کے گناہ بخش دیئے جائیں گی اگرچہ سمندر کی جھاگ کے برابر ہوں۔

جو آدمی سو بار سبحان اللہ کہتا ہے اس کے بارے میں:

1909: سیدنا سعد بن ابی وقاصؓ کہتے ہیں کہ ہم رسول اللہ (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) کے پاس تھے کہ آپ (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) نے فرمایا کہ کیا تم میں سے کوئی ہر روز ہزار نیکیاں کرنے سے عاجز ہے؟ آپ (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) کے پاس بیٹھنے والوں میں سے ایک شخص نے کہا کہ ہم میں سے کوئی ہزار نیکیاں کس طرح کرے گا؟ آپ (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) نے فرمایا کہ سو بار سبحان اللہ کہے تو ہزار نیکیاں اس کے لئے لکھی جائیں گی اور اس کے ہزار گناہ مٹائے جائیں گے۔

تعوذ وغیرہ کے بارے میں

فتنوں کے شر سے پناہ مانگنا:

1910: اُمّ المؤمنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) ان کلمات کے ساتھ دعا کیا کرتے تھے کہ ''اے اللہ! میں تیری پناہ مانگتا ہوں جہنم کے فتنہ سے اور جہنم کے عذاب سے اور قبر کے فتنہ سے اور قبر کے عذاب سے اور ایمیری کے فتنہ سے اور فقیری کے فتنہ کی بُرائی سے۔ اور میں مسیح دجال کے فتنہ کے شر سے تیری پناہ مانگتا ہوں۔ اے اللہ! میرے گناہوں کو برف اور اولے کے پانی سے دھودے اور میرا دل گناہوں سے پاک کردے جیسے تو نے سفید کپڑے کو میل کچیل سے پاک کر دیا اور مجھ کو گناہوں سے دُور کر دے جیسے تو نے مشرق کو مغرب سے دُور کر دیا اے اللہ! میں سستی اور بڑھاپے اور گناہ اور قرض سے تیری پناہ مانگتا ہوں''۔

عاجزی اور سستی سے پناہ مانگنے کے بیان میں:

1911: سیدنا انس بن مالکؓ کہتے ہیں کہ رسول اللہ (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) فرماتے تھے کہ ''اے اللہ! میں عاجزی اور سستی اور نامردی اور بڑھاپے سے تیری پناہ مانگتا ہوں اور بخیلی سے اور قبر کے عذاب اور زندگی اور موت کے فتنہ سے تیری پناہ مانگتا ہوں''۔

بُری قضا اور بدبختی سے پناہ مانگنے کے بیان میں:

1912: سیدنا ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ نبی (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) بُری قضا سے اور بدبختی میں پڑنے سے اور دشمنوں کے خوش ہونے سے اور بلا کی سختی سے پناہ مانگا کرتے تھے۔ عمرو نے کہا کہ سفیان نے کہا کہ چار چیزوں میں سے ایک چیز میں

نے اس حدیث میں زیادہ کردی۔

نعمتوں کے زوال سے پناہ مانگنے کے بیان میں:

1913: سیدنا عبداللہ بن عمرؓ کہتے ہیں کہ رسول اللہ کی دعا یہ تھی کہ ”اے اللہ! میں تیری نعمت کے زوال سے اور عافیت اور دی ہوئی صحت کے پلٹ جانے سے اور تیرے اچانک عذاب سے اور تیرے غضب والے سب کاموں سے تیری پناہ مانگتا ہوں“۔

چھینکنے والے جو جواب دینا جب وہ الحمدللہ کہے:

1914: سیدنا انس بن مالکؓ کہتے ہیں کہ رسول اللہ (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) کے سامنے دو آدمیوں نے چھینکا آپ (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) نے ایک کو جواب دیا اور دوسرے کو جواب نہ دیا۔ جس کو جواب نہ دیا اس نے کہا کہ اس نے چھینکا اور آپ صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے جواب دیا لیکن میں نے چھینکا اور آپ (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) نے جواب نہ دیا تو آپ (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) نے فرمایا کہ اس نے (یعنی جس کا جواب دیا) الحمدللہ کہا اور تو نے الحمدللہ نہ کہا (اس لئے جواب نہ دیا)۔

1915: سیدنا ایاس بن سلمہ سے روایت ہے کہ ان کے والد (سیدنا سلمہ بن اکوعؓ) نے نبی (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) سے سنا اور آپ (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) کے پاس ایک آدمی نے چھینکا تو آپ (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) نے فرمایا کہ یرحمک اللہ۔ پھر وہ چھینکا تو آپ (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) نے فرمایا کہ اس کو زکام ہو گیا۔ (یعنی اگر کسی کو زکام سے چھینکیں آ رہی ہوں تو اس کو کہاں تک یرحمک اللہ کہیں گے)۔

توبہ، اسکی قبولیت اور اللہ تعالیٰ کی رحمت کی وسعت

اللہ تعالیٰ سے توبہ کرنے کا حکم:

1916: سیدنا ابو بردہ کہتے ہیں کہ میں نے سیدنا اغرؓ سے سنا اور وہ نبی (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) کے صحابہ میں سے تھے وہ بیان کرتے ہیں کہ سیدنا ابن عمرؓ نے کہا کہ رسول اللہ (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) نے فرمایا کہ اے لوگو! اللہ کی طرف توبہ کرو کیونکہ میں اللہ تعالیٰ سے ہر دن میں سو بار توبہ کرتا ہوں۔

توبہ کرنے پر شوق دلانا:

1917: سیدنا حارث بن سوید کہتے ہیں کہ میں سیدنا عبداللہؓ کی عیادت کو ان کے پاس گیا اور وہ بیمار تھے تو انہوں نے مجھ سے دو حدیثیں بیان کیں ایک اپنی طرف سے اور ایک رسول اللہ (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) کی طرف سے۔ انہوں نے کہا کہ میں نے رسول اللہ (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) سے سنا آپ (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) فرماتے تھے کہ البتہ اللہ تعالیٰ اپنے مومن بندہ کی توبہ سے اس سے زیادہ خوش ہوتا ہے جیسے کوئی شخص ایک پٹ پر میدان میں (جہاں نہ سایہ ہو نہ پانی ہو) جو ہلاک کرنے والا ہو تو سو جائے اور اس کے ساتھ اس کا اونٹ ہو جس پر اس کا کھانا اور پانی ہو۔ جب وہ جاگے تو اپنا اونٹ نہ پائے پھر اس کو ڈھونڈے یہاں تک کہ پیاسا ہو جائے پھر کہے کہ میں لوٹ جاؤں جہاں تھا اور سوتے سوتے مر جاؤں پھر اپنا سر اپنے بازو پر رکھے مرنے کے لئے پھر جو جاگے تو اپنا اونٹ اپنے پاس پائے اس پر اس کا توشہ ہو کھانا بھی اور پانی بھی تو اللہ تعالیٰ کو مومن بندے کی توبہ سے اس سے زیادہ خوشی ہوتی ہے جتنی اس شخص کو اپنے اونٹ اور توشہ کے ملنے سے ہوتی ہے۔

1918: ابن شہاب رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ پھر رسول اللہ (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) نے

تبوک کا جہاد کیا اور آپ صلی اللہ علیہ والہ وسلم کا ارادہ تھا روم اور عرب کے نصاریٰ کو دھمکانے کا شام میں۔ ابن شہاب نے کہا کہ مجھ سے عبدالرحمٰن بن عبداللہ بن کعب بن مالک نے ان سے عبداللہ بن کعب نے جو سیدنا کعبؓ کو پکڑ کر چلایا کرتے تھے ان کے بیٹوں میں سے جب سیدنا کعبؓ نابینا ہو گئے تھے۔ انہوں نے کہا کہ میں نے سیدنا کعب بن مالکؓ سے سنا وہ اپنا حال بیان کرتے تھے جب رسول اللہ (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) کے ساتھ غزوہ تبوک میں شامل ہونے سے پیچھے رہ گئے تھے۔

سیدنا کعب بن مالکؓ نے کہا کہ میں کسی جہاد میں رسول اللہ (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) کے پیچھے نہیں رہا سوائے غزوہ تبوک کے البتہ بدر میں پیچھے رہ گیا لیکن آپ (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) نے کسی پر غصہ نہیں کیا جو پیچھے رہ گیا تھا اور بدر میں تو آپ (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) مسلمانوں کے ساتھ قریش کا قافلہ لوٹنے کے لئے نکلے تھے لیکن اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں کو ان کے دشمنوں کے ساتھ بے وقت لڑا دیا (اور قافلہ نکل گیا) اور میں رسول اللہ (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) کے ساتھ لیلۃ العقبہ میں موجود تھا (لیلۃ العقبہ وہ رات ہے جب آپ صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے انصار سے اسلام پر اور آپ (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) کی مدد کرنے پر بیعت لی تھی اور یہ بیعت جمرۃ العقبہ کے پاس جو منیٰ میں ہے دو بار ہوئی۔ پہلی بار میں بارہ انصاری تھے اور دوسری بار میں ستر انصاری تھے) اور میں نہیں چاہتا کہ اس رات کے بدلے میں جنگِ بدر میں شریک ہوتا اگرچہ جنگ بدر لوگوں میں اس رات سے زیادہ مشہور ہے (یعنی لوگ اس کو افضل کہتے ہیں) اور غزوہ تبوک میں میرا پیچھے رہ جانے کا قصہ یہ ہے کہ جب یہ غزوہ ہوا تو میں سب سے زیادہ طاقت دار اور مالدار تھا اور اللہ کی قسم اس سے پہلے میرے پاس دو اونٹنیاں کبھی جمع نہیں ہوئیں تھیں اور اس لڑائی کے وقت میرے

پاس دو اونٹنیاں تھیں۔

اور آپ (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) اس لڑائی کے لئے سخت گرمی کے دنوں میں چلے اور سفر بھی لمبا تھا اور راہ میں جنگل تھے (دور دراز جن میں پانی کم ملتا اور ہلاکت کا خوف ہوتا) اور بہت سارے دشمنوں سے مقابلہ تھا اس لئے آپ (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) نے مسلمانوں سے صاف صاف فرمایا دیا کہ میں اس لڑائی کے لئے جا رہا ہوں (حالانکہ آپ (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) کی یہ عادت تھی کہ اور لڑائیوں میں اپنا ارادہ مصلحت کے تحت صاف صاف نہ فرماتے تا کہ خبر مشہور نہ ہو) تا کہ وہ اپنی تیاری کر لیں پھر ان سے کہہ دیا کہ فلاں طرف ان کو جانا پڑے گا اور اس وقت آپ (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) کے ساتھ بہت سے مسلمان تھے اور کوئی رجسٹر نہ تھا جس میں ان کے نام لکھے جا سکتے تو ایسے شخص کم تھے جو غائب رہنا چاہتے اور گمان کرتے کہ یہ امر اس وقت تک پوشیدہ رہے گا جب تک اللہ تعالیٰ کی طرف سے کوئی وحی نہ اترے۔

اور یہ جہاد رسول اللہ (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) نے اس وقت کیا جب پھل پک گئے تھے اور سایہ خوب تھا اور مجھے ان چیزوں کا بہت شوق تھا۔ آخر رسول اللہ (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) نے تیاری کی اور مسلمانوں نے بھی آپ (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) کے ساتھ تیاری کی میں نے بھی صبح کو اس ارادہ سے نکلنا شروع کیا کہ میں بھی ان کے ساتھ تیاری کروں لیکن میں ہر روز لوٹ آتا اور کچھ فیصلہ نہ کرتا اور اپنے دل میں کہتا کہ میں جب چاہوں جا سکتا ہوں (کیونکہ سفر کا سامان میرے پاس موجود تھا) یوں ہی ہوتا رہا یہاں تک کہ لوگ برابر کوشش کرتے رہے اور رسول اللہ (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) بھی صبح کے وقت نکلے اور مسلمان بھی آپ (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) کے ساتھ نکلے اور میں نے کوئی تیاری نہ کی پھر میں صبح کو نکلا اور لوٹ کر آ گیا اور کوئی

فیصلہ نہیں کیا۔ میرا یہی حال رہا یہاں تک کہ لوگوں نے جلدی کی اور سب مجاہدین آگے نکل گئے اس وقت میں نے بھی کوچ کا قصد کیا کہ ان سے مل جاؤں تو کاش میں ایسا کرتا لیکن میری تقدیر میں نہ تھا۔

اس کے بعد جب میں رسول اللہ (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) کے جانے کے بعد باہر نکلتا تو مجھے رنج ہوتا کیونکہ میں کوئی پیروی کے لائق نہ پاتا مگر ایسا شخص جس پر منافق ہونے کا گمان تھا یا معذور ضعیف اور ناتواں لوگوں میں سے۔ خیر رسول اللہ (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) نے (راہ میں) میری یاد کہیں نہ کی یہاں تک کہ آپ (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) تبوک میں پہنچے۔ آپ صلی اللہ علیہ والہ وسلم لوگوں میں بیٹھے ہوئے تھے اس وقت فرمایا کہ کعب بن مالک کہاں گیا؟ بنی سلمہ میں سے ایک شخص بولا کہ یا رسول اللہ (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) اس کو اس کی چادروں نے روک رکھا وہ اپنے دونوں کناروں کو دیکھتا ہے (یعنی اپنے لباس اور نفس میں مشغول اور مصروف ہے) سیدنا معاذ بن جبلؓ نے یہ سن کر کہا کہ تو نے بُری بات کہی اللہ کی قسم! یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم! ہم تو کعب بن مالک کو اچھا سمجھتے ہیں۔ رسول اللہ (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) یہ سن کر چپ ہو رہے۔ اتنے میں آپ (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) نے ایک شخص کو دیکھا جو سفید کپڑے پہنے ہوئے آ رہا تھا اور (چلنے کی وجہ سے) ریت کو اُڑا رہا تھا آپ (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) نے فرمایا کہ کہ وہ ابوخیثمہ ہے۔ پھر وہ ابوخیثمہ ہی تھا اور ابوخیثمہ وہ شخص تھا جس نے ایک صاع کھجور صدقہ دی تھی جب منافقوں نے اس پر طعن کیا تھا۔

سیدنا کعب بن مالکؓ نے کہا کہ جب مجھے خبر پہنچی کہ رسول اللہ (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) تبوک سے مدینہ کی طرف لوٹے ہیں تو میرا رنج بڑھ گیا میں نے جھوٹ باتیں بنانا شروع کیں کہ کوئی بات ایسی کہوں جس سے آپ (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) کا

غصہ مٹ جائے کل کے روز اور اس معاملہ کے لئے میں نے ہر ایک عقلمند شخص سے مدد لینا شروع کی اپنے گھر والوں میں سے یعنی (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) ان سے بھی صلاح لی (کہ کیا بات بناؤں) جب لوگوں نے مجھ سے بیان کیا کہ رسول اللہ (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) قریب آ پہنچے تو اس وقت سارا جھوٹ کافور ہو گیا اور میں سمجھ گیا کہ اب میں کوئی جھوٹ بنا کر آپ صلی اللہ علیہ والہ وسلم سے نجات نہیں پا سکتا آخر میں نے سچ بولنے کی نیت کر لی اور صبح کو رسول اللہ (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) تشریف لائے اور جب آپ صلی اللہ علیہ والہ وسلم سفر سے آتے تو پہلے مسجد میں جاتے اور دو رکعتیں پڑھتے پھر لوگوں سے ملنے کے لئے بیٹھتے۔ جب آپ صلی اللہ علیہ والہ وسلم یہ کر چکے تو جو لوگ پیچھے رہ گئے تھے انہوں نے اپنے عذر بیان کرنے شروع کئے اور قسمیں کھانے لگے ایسے اسی پر چند آدمی تھے (یعنی اسی سے زیادہ شخص تھے) آپ (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) نے ان کی ظاہر بات کو مان لیا اور ان سے بیعت کی اور ان کے لئے مغفرت کی دعا کی اور ان کی نیت (یعنی دل کی بات کو) اللہ کے سپرد کر دیا۔

یہاں تک کہ میں بھی آیا جب میں نے سلام کیا تو آپ (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) مسکرائے لیکن اس طرح جیسے کوئی غصہ کی حالت میں مسکراتا ہے پھر آپ (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) نے فرمایا کہ آ۔ میں چلتا ہوا آیا اور آپ (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) کے سامنے بیٹھ گیا آپ (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) نے فرمایا کہ تو پیچھے کیوں رہ گیا تو نے تو سواری بھی خرید لی تھی۔ میں نے کہا کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم! اگر میں آپ (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) کے سوا دنیا کے شخصوں میں سے کسی اور کے پاس بیٹھا ہوتا تو میں یہ خیال کرتا کہ کوئی عذر بیان کر کے اس کے غصہ سے نکل جاؤں گا اور مجھے (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) اللہ تعالیٰ نے زبان کی قوت دی ہے (یعنی میں عمدہ تقریر

کرسکتا ہوں اور خوب بات بنا سکتا ہوں) لیکن اللہ کی قسم میں جانتا ہوں کہ اگر میں کوئی جھوٹ بات آپ (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) سے کہہ دوں اور آپ صلی اللہ علیہ والہ وسلم مجھ سے خوش ہو جائیں گے تو قریب ہے کہ اللہ تعالیٰ آپ (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) کو میرے اوپر غصہ کر دے گا (یعنی اللہ تعالیٰ آپ (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) کو بتلائے گا کہ میرا عذر جھوٹ اور غلط تھا اور آپ صلی اللہ علیہ والہ وسلم ناراض ہو جائیں گے) اور اگر میں آپ صلی اللہ علیہ والہ وسلم سے سچ سچ کہوں گا تو بیشک آپ صلی اللہ علیہ والہ وسلم غصے ہوں گے لیکن مجھے امید ہے کہ اللہ تعالیٰ اس کا انجام بخیر کرے گا۔ اللہ کی قسم مجھے کوئی عذر نہ تھا اللہ کی قسم میں کبھی نہ اتنا طاقت دار تھا نہ اتنا مالدار تھا جتنا اس وقت تھا جب آپ (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) سے پیچھے رہ گیا۔ رسول اللہ (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) نے فرمایا کہ کعب نے سچ کہا پھر آپ صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے فرمایا کہ اچھا جا یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ تیرے بارے میں حکم دے میں کھڑا ہو گیا۔

اور بنی سلمہ کے چند لوگ دوڑ کر میرے پیچھے ہوئے اور مجھ سے کہنے لگے کہ اللہ کی قسم ہم نہیں جانتے کہ تم نے اس سے پہلے کوئی قصور کیا ہو تو تم عاجز کیوں ہو گئے اور رسول اللہ (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) کے سامنے کوئی عذر کیوں نہ کر دیا جس طرح اور لوگوں نے جو پیچھے رہ گئے تھے عذر بیان کئے اور تیرا گناہ بخشوانے کو رسول اللہ (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) کا استغفار کافی ہوتا۔ اللہ کی قسم وہ لوگ مجھے ملامت کرنے لگے یہاں تک کہ میں نے ارادہ کیا کہ پھر رسول اللہ (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) کے پاس لوٹ کر جاؤں اور اپنے آپ کو جھوٹا کروں (اور کوئی عذر بیان کروں) پھر میں نے ان لوگوں سے کہا کہ کسی اور کا بھی ایسا حال ہوا ہے جو میرا ہوا ہے؟ انہوں نے کہا کہ ہاں دو شخص ایسے اور ہیں انہوں نے بھی وہی کہا جو تو نے کہا اور رسول اللہ (صلی اللہ

علیہ والہ وسلم) نے ان سے بھی وہی فرمایا جو تجھ سے فرمایا۔ میں نے پوچھا کہ وہ دو شخص کون ہیں؟ انہوں نے کہا کہ مرارہ بن ربیعہ اور ہلال بن امیہ واقفی ۔ ان لوگوں نے ایسے دو شخصوں کے نام لئے جو نیک تھے اور بدر کی لڑائی میں موجود تھے اور پیروی کے قابل تھے جب ان لوگوں نے ان دونوں شخصوں کا نام لیا تو میں چلا گیا۔

اور رسول اللہ (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) نے مسلمانوں کو منع کر دیا تھا کہ ہم تینوں آدمیوں سے کوئی بات نہ کرے ان لوگوں میں سے جو پیچھے رہ گئے تھے تو لوگوں نے ہم سے پرہیز شروع کیا اور ان کا حال ہمارے ساتھ بالکل بدل گیا یہاں تک کہ زمین بھی گویا بدل گئی، وہ زمین ہی نہ رہی جس کو میں پہچانتا تھا۔ پچاس راتوں تک ہمارا یہی حال رہا میرے دونوں ساتھی تو عاجز ہو گئے اور اپنے گھروں میں روتے ہوئے بیٹھ رہے لیکن میں تو سب لوگوں میں نوجوان اور زوردار تھا۔ میں نکلا کرتا تھا اور نماز کے لئے بھی آتا اور بازاروں میں بھی پھرتا لیکن کوئی شخص مجھ سے بات نہ کرتا اور رسول اللہ (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) کے پاس آتا اور آپ (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) کو سلام کرتا اور آپ صلی اللہ علیہ والہ وسلم نماز کے بعد اپنی جگہ بیٹھے ہوتے اور دل میں یہ کہتا کہ آپ صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے اپنے لبوں کو سلام کا جواب دینے کے لئے ہلایا یا نہیں ہلایا پھر آپ (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) کے قریب نماز پڑھتا اور چوری نظر سے (آنکھ کے کونے سے) آپ (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) کو دیکھتا تو جب میں نماز میں ہوتا تو آپ صلی اللہ علیہ والہ وسلم میری طرف دیکھتے اور جب میں آپ صلی اللہ علیہ والہ وسلم کی طرف دیکھتا تو آپ صلی اللہ علیہ والہ وسلم منہ پھیر لیتے۔

یہاں تک کہ جب مسلمانوں کی سختی مجھ پر لمبی ہوئی تو میں چلا اور ابوقتادہؓ کے باغ کی

دیوار پر چڑھا اور ابو قتادہ میرے چچا زاد بھائی تھے اور سب لوگوں سے زیادہ مجھے ان سے محبت تھی ان کو سلام کیا تو اللہ کی قسم انہوں نے سلام کا جواب تک نہ دیا (سبحان اللہ رسول اللہ (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) کے تابع ایسے ہوتے ہیں کہ آپ (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) کے ارشاد کے سامنے بھائی بیٹے کی پرواہ بھی نہیں کرتے جب رسول اللہ (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) سے ایسی محبت نہ ہو تو ایمان کس کام کا ہے؟ آپ (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) کی حدیث جب معلوم ہو جائے کہ صحیح ہے تو مجتہد اور مولویوں کا قول جو اس کے خلاف ہو دیوار پر مارنا چاہیئے اور حدیث پر چلنا چاہیئے) میں نے ان سے کہا کہ اے ابو قتادہ! میں تمہیں اللہ کی قسم دیتا ہوں کہ تم یہ نہیں جانتے کہ میں اللہ اور اس کے رسول (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) سے محبت رکھتا ہوں وہ خاموش رہے۔ میں نے پھر تیسری بار قسم دی تو بولے کہ اللہ اور اس کا رسول (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) خوب جانتے ہیں (یہ بھی کعب سے نہیں بولے بلکہ خود اپنے میں بات کی) آخر میری آنکھوں سے آنسو نکل پڑے اور میں پیٹھ موڑ کر چلا اور دیوار پر چڑھا۔ میں مدینہ کے بازار میں جا رہا تھا کہ ایک کسان شام کے کسانوں میں سے جو مدینہ میں اناج بیچنے کے لئے آیا تھا کہنے لگا کہ کعب بن مالک کا گھر مجھے کون بتائے گا؟ لوگوں نے اس کو اشارہ شروع کیا یہاں تک کہ وہ میرے پاس آیا اور مجھے غسان کے بادشاہ کا ایک خط دیا۔ میں منشی تھا میں نے اس کو پڑھا اس میں یہ لکھا تھا کہ امابعد! کعب کو معلوم ہو کہ ہمیں یہ خبر پہنچی ہے کہ تمہارے صاحب (یعنی رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم) تم پر ناراض ہوئے ہیں اور اللہ تعالیٰ نے تمہیں ذلت کے گھر میں نہیں کیا نہ اس جگہ جہاں تمہارا حق ضائع ہو تو تم ہم سے مل جاؤ ہم تمہاری خاطر داری کریں گے میں نے جب یہ خط پڑھا تو کہا کہ یہ بھی اللہ کی طرف سے ایک آزمائش ہے اور اس خط کو میں نے تنور میں جلا دیا۔

جب پچاس میں سے چالیس دن گزر گئے اور وحی نہ آئی تو یکا یک رسول اللہ (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) کا پیغام لانے والا میرے پاس آیا اور کہنے لگا کہ رسول اللہ (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) تمہیں حکم کرتے ہیں کہ اپنی بی بی سے علیحدہ رہو میں نے کہا کہ اس کو طلاق دیدوں یا کیا کروں؟ وہ بولا کہ نہیں طلاق مت دو صرف الگ رہو اور اس سے صحبت مت کرو اور میرے دونوں ساتھیوں (جو پیچھے رہ گئے تھے) کو بھی یہی پیغام ملا میں نے اپنی بیوی سے کہا کہ تو اپنے عزیزوں میں چلی جا اور وہیں رہو یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ اس بارے میں کوئی فیصلہ دے۔ سیدنا ہلال بن امیہؓ کی بیوی یہ سن کر رسول اللہ (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) کے پاس گئی اور عرض کیا کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم! ہلال بن امیہ ایک بوڑھا کمزور شخص ہے اس کے پاس کوئی خادم بھی نہیں تو کیا آپ (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) بُرا سمجھتے ہیں کہ اگر میں اس کی خدمت کیا کروں؟ آپ (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) نے فرمایا کہ میں خدمت کو بُرا نہیں سمجھتا لیکن وہ تجھ سے صحبت نہ کرے۔ وہ بولی کہ اللہ کی قسم اس کو کسی کام کا خیال نہیں اور اللہ کی قسم وہ اس دن سے اب تک رو رہا ہے۔

میرے گھر والوں نے کہا کہ کاش تم بھی رسول اللہ (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) سے اپنی بیوی کے پاس رہنے کی اجازت لے لو کیونکہ آپ (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) نے ہلال بن امیہ کی عورت کو اس کی خدمت کرنے کی اجازت دی تو میں نے کہا کہ میں کبھی آپ (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) سے اپنی بیوی کے لئے اجازت نہ لوں گا اور معلوم نہیں کہ رسول اللہ (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) کیا فرمائیں گے اگر میں اپنی بیوی کے لئے اجازت لوں اور میں جوان آدمی ہوں۔ پھر دس راتوں میں اسی حال میں رہا یہاں تک کہ پچاس راتیں پوری ہوئیں اس تاریخ سے جب سے آپ (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) نے ہم سے سب لوگوں کو بات کرنے سے منع فرمایا تھا۔

پھر پچاسویں رات کو صبح کے وقت میں نے اپنے ایک گھر کی چھت پر نماز پڑھی میں اسی حال میں بیٹھا تھا جو اللہ تعالیٰ نے ہمارا حال بیان کیا کہ میرا جی تنگ ہو گیا اور زمین مجھ پر تنگ ہو گئی تھی باوجودیکہ یہ اتنی کشادہ ہے۔ اتنے میں مَیں نے ایک پکارنے والے کی آواز سنی جو سلع (نامی) پہاڑ پر چڑھا اور بلند آواز سے پکارا کہ اے کعب بن مالک! خوش ہو جا۔ یہ سن کر میں سجدہ میں گرا اور میں نے پہچانا کہ خوشی آئی۔

پھر رسول اللہ (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) نے لوگوں کو خبر کی کہ اللہ تعالیٰ نے ہمیں معاف کیا جب آپ (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) فجر کی نماز پڑھ چکے۔ لوگ ہمیں خوشخبری دینے کو چلے تو میرے دونوں ساتھیوں کے پاس چند خوشخبری دینے والے گئے اور ایک شخص نے میرے پاس گھوڑا دوڑایا اور ایک دوڑنے والا اسلم قبیلہ سے میری طرف آیا اور اس کی آواز گھوڑے سے جلدی مجھ کو پہنچی۔ جب وہ شخص آیا جس کی خوشخبری کی آواز میں نے سنی تھی تو میں نے اپنے دونوں کپڑے اتارے اور اس خوشخبری کے صلہ میں اس کو پہنا دیئے اللہ کی قسم اس وقت میرے پاس وہی دو کپڑے تھے میں نے دو کپڑے عاریۃً لئے اور ان کو پہنا اور رسول اللہ (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) سے ملنے کی نیت سے چلا۔ لوگ مجھ سے گروہ گروہ ملتے جاتے تھے اور مجھے معافی کی مبارکباد دیتے جاتے تھے اور کہتے تھے کہ مبارک ہو تمہیں اللہ کی معافی کی تمہارے لئے یہاں تک کہ میں مسجد میں پہنچا تو رسول اللہ (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) مسجد میں بیٹھے تھے اور آپ (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) کے پاس لوگ تھے اور طلحہ بن عبید اللہؓ مجھے دیکھتے ہی کھڑے ہوئے اور دوڑے یہاں تک کہ مجھ سے مصافحہ کیا اور مجھے مبارکباد دی اللہ کی قسم مہاجرین میں سے ان کے سوا کوئی شخص کھڑا نہیں ہوا تو سیدنا کعبؓ سیدنا طلحہؓ کے اس احسان کو نہیں بھولتے تھے۔

سیدنا کعب بن مالکؓ نے کہا کہ جب میں نے رسول اللہ (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) کو سلام کیا تو آپ (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) کا چہرہ خوشی سے چمک دمک رہا تھا آپ (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) نے فرمایا کہ خوش ہو جا آج کے دن سے جو تیرے لئے بہتر دن ہے جب سے تیری ماں نے تجھ کو جنا۔ میں نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم ! یہ خوشخبری آپ کی طرف سے ہے یا اللہ جل جلالہٗ کی طرف سے ہے؟ آپ (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) نے فرمایا کہ اللہ جل جلالہٗ کی طرف سے اور رسول اللہ (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) جب خوش ہو جاتے تو آپ (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) کا چہرہ چمک جاتا گویا کہ چاند کا ایک ٹکڑا ہے اور ہم اس بات (یعنی آپ صلی اللہ علیہ والہ وسلم کی خوشی) کو پہچان لیتے جب میں آپ (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) کے سامنے بیٹھا تو میں نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم ! میں اپنی معافی کی خوشی میں اپنے مال کو اللہ اور اس کے رسول (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) کے لئے صدقہ کر دوں؟ آپ (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) نے فرمایا کہ اپنا تھوڑا مال رکھ لے۔ میں نے عرض کیا کہ پھر میں اپنا خیبر کا حصہ رکھ لیتا ہوں۔

اور میں نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم ! آخر کار سچائی نے مجھے نجات دی اور میری توبہ میں یہ بھی داخل ہے کہ ہمیشہ سچ کہوں گا جب تک زندہ رہوں۔ سیدنا کعبؓ نے کہا کہ اللہ کی قسم میں نہیں جانتا کہ اللہ تعالیٰ نے کسی مسلمان پر سچ بولنے پر ایسا احسان کیا ہو جب سے میں نے رسول اللہ (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) سے یہ ذکر کیا جیسا عمدہ طرح سے مجھ پر احسان کیا۔ اللہ کی قسم میں نے اس وقت سے کوئی جھوٹ قصداً نہیں بولا جب سے یہ رسول اللہ (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) سے کہا آج کے دن تک اور مجھے امید ہے کہ اللہ تعالیٰ باقی زندگی میں بھی مجھے جھوٹ سے بچائے گا۔ سیدنا کعب نے کہا کہ اللہ تعالیٰ نے یہ آیتیں اتاریں کہ ''بیشک اللہ

تعالیٰ نے نبی اور مہاجرین اور انصار کو معاف کیا جنہوں نے نبی (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) کا مفلسی کے وقت ساتھ دیا'' یہاں تک کہ فرمایا کہ ''وہ مہربان ہے اور رحم والا ہے اور اللہ تعالیٰ نے ان تین شخصوں کو بھی معاف کیا جو پیچھے چھوڑے گئے یہاں تک کہ جب زمین ان پر باوجود اپنی کشادگی کے تنگ ہوگئی اور ان کے نفس بھی تنگ ہو گئے اور سمجھے کہ اب اللہ تعالیٰ سے کوئی بچاؤ نہیں مگر اسی کی طرف پھر اللہ نے ان کو معاف کیا تا کہ وہ توبہ کریں۔ بیشک اللہ تعالیٰ بخشنے والا مہربان ہے اے ایمان والو! اللہ تعالیٰ سے ڈرو اور سچوں کے ساتھ رہو''۔

سیدنا کعبؓ نے کہا کہ اللہ کی قسم اللہ تعالیٰ نے (میرے) اسلام (لانے کے بعد) اس سے بڑھ کوئی احسان مجھ پر نہیں کیا جو میرے نزدیک اتنا بڑا ہو اس بات سے کہ میں نے رسول اللہ (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) سے سچ بول دیا اور جھوٹ نہیں بولا ورنہ تباہ ہوتا جیسے جھوٹے تباہ ہوئے اور اللہ تعالیٰ نے جھوٹوں کی جب وحی اتاری تو ایسی بُرائی بیان کی کہ کسی (اور) کی نہ کی ہوگی تو فرمایا کہ ''جب تم لوٹ کر آئے تو وہ قسمیں کھانے لگے تا کہ تم ان سے کچھ نہ بولو۔ پس ان سے نہ بولو وہ ناپاک ہیں اور ان کا ٹھکانہ جہنم ہے یہ بدلہ ہے ان کی کمائی کا جو تم سے قسمیں کھاتے ہیں کہ تم ان سے خوش ہو جاؤ۔ پس اگر تم ان سے خوش ہو جاؤ تو بھی اللہ تعالیٰ ان بدکاروں سے خوش نہیں ہوگا''۔

سیدنا کعبؓ نے کہا کہ ہم تینوں آدمی ان لوگوں سے پیچھے ڈالے گئے جن کا عذر رسول اللہ (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) نے قبول کیا جب انہوں نے قسم کھائی تو ان سے بیعت کی اور ان کے لئے استغفار کیا اور ہمیں رسول اللہ (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) نے پیچھے ڈال رکھا (یعنی ہمارا مقدمہ، فیصلہ پیچھے رکھا) یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ نے فیصلہ کیا اسی سبب سے اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ ''معاف کیا ان تینوں کو جو پیچھے ڈالے گئے تھے

یہاں تک کہ ان پر زمین اپنی کشادگی کے باجود تنگ ہوگئی" اور اس لفظ (یعنی خُلِّفُوا) سے یہ مراد نہیں ہے کہ ہم جہاد سے پیچھے رہ گئے بلکہ وہی مراد ہے ہمارے مقدمہ کا پیچھے رہنا اور آپ (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) کا پیچھے ڈال رکھنا بہ نسبت ان لوگوں کے جنہوں نے قسم کھائی اور عذر کیا آپ صلی اللہ علیہ والہ وسلم سے اور آپ صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے ان کے عذر کو قبول کرلیا۔

جس نے سو آدمی قتل کئے تھے اس کی توبہ قبول ہونے کے بارے میں:

1919: سیدنا ابوسعید خدریؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) نے فرمایا کہ تم سے پہلے ایک شخص تھا جس نے ننانوے خون کئے تھے۔ اس نے پوچھا کہ زمین کے لوگوں میں سب سے زیادہ عالم کون ہے؟ لوگوں نے ایک راہب کے بارے میں بتایا وہ اس کے پاس آیا اور کہا کہ میں نے ننانوے خون کئے ہیں میری توبہ قبول ہوگی یا نہیں؟ راہب نے کہا کہ نہیں تیری توبہ قبول نہ ہوگی تو اس نے اس راہب کو بھی مار ڈالا اور سو خون پورے کر لئے پھر اس نے لوگوں سے پوچھا کہ زمین میں سب سے زیادہ عالم کون ہے؟ لوگوں نے ایک عالم کے بارے میں بتایا تو وہ اس کے پاس گیا اور بولا کہ ہاں ہوسکتی ہے اور توبہ کرنے سے کونسی چیز مانع ہے؟ تو فلاں ملک میں جا اور وہاں کچھ لوگ ہیں جو اللہ تعالیٰ کی عبادت کرتے ہیں تو بھی جا کر ان کے ساتھ عبادت کر اور اپنے ملک میں مت جا وہ بُرا ملک ہے۔ پھر وہ اس ملک کی طرف چلا جب آدھا سفر طے کرلیا تو اس کو موت آئی۔ اب عذاب کے فرشتوں اور رحمت کے فرشتوں میں جھگڑا ہوا۔ رحمت کے فرشتوں نے کہا کہ یہ توبہ کر کے اللہ کی طرف متوجہ ہو کر آ رہا تھا لیکن عذاب کے فرشتوں نے کہا کہ اس نے کوئی نیکی نہیں کی۔ آخر ایک فرشتہ آدمی کی صورت بن کر آیا اور انہوں نے اس کو فیصلہ کرنے کے لئے مقرر کیا اس نے کہا کہ دونوں ملکوں تک ناپو اور جس ملک کے قریب

ہووہ وہیں کا ہے آخر رحمت کے فرشتے اس کو لے گئے۔سیدنا قتادہ نے کہا کہ حسن نے کہا کہ ہم سے لوگوں نے بیان کیا کہ جب وہ مرنے لگا تو اپنے سینہ کے بل بڑھا (تا کہ اس ملک سے نزدیک ہو جائے)۔

جس نے مغرب سے سورج طلوع ہونے سے پہلے توبہ کی اس کی توبہ اللہ تعالیٰ قبول فرمائے گا۔

1920: سیدنا ابو ہریرہؓ کہتے ہیں کہ رسول اللہ (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) نے فرمایا کہ جو شخص اس سے پہلے توبہ کر لے کہ سورج مغرب سے طلوع ہو تو اللہ تعالیٰ اس کو معاف کر دے گا (سورج کے مغرب سے نکلنے کے بعد توبہ قبول نہ ہوگی اسی طرح موت کے فرشتوں کو دیکھنے کے وقت توبہ قبول نہ ہوگی نہ اس کی وصیت نافذ ہوگی)۔

دن و رات کے گنہگار کی توبہ قبول

1921: سیدنا ابوموسیٰؓ نبی (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) سے روایت کرتے ہیں کہ آپ (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) نے فرمایا کہ بیشک اللہ تعالیٰ عزت اور بزرگی والا اپنا ہاتھ رات کو پھیلاتا ہے تا کہ دن کا گنہگار توبہ کر لے اور دن کو ہاتھ پھیلاتا ہے تا کہ رات کا گنہگار توبہ کرے یہاں تک کہ آفتاب مغرب کی طرف سے نکلے۔

گناہوں کے معاف کرنے کے بیان میں

1922: سیدنا ابو ہریرہؓ کہتے ہیں کہ رسول اللہ (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) نے فرمایا کہ قسم اس ذات کی جس کے ہاتھ میں میری جان ہے کہ اگر تم گناہ نہ کرو تو البتہ اللہ تعالیٰ تمہیں فنا کر دے گا اور ایسے لوگوں کو پیدا کرے گا جو گناہ کریں گے اور پھر اس سے بخشش مانگیں گے اور اللہ تعالیٰ ان کو بخشے گا (سبحان اللہ مالک کے سامنے قصور کا اقرار کرنا اور معذرت کرنا اور توبہ کرنا اور معافی چاہنا کیسی عمدہ بات ہے اور مالک

کو کیسے پسند ہے کسی بزرگ نے کہا کہ وہ گناہ مبارک ہے جس کے بعد معافی اور وہ عبادت منحوس ہے جس سے غرور پیدا ہو)۔

:اللہ تعالیٰ کی رحمت فراخ ہے اور اس کی رحمت اس کے غضب پر غالب ہے۔

1923: سیدنا ابو ہریرہؓ کہتے ہیں کہ رسول اللہ (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) نے فرمایا کہ جب اللہ تعالیٰ مخلوقات کو بنا چکا تو اپنی کتاب میں لکھا اپنے اوپر وہ کتاب اس کے پاس رکھی ہے کہ میری رحمت میرے غصہ پر غالب ہے۔

1924: سیدنا ابو ہریرہؓ نبی (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) سے روایت کرتے ہیں کہ آپ (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ کی سو رحمتیں ہیں ایک رحمت جنوں اور آدمیوں اور جانوروں اور کیڑوں میں اتاری اسی ایک رحمت کی وجہ سے ایک دوسرے پر مہربانی کرتے ہیں اور رحم کرتے ہیں اور اسی رحمت کی وجہ سے وحشی جانور اپنے بچہ سے محبت کرتا ہے اور ننانوے رحمتیں اللہ تعالیٰ نے اٹھا رکھیں ہیں جو اپنے بندوں پر قیامت کے دن کرے گا۔

1925: سیدنا ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) نے فرمایا کہ اگر مومن کو معلوم ہو جو اللہ کے پاس عذاب ہے البتہ جنت کی طمع کوئی نہ کرے اور کافر کو اگر معلوم ہو جو اللہ کے پاس رحمت ہے تو البتہ اس کی جنت سے کوئی ناامید نہ ہو۔

:والدہ کی جتنی رحمت اپنی اولاد پر ہے اللہ کی رحمت اپنے بندوں پر اس سے کہیں زیادہ ہے

1926: سیدنا عمر بن خطابؓ سے روایت ہے کہ انہوں نے کہا کہ رسول اللہ (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) کے پاس قیدی آئے تو ان میں سے ایک عورت (اپنا بچہ) تلاش

کر رہی تھی جب اپنا بچہ پالیا تو اس کو اٹھالیا اور پیٹ سے لگایا اور دودھ پلانے لگی۔ رسول اللہ (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) نے ہم سے فرمایا کہ کیا سمجھتے ہو کہ یہ عورت اپنے بچہ کو آگ میں ڈال دے گی؟ ہم نے کہا کہ اللہ کی قسم وہ کبھی نہ ڈال سکے گی تو آپ (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) نے فرمایا کہ البتہ اللہ تعالیٰ اپنے بندوں پر (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) اس سے زیادہ مہربان ہے جتنی یہ عورت اپنے بچے پر مہربان ہے۔

عمل کسی کو نجات نہیں دلا سکتا (فقط):

1927: اُمّ المؤمنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ وہ کہتی تھیں کہ رسول اللہ (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) نے فرمایا کہ میانہ روی کرو اور جو میانہ روی نہ ہو سکے تو اس کے نزدیک رہو اور خوش رہو اسلئے کہ کسی کو اس کا عمل جنت میں نہ لے جائے گا۔ لوگوں نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم! اور نہ آپ کو؟ آپ (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) نے فرمایا کہ اور نہ مجھ کو مگر یہ کہ اللہ تعالیٰ مجھے اپنی رحمت سے ڈھانپ لے اور جان لو کہ اللہ تعالیٰ کو وہ عمل بہت پسند ہے جو ہمیشہ کیا جائے اگرچہ تھوڑا ہو۔

تکلیف پر اللہ تعالیٰ سے زیادہ صبر کرنے والا کوئی نہیں:

1928: سیدنا عبداللہ بن قیسؓ کہتے ہیں کہ اللہ جل جلالہٗ سے زیادہ کوئی ایذا یا تکلیف پر صبر کرنے والا نہیں (باوجودیکہ ہر طرح کی قدرت رکھتا ہے) اللہ کے ساتھ لوگ شرک کرتے ہیں اور اس کے لئے بیٹا بتاتے ہیں (حالانکہ اس کا کوئی بیٹا نہیں سب اس کے غلام ہیں) پھر بھی وہ ان کو تندرستی دیتا ہے اور روزی دیتا ہے اور ان کو (تمام نعمتیں) دیتا ہے۔

:اللہ تعالیٰ سے زیادہ غیرت مند اور کوئی نہیں ہے

1929: سیدنا عبداللہ بن مسعودؓ کہتے ہیں کہ رسول اللہ (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) نے فرمایا کہ کسی کو اپنی تعریف کرنا اتنا پسند نہیں ہے جتنا اللہ تعالیٰ کو پسند ہے (کیونکہ وہ تعریف کے لائق ہے اور سب میں عیب موجود ہیں تو تعریف کے قابل نہیں ہیں) اسی وجہ سے اللہ تعالیٰ نے اپنی خود تعریف کی اور اللہ سے زیادہ غیرت مند کوئی نہیں ہے اور اللہ تعالیٰ سے زیادہ کسی کو عذر کرنا پسند نہیں ہے (یعنی اللہ تعالیٰ کو یہ بہت پسند ہے کہ گنہگار بندے اس کے سامنے عذر کریں اور اپنے گناہ کی معافی چاہیں) اسی واسطے اس نے کتاب اتاری اور پیغمبروں کو بھیجا (اور توبہ کی تعلیم کی)۔

1930: سیدنا ابو ہریرہؓ کہتے ہیں کہ رسول اللہ (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ غیرت کرتا ہے مومن بھی غیرت کرتا ہے اور اللہ تعالیٰ کو اس میں غیرت آتی ہے کہ مومن وہ کام کرے جس کو اللہ تعالیٰ نے اس پر حرام کیا۔

:سرگوشی اور اپنے گناہوں کے بارے میں اقرار کے متعلق

1931: صفوان بن محرز کہتے ہیں کہ ایک آدمی نے سیدنا ابن عمرؓ سے کہا کہ تم نے رسول اللہ (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) سے سرگوشی کے بارے میں کیا سنا ہے؟ (یعنی اللہ تعالیٰ جو قیامت کے دن اپنے بندے سے سرگوشی کرے گا) انہوں نے کہا کہ میں نے آپ (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) سے سنا آپ (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) فرماتے تھے کہ مومن قیامت کے دن اپنے مالک کے پاس لایا جائے گا یہاں تک کہ مالک اپنا بازو اس پر رکھ دے گا اور اس سے اس کے گناہوں کا اقرار کرائے گا اور کہے گا کہ تو اپنے گناہوں کو پہچانتا ہے؟ وہ کہے گا کہ اے رب میں پہچانتا ہوں پروردگار فرمائے گا کہ تو میں نے ان گناہوں کو دنیا میں تجھ پر چھپا دیا اور اب میں ان

کو آج کے دن تیرے لئے بخش دیتا ہوں پھر وہ نیکیوں کی کتاب دیا جائے گا اور کافر اور منافقوں کے لئے تو مخلوقات کے سامنے منادی ہو گی کہ یہ وہ لوگ ہیں جنہوں نے اللہ تعالیٰ پر جھوٹ بولا۔

کافر منافق کا نعمتوں کا اقرار قیامت کے دن:

1932: سیدنا ابو ہریرہؓ کہتے ہیں کہ لوگوں نے کہا کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم! ہم اپنے پروردگار کو قیامت کے دن دیکھیں گے؟ آپ صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے فرمایا کہ کیا تمہیں سورج کو دیکھنے میں شک پڑتا ہے ٹھیک دوپہر کے وقت جب کہ بادل بھی نہ ہو؟ صحابہ ' نے کہا کہ نہیں۔ آپ (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) نے فرمایا کہ پس کیا تمہیں چودھویں رات کے چاند کو دیکھنے میں تکلیف ہوتی ہے جب اس کے آگے بادل نہ ہو؟ صحابہ ' نے کہا کہ نہیں آپ صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے فرمایا کہ پس قسم ہے اس کی جس کے ہاتھ میں میری جان ہے کہ تمہیں اپنے رب کے دیدار میں کوئی شبہ اور اختلاف نہ ہو گا مگر جیسے سورج یا چاند کو دیکھنے میں (یعنی جیسے چاند سورج کو دیکھنے میں اشتباہ نہیں ہے ویسے ہی اللہ تعالیٰ کو دیکھنے میں اشتباہ نہ ہو گا) پھر حق تعالیٰ بندے سے حساب کرے گا تو کہے گا کہ اے فلاں! میں نے تجھے عزت نہیں دی تھی اور تجھے سردار نہیں بنایا تھا اور تجھے تیرا جوڑا نہیں دیا اور گھوڑوں اور اونٹوں کو تیرا تابع نہیں کیا تھا اور تجھے چھوڑا کہ تو اپنی قوم کی ریاست کرتا تھا اور چوتھا حصہ لیتا تھا تو بندہ کہے گا کہ سچ ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے فرمایا کہ تو حق تعالیٰ فرمائے گا کہ بھلا تجھے معلوم تھا کہ تو مجھ سے ملے گا؟ پس بندہ کہے گا کہ نہیں۔ اللہ تعالیٰ فرمائے گا کہ اب ہم بھی تجھے بھولتے ہیں (یعنی تیری خبر نہ لیں گے اور تجھے عذاب سے نہ بچائیں گے) جیسے تو ہمیں بھولا۔ پھر اللہ تعالیٰ دوسرے بندے سے حساب کرے گا تو کہے گا کہ اے فلاں! بھلا میں نے تجھے عزت نہیں دی تھی اور تجھے

سردار نہیں بنایا تھا اور تجھے تیرا جوڑا نہیں دیا تھا اور گھوڑوں اور اونٹوں کو تیرا تابع نہیں کیا تھا اور تجھے چھوڑا کہ تو اپنی قوم کی ریاست کرتا تھا اور چوتھا حصہ لیتا تھا تو بندہ کہے گا کہ اے میرے رب! سچ ہے۔ پھر اللہ تعالیٰ فرمائے گا کہ بھلا تجھے معلوم تھا کہ تو مجھ سے ملے گا؟ تو بندہ کہے گا کہ نہیں۔ پھر اللہ تعالیٰ فرمائے گا کہ پس یقیناً میں بھی اب تجھے بھلا دیتا ہوں جیسے تو مجھے دنیا میں بھولا تھا۔ پھر تیسرے بندے سے حساب کرے گا اور اس سے بھی اسی طرح کہے گا۔ بندہ کہے گا کہ اے رب میں تجھ پر ایمان لایا اور تیری کتاب پر اور تیرے رسولوں پر اور میں نے نماز پڑھی روزہ رکھا، صدقہ دیا۔ اسی طرح اپنی تعریف کرے گا جہاں تک اس سے ہو سکے گا۔ حق تعالیٰ فرمائے گا کہ دیکھ یہیں تیرا جھوٹ کھلا جاتا ہے۔ نبی (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) نے فرمایا کہ پھر حکم ہوگا کہ اب ہم تیرے اوپر گواہ کھڑا کرتے ہیں بندہ اپنے جی میں سوچے گا کہ کون مجھ پر گواہی دے گا۔ پھر اس کے منہ پر مہر ہوگی اور حکم ہوگا اس کی ران سے کہ بول تو اس کی ران اس کا گوشت اور اس کی ہڈیاں اس کے اعمال کی گواہی دیں گی اور یہ گواہی اس واسطے ہوگی تا کہ اس کا عذر باقی نہ رہے اسی کی ذات کی گواہی سے اور یہ شخص منافق یعنی جھوٹا مسلمان ہوگا اور اسی پر اللہ تعالیٰ غصہ کرے گا (اور پہلے دونوں کافر تھے۔ معاذ اللہ جب تک دل سے خالص اللہ کے لئے عبادت نہ ہو تو کچھ فائدہ نہیں۔ لوگوں کو دکھانے کی نیت سے نماز یا روزہ رکھنا اور وبال ہے اس سے نہ کرنا بہتر ہے)۔

بندہ کے اعضاء کی گواہی قیامت کے دن کے متعلق:

1933: سیدنا انس بن مالکؓ کہتے ہیں کہ ہم رسول اللہ (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) کے پاس بیٹھے تھے اتنے میں آپ (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) ہنسے آپ (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) نے فرمایا کہ تم جانتے ہو کہ میں کس واسطے ہنستا ہوں؟ ہم نے کہا کہ اللہ اور

اس کا رسول (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) خوب جانتے ہیں آپ (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) نے فرمایا کہ میں بندے کی اس گفتگو کی وجہ سے ہنسا ہوں جو وہ اپنے مالک سے کرے گا۔ بندہ کہے گا کہ اے میرے مالک! کیا تو مجھے ظلم سے پناہ نہیں دے چکا ہے؟ (یعنی تو نے وعدہ کیا ہے کہ ظلم نہ کروں گا) نبی (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ جواب دے گا کہ ہاں ہم ظلم نہیں کرتے۔ نبی (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) نے فرمایا کہ پھر بندہ کہے گا کہ میں کسی کی گواہی کو اپنے اوپر سوائے اپنی ذات کے جائز نہیں رکھتا۔ اللہ تعالیٰ فرمائے گا کہ اچھا تیری ہی ذات کی گواہی تجھ پر آج کے دن کفایت کرتی ہے۔ اور کرام کاتبین کی گواہی۔ نبی صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے فرمایا کہ پھر بندہ کے منہ پر اور اس کے ہاتھ پاؤں کو حکم ہوگا کہ بولو! وہ اس کے سارے اعمال بول دیں گے پھر بندہ کو بات کرنے کی اجازت دی جائے گی بندہ اپنے ہاتھ پاؤں سے کہے گا کہ چلو دُور ہو جاؤ، تم پر اللہ کی مار میں تو تمہارے لئے جھگڑا کرتا تھا (یعنی تمہارا ہی دوزخ سے بچانا مجھے منظور تھا پس تم آپ ہی گناہ کا قرار کر چکے اب دوزخ میں جاؤ)۔

اللہ تعالیٰ سے ڈرا اور اس کے عذاب سے سخت خوف رکھنے کے متعلق:

1934: سیدنا ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) نے فرمایا کہ ایک شخص نے کبھی کوئی نیکی نہیں کی تھی جب وہ مرنے لگا تو اپنے لوگوں سے بولا کہ مجھے جلا کر راکھ کر دینا پھر آدھی راکھ جنگل میں اُڑا دینا اور آدھی سمندر میں کیونکہ اللہ کی قسم اگر (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) اللہ مجھے پائے گا تو ایسا عذاب کرے گا کہ کہ ویسا عذاب دنیا میں کسی کو نہیں کرے گا۔ جب وہ شخص مر گیا تو اس کے لوگوں نے ایسا ہی کیا اللہ تعالیٰ نے جنگل کو حکم دیا تو اس نے سب راکھ اکٹھی کر دی۔ پھر سمندر کو حکم دیا تو اس نے بھی اکٹھی کر دی پھر اللہ نے اس شخص سے فرمایا کہ تو نے ایسا

کیوں کیا؟ وہ بولا کہ اے اللہ! تیرے ڈر سے اور تو خوب جانتا ہے۔ پس اللہ تعالیٰ نے اس کو بخش دیا۔

اس آدمی کے متعلق جس نے گناہ کیا پھر اپنے رب سے بخشش مانگی:

1935: سیدنا ابوہریرہؓ نبی (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) نے اپنے رب سے روایت کی کہ ایک بندہ نے گناہ کیا اور کہا کہ اے اللہ! میرا گناہ بخش دے۔ اللہ نے فرمایا کہ میرے بندے نے گناہ کیا، وہ جانتا ہے کہ اسکا ایک مالک ہے جو گناہ بخشتا ہے اور گناہ پر مواخذہ کرتا ہے پھر اس نے گناہ کیا اور کہا کہ اے میرے مالک! میرا گناہ بخش دے۔ اللہ نے فرمایا کہ میرے بندہ نے ایک گناہ کیا اور وہ جانتا ہے کہ اس کا ایک رب ہے جو گناہ بخشتا ہے اور گناہ پر مواخذہ کرتا ہے پھر اس نے گناہ کیا اور کہا کہ اے میرے پالنے والے! میرا گناہ بخش دے۔ اللہ نے فرمایا کہ میرے بندے نے گناہ کیا اور وہ یہ جانتا ہے کہ اس کا ایک اللہ ہے جو گناہ بخشتا ہے اور گناہ پر مواخذہ کرتا ہے اے بندے اب تو جو چاہے عمل کر میں نے تجھے بخش دیا۔ (راوئ حدیث) عبدالاعلیٰ نے کہا کہ مجھے یاد نہیں کہ تیری بار یا چوتھی بار یہ فرمایا کہ اب جو چاہے عمل کر۔

اس آدمی کے متعلق جس نے گناہ کیا پھر وضو کیا اور فرض نماز پڑھی:

1936: سیدنا ابوامامہؓ کہتے ہیں کہ رسول اللہ (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) مسجد میں تھے اور ہم لوگ بھی آپ صلی اللہ علیہ والہ وسلم کے ساتھ بیٹھے تھے، اتنے میں ایک شخص آیا اور کہنے لگا کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم! میں حد کے کام کو پہنچا ہوں تو مجھے حد لگائیے۔ رسول اللہ (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) یہ سن کر چپ ہو رہے۔ اس نے پھر کہا کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم! میں نے حد کا کام کیا ہے تو

مجھے حد لگائیے ۔آپ صلی اللہ علیہ والہ وسلم چپ ہو رہے اس نے تیسری بار بھی ایسا ہی کہا اتنے میں نماز کھڑی ہوئی ۔جب آپ (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) نماز سے فارغ ہوئے تو وہ شخص رسول اللہ (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) کے پیچھے چلا جب آپ (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) فارغ ہوئے اور میں بھی آپ صلی اللہ علیہ والہ وسلم کے پیچھے یہ دیکھنے کو چلا کہ آپ (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) اس شخص کو کیا جواب دیتے ہیں پھر وہ شخص رسول (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) للہ (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) سے ملا اور عرض کیا کہ یارسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم ! میں نے حد کا کام کیا تو مجھے حد لگائیے ۔سیدنا ابوامامہؓ نے کہا کہ رسول اللہ (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) نے فرمایا کہ جس وقت تو اپنے گھر سے نکلا تھا تو نے اچھی طرح سے وضو نہیں کیا؟ وہ بولا کہ کیوں نہیں یارسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم ! آپ (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) نے فرمایا کہ پھر تو نے ہمارے ساتھ نماز پڑھی؟ وہ بولا ہاں یارسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم ۔آپ (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) نے فرمایا کہ اللہ نے تیری حد کو یا تیرے گناہ کو بخش دیا۔

: ہر مسلمان کو جہنم سے نجات کے لئے کوئی کافر دیا جائے گا (کہ اپنے بدلے اس کو جہنم میں ڈالے)۔

1937: سیدنا ابوموسیٰؓ کہتے ہیں کہ رسول اللہ (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) نے فرمایا کہ جب قیامت کا دن ہوگا تو اللہ تعالیٰ ہر ایک مسلمان کو ایک یہودی یا نصرانی دے گا اور فرمائے گا کہ یہ تیرا جہنم سے چھٹکارا ہے۔

منافقین کے متعلق۔

: اللہ تعالیٰ کے فرمان" (اے محمد صلی اللہ علیہ والہ وسلم !) جب منافق لوگ

تمہارے پاس آتے ہیں تو ..... یہاں تک کہ یہ (خود بخود) بھاگ جائیں'' کا مطلب

1938: سیدنا زید بن ارقمؓ کہتے ہیں کہ ہم رسول اللہ (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) کے ساتھ ایک سفر میں نکلے جس میں لوگوں کو (کھانے اور پینے کی) بہت تکلیف ہوئی۔ عبداللہ بن ابی (منافق) نے اپنے یاروں سے کہا کہ تم ان لوگوں کو جو رسول اللہ (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) کے پاس ہیں کچھ مت دو یہاں تک کہ وہ آپ (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) کے پاس سے بھاگ نکلیں۔ زہیر نے کہا کہ یہ اس شخص کی قرأت ہے جس نے مِنْ حَوْلِہٖ پڑھا ہے (اور یہی قرأت مشہور ہے اور قرأت شاذ مَنْ حَوْلَہٗ ہے یعنی یہاں تک کہ بھاگ جائیں وہ لوگ جو آپ (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) کے گرد ہیں) اور عبداللہ بن ابی منافق نے کہا کہ اگر ہم مدینہ کو لوٹیں گے تو البتہ عزت والا (یعنی مردود نے اپنے آپ کو عزت والا قرار دیا) ذلت والے کو نکال دے گا (یعنی مردود نے رسول اللہ (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) کو ذلت والا قرار دیا) میں یہ سن کر رسول اللہ (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) کے پاس آیا اور آپ (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) سے بیان کیا تو آپ (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) نے عبداللہ بن ابی کے پاس کہلا بھیجا اور اس سے پچھوایا تو اس نے قسم کھائی کہ میں نے ایسا نہیں کہا اور بولا کہ زید نے رسول اللہ (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) سے جھوٹ بولا۔ اس بات سے میرے دل کو بہت رنج ہوا یہاں تک کہ اللہ نے مجھے سچ کیا اور سورۂ اذا جآءَ لَکَ الْمُنَافِقُوْنَ اتری۔ پھر رسول اللہ (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) نے ان کو ان کی دعائے مغفرت کے لئے بلایا لیکن انہوں نے اپنے سر موڑ لئے (یعنی نہ آئے) اور اللہ تعالیٰ نے ان کے حق میں فرمایا ہے کہ ''گویا وہ لکڑیاں ہیں دیوار سے ٹکائی ہوئیں'' سیدنا زیدؓ نے کہا کہ وہ لوگ ظاہر میں خوب اور اچھے معلوم ہوتے تھے۔

نبی (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) کا منافقین کے لئے بخشش مانگنے سے اعراض کرنے کے بارے میں :

1939: سیدنا جابر بن عبداللہؓ کہتے ہیں کہ رسول اللہ (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) نے فرمایا کہ کون شخص مرار کی گھاٹی پر چڑھ جاتا ہے اس کے گناہ ایسے معاف ہو جائیں گے جیسے بنی اسرائیل کے معاف ہو گئے تھے۔ سیدنا جابرؓ نے کہا کہ سب سے پہلے اس گھاٹی پر ہمارے گھوڑے چڑھے یعنی قبیلہ خزرج کے لوگوں کے پھر لوگوں کا تار بندھ گیا رسول اللہ (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) نے فرمایا کہ تم میں سے ہر ایک کی بخشش ہو گئی مگر لال اونٹ والے کی نہیں۔ ہم اس شخص کے پاس گئے اور ہم نے کہا کہ چل رسول اللہ (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) تیرے لئے مغفرت کی دعا کریں وہ بولا کہ اللہ کی قسم میں اپنی گمشدہ چیز پاؤں تو مجھے تمہارے صاحب کی دعا سے زیادہ پسند ہے۔ سیدنا جابرؓ نے کہا کہ پھر وہ شخص اپنی گمشدہ چیز ڈھونڈھ رہا تھا (وہ منافق تھا جبھی رسول اللہ (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) نے فرمایا کہ اس کی بخشش نہیں ہوئی اور یہ آپ (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) کا معجزہ ہے آپ (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) نے جیسا فرمایا تھا وہ شخص ویسا ہی نکلا)۔

منافقوں کے ذکر اور ان کی نشانیوں کے بارے میں :

1940: قیس بن عباد کہتے ہیں کہ میں نے سیدنا عمار بن یاسر سے پوچھا (اور عمار بن یاسر جنگ صفین میں سیدنا علیؓ کی طرف تھے) کہ تم نے جو سیدنا علیؓ کے مقدمہ میں (یعنی ان کا ساتھ دیا اور معاویہؓ سے لڑے) یہ تمہاری رائے ہے یا تم سے رسول اللہ (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) نے اس بارے میں کچھ فرمایا تھا؟ اگر رائے ہے تو رائے درست ہوتی ہے تو غلط بھی ہوتی ہے تو سیدنا عمارؓ نے کہا کہ رسول اللہ (صلی

اللہ علیہ والہ وسلم) نے ہم سے کوئی ایسی بات نہیں فرمائی جو اور عام لوگوں سے نہ فرمائی ہو لیکن سیدنا حذیفہؓ نے مجھ سے بیان کیا کہ رسول اللہ (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) نے فرمایا کہ میرے اصحاب میں بارہ منافق ہیں ان میں سے آٹھ جنت میں نہ جائیں گے نہ اس کی خوشبو سونگھیں گے یہاں تک کہ اونٹ سوئی کے ناکہ میں گھسے (یعنی ان کا جنت میں جانا محال ہے)اور ان میں سے آٹھ کو بڑا پھوڑا تمام کر ڈالے گا یعنی ایک آگ کا چراغ ان کے مونڈھوں میں پیدا ہوگا ان کی چھاتیاں توڑ کے نکل آئے گا (یعنی اس میں آگ ہوگی جیسے چراغ رکھ دیا۔ اللہ بچائے)۔

لیلۃ عقبہ میں منافقین اور ان کی تعداد کے متعلق

1941: سیدنا ابو طفیل کہتے ہیں کہ عقبہ کے لوگوں میں سے ایک شخص اور سیدنا حذیفہ کے درمیان کچھ جھگڑا تھا جیسے لوگوں میں ہوتا ہے۔ وہ بولا کہ میں تمہیں اللہ کی قسم دیتا ہوں کہ اصحاب عقبہ کتنے تھے؟ لوگوں نے حذیفہ سے کہا جب وہ پوچھتا ہے تو اس کو بتا دو انہوں نے کہا کہ ہمیں (رسول اللہ (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) سے)خبر دی جاتی تھی کہ وہ (تیرے سوا)چودہ آدمی ہیں اگر تو بھی ان میں سے ہے تو وہ پندرہ ہیں اور میں قسم سے کہتا ہوں کہ ان میں سے بارہ تو اللہ اور اس کے رسول (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) کے دنیا اور آخرت میں دشمن ہیں اور باقی تینوں نے یہ عذر کیا (جب ان سے پوچھا گیا اور ملامت کی گئی) کہ ہم نے تو رسول اللہ (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) کے منادی (کہ عقبہ کے راستے سے نہ آؤ) کی آواز بھی نہیں سنی اور نہ اس قوم کے ارادہ کی ہم خبر رکھتے ہیں اور (اس وقت) رسول اللہ (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) پتھریلی زمین میں تھے پھر چلے اور فرمایا کہ (اگلے پڑاؤ پر)تھوڑا پانی ہے تو مجھ سے پہلے کوئی آدمی پانی پر نہ جائے جب آپ وہاں تشریف لے گئے تو کچھ (منافق)لوگ وہاں پہنچ چکے تھے تو آپ (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) نے ان پر لعنت فرمائی۔

منافق کی مثال اس بکری کی طرح ہے جو دو ریوڑوں کے درمیان بھاگتی ہے۔

1942: سیدنا ابن عمرؓ نبی (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) سے روایت کرتے ہیں کہ آپ (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) نے فرمایا کہ منافق کی مثال اس بکری کی ہے جو دو گلوں یعنی دو ریوڑ کے درمیان ماری ماری پھرتی ہو کبھی اس ریوڑ میں آتی ہو اور کبھی اس میں۔

منافق کی موت پر سخت ہوا کا چلنا

1943: سیدنا جابرؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) ایک سفر سے واپس آ رہے تھے جب مدینہ کے قریب پہنچے تو زور کی ہوا چلی ایسے زور سے کہ سوار زمین میں دبنے کے قریب ہو گیا تو رسول اللہ (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) نے فرمایا کہ یہ ہوا کسی منافق کے مرنے کے لئے چلی ہے۔ جب آپ (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) مدینہ پہنچے تو منافقوں میں سے ایک بڑا منافق مر گیا (یہ رسول اللہ (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) کا ایک معجزہ تھا)۔

قیامت کے دن منافقین کے لئے سخت عذاب

1944: سیدنا سلمہ بن اکوعؓ کہتے ہیں کہ ہم نے رسول اللہ (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) کے ساتھ ایک آدمی کی عیادت کی جس کو بخار آ رہا تھا تو میں نے اپنا ہاتھ اس پر رکھا اور کہا کہ اللہ کی قسم میں نے آج کی طرح کسی شخص کو اتنا سخت گرم نہیں دیکھا رسول اللہ (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) نے فرمایا کیا میں تم سے اس شخص کے بارے میں بیان نہ کروں جو قیامت کے دن اس سے بھی زیادہ گرم ہو گا؟ وہ یہ دونوں شخص ہیں جو سوار جا رہے ہیں پیٹھ موڑ کر (ان دونوں کے بارے میں یہ فرمایا کہ اپنے اصحاب میں سے وہ منافق ہوں گے)۔

زمین کا منافق، مرتد شخص کی لاش کو باہر پھینکنا اور لوگوں کا (اسی حالت میں) اس کو چھوڑ دینا :

1945: سیدنا انس بن مالکؓ کہتے ہیں کہ ہماری قوم بنی نجار میں سے ایک شخص تھا جس نے سورۂ بقرہ اور آلِ عمران پڑھی تھی (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) وہ رسول اللہ (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) کے لئے لکھا کرتا تھا پھر بھاگ گیا اور اہلِ کتاب سے مل گیا۔ انہوں نے اس کو اٹھایا اور کہنے لگے کہ یہ محمد (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) کا منشی تھا وہ لوگ اس کے مل جانے سے خوش ہوئے پھر تھوڑے دنوں میں اللہ تعالیٰ نے اس کو ہلاک کیا تو انہوں نے اس کے لئے قبر کھودی اور دفنا دیا۔ صبح کو دیکھا تو اس کی لاش باہر پڑی ہے پھر انہوں نے گڑھا کھودا اور اس کو دفن کر دیا پھر صبح کو دیکھا تو اس کی لاش باہر پڑی ہے پھر گڑھا کھودا اس کو دفن کر دیا پھر صبح کو دیکھا تو اس کی لاش کو زمین نے باہر پھینک دیا آخر اس کو یونہی پڑا ہوا چھوڑ دیا۔

قیامت کی کیفیت

قیامت کے دن اللہ تعالیٰ زمین کو مٹھی میں لے گا اور ساتوں آسمان اس کے دائیں ہاتھ میں لپٹے ہوئے ہوں گے۔

1946: سیدنا ابن عمرؓ کہتے ہیں کہ رسول اللہ (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ قیامت کے دن آسمانوں کو لپیٹ لے گا اور ان کو داہنے ہاتھ میں لے لے گا پھر فرمائے گا کہ میں بادشاہ ہوں کہاں ہیں زور والے؟ کہاں ہیں غرور والے؟ پھر بائیں ہاتھ سے زمین کو لپیٹ لے گا (جو داہنے ہاتھ کے مثل ہے اور اسی واسطے دوسری حدیث میں ہے کہ اللہ تعالیٰ کے دونوں ہاتھ داہنے ہیں) پھر فرمائے گا کہ میں بادشاہ ہوں، کہاں ہیں زور والے؟ کہاں ہیں بڑائی کرنے والے؟

قیامت کے دن زمین کی حالت کا بیان

1947: سیدنا سہل بن سعدؓ کہتے ہیں کہ رسول اللہ (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) نے فرمایا کہ.....

ہر آدمی اسی حالت پر اٹھایا جائے گا جس حالت پر وہ مرا تھا۔

1948: سیدنا جابرؓ کہتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) سے سنا آپ (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) فرماتے تھے کہ ہر بندہ قیامت کے دن اس حالت پر اٹھے گا جس حالت میں مرا تھا (یعنی کفر یا ایمان پر تو اعتبار خاتمہ کا ہے اور آخری وقت کی نیت کا ہے)۔

(قیامت کے دن) اعمال پر اٹھنا

1949: سیدنا عبداللہ بن عمرؓ کہتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) سے سنا آپ صلی اللہ علیہ والہ وسلم فرماتے تھے کہ جب اللہ تعالیٰ کسی قوم کو

عذاب کرتا ہے تو جو لوگ اس قوم میں ہوتے ہیں سب کو عذاب پہنچ جاتا ہے (یعنی اچھے اور نیک بھی عذاب میں شامل ہو جاتے ہیں) پھر قیامت کے دن اپنے اپنے اعمال پڑ اٹھیں گے (قیامت کے دن اچھے لوگ بُروں کے ساتھ نہ ہوں گے)۔

: (قیامت کے دن) لوگ ننگے پاؤں، ننگے بدن، بے ختنہ کی حالت میں اکٹھے کئے جائیں گے۔

1950: اُمّ المؤمنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں کہ میں نے رسول اللہ (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) سے سنا آپ (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) فرماتے تھے کہ قیامت کے دن لوگ ننگے پاؤں، ننگے بدن بن ختنہ کئے ہوئے اکٹھے کئے جائیں گے۔ میں نے عرض کیا کہ یارسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم! مرد اور عورت ایک ساتھ ہوں گے تو ایک دوسرے کو دیکھے گے۔ آپ (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) نے فرمایا کہ اے عائشہ! وہاں کی مصیبت ایسی سخت ہوگی کہ کوئی دوسرے کو نہ دیکھے گا (اپنے اپنے فکر میں ہوں گے)۔

:لوگ (قیامت میں) تین گروہوں کی صورت میں اکٹھے کئے جائیں گے

1951: سیدنا ابو ہریرہؓ نبی (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) سے روایت کرتے ہیں کہ آپ صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے فرمایا کہ لوگ تین گروہوں پر اکٹھے کئے جائیں گے (یہ وہ حشر ہے جو قیامت سے پہلے دنیا ہی میں ہوگا اور یہ سب نشانیوں کے بعد آخری نشانی ہے) بعض خوش ہوں گے اور بعض ڈرتے ہوں گے دو ایک اونٹ پر ہوں گے تین ایک اونٹ پر ہوں گے چار ایک اونٹ پر ہوں گے دس ایک اونٹ پر ہوں گے اور باقی لوگوں کو آگ جمع کرے گی جب وہ رات کو ٹھہریں گے تو آگ بھی ٹھہر جائے گی اسی طرح جب دوپہر کو سوئیں گے تب بھی آگ ٹھہر جائے گی اور جہاں وہ

صبح کو پہنچیں گے آگ بھی صبح کرے گی جہاں وہ شام کو پہنچیں گے آگ بھی وہیں ان کے ساتھ شام کرے گی (غرض کہ سب لوگوں کو ہانک کر شام کے ملک کو لے جائے گی)۔

: کافر کا حشر قیامت کے دن منہ کے بل ہوگا (یعنی قیامت میں کافر منہ کے بل چلے گا)۔

1952: سیدنا انس بن مالکؓ سے روایت ہے کہ ایک آدمی نے کہا کہ یارسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم ! کافر کا حشر قیامت کے دن منہ کے بل کیسے ہوگا؟ آپ (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) نے فرمایا کہ کیا جس (ذات) نے اس کو دنیا میں دونوں پاؤں پر چلایا وہ اس بات کی قدرت نہیں رکھتا کہ اس کو قیامت کے دن منہ کے بل چلائے؟ قتادہ نے یہ حدیث سن کر کہا کہ بیشک اے ہمارے رب! تو ایسی طاقت رکھتا ہے۔

: قیامت کے دن سورج مخلوق کے قریب ہوگا۔

1953: سلیم بن عامر کہتے ہیں کہ مجھ سے سیدنا مقداد بن اسودؓ نے بیان کیا کہا کہ میں نے رسول اللہ (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) سے سنا آپ صلی اللہ علیہ والہ وسلم فرماتے تھے کہ قیامت کے دن سورج نزدیک کیا جائے گا یہاں تک کہ ایک میل پر آجائے گا۔ سلیم بن عامر نے کہا کہ اللہ کی قسم میں نہیں جانتا کہ میل سے کیا مراد ہے یہ میل زمین کا جو کوس کے برابر ہوتا ہے یا میل سے مراد سلائی ہے جس سے سرمہ لگاتے ہیں تو لوگ اپنے اپنے اعمال کے موافق پسینہ میں ڈوبے ہوں گے کوئی تو ٹخنوں تک ڈوبا ہوگا کوئی گھٹنوں تک کوئی کمر تک۔ کسی کو پسینہ کی لگام ہوگی اور رسول اللہ (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) نے اپنے ہاتھ سے اپنے منہ کی طرف اشارہ کیا (یعنی

منہ تک پسینہ ہوگا)۔

قیامت کے دن پسینہ کی کثرت کا بیان:

1954: سیدنا ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) نے فرمایا کہ بیشک پسینہ قیامت کے دن ستر باع (دونوں ہاتھ کی پھیلائی کے برابر) زمین میں جائے گا اور بعض آدمیوں کے منہ یا کانوں تک ہوگا (راویٔ حدیث) ثور کو اس بات میں شک ہے۔

قیامت کے دن کافر سے فدیہ کی طلب کا بیان:

1955: سیدنا انس بن مالکؓ نبی (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) سے روایت کرتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ اس شخص سے فرمائے گا جس کو جہنم میں سب سے ہلکا عذاب ہوگا کہ اگر تیرے پاس دنیا ہوتی اور جو کچھ اس میں ہے تو کیا تو اس کو دیکر اپنے آپ کو عذاب سے چھڑاتا؟ وہ بولے گا کہ ہاں۔ اللہ تعالیٰ فرمائے گا کہ میں نے تو اس سے بہت آسان بات چاہی (جس میں کچھ خرچ نہ تھا) اور تو اس وقت آدم علیہ السلام کی پشت میں تھا کہ تم شرک نہ کرنا میں تجھے جہنم میں نہ لے جاؤں گا تو نے نہ مانا اور شرک کیا۔ (معاذ اللہ شرک ایسا گناہ ہے کہ وہ بخشا نہ جائے گا اور شرک کرنے والا اگر شرک کی حالت میں مرے تو ہمیشہ ہمیشہ جہنم میں رہے گا)۔

جنت کی کیفیت

پہلے گروہ کا بیان جو جنت میں جائے گا۔

1956: محمد کہتے ہیں کہ لوگوں نے فخر کیا یا ذکر کیا کہ جنت میں مرد زیادہ ہوں گے یا عورتیں زیادہ ہوں گی۔ سیدنا ابو ہریرہؓ نے کہا کہ کیا ابو القاسم (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) نے نہیں فرمایا کہ البتہ پہلا گروہ جو جنت میں جائے گا وہ چودھویں رات کے چاند کی طرح ہوگا اور جو گروہ اس کے بعد جائے گا وہ آسمان کے بڑے چمکدار تارے کی طرح ہوگا ان میں سے ہر مرد کے لئے دو بیویاں ہوں گی جن کی پنڈلیوں کا گودا گوشت کے پرے نظر آئے گا اور جنت میں کوئی غیر شادی شدہ نہ ہوگا۔

1957: سیدنا ابو ہریرہؓ کہتے ہیں کہ رسول اللہ (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) نے فرمایا کہ سب سے پہلے جو گروہ جنت میں جائے گا وہ چودھویں رات کے چاند کی طرح ہوں گے پھر جو گروہ ان کے بعد جائے گا وہ سب سے زیادہ چمکتے ہوئے تارے کی طرح ہوگا اور پھر ان کے بعد کئی درجے ہوں گے اور جنتی نہ پیشاب کریں گے نہ پاخانہ نہ تھوکیں گے نہ ناک سنکیں گے ان کی کنگھیاں سونے کی ہوں گی اور پسینہ سے مشک کی بُو آئے گی ان کی انگیٹھیوں میں عود سلگے گا اور ان کی بیویاں حوریں ہوں گی بڑی آنکھ والی اور ان کی عادتیں ایک شخص کی عادتوں کے موافق ہوں گی (یعنی سب کے اخلاق یکساں ہوں گے) اپنے باپ آدمی علیہ السلام کی صورت پر ہوں گے اور ساٹھ ہاتھ کا قد ہوگا۔ ابن ابی شیبہ نے کہا کہ ان کا اخلاق ایک جیسا ہوگا اور ابو کریب نے کہا کہ ان کی پیدائش ایک طرح کی ہوگی اور ابن ابی شیبہ نے کہا کہ وہ اپنے والد (آدم علیہ السلام) کی صورت پر ہوں گے۔

:جو جنت میں جائے گا وہ آدم علیہ السلام کی صورت پر ہو گا۔

1958: سیدنا ابو ہریرہؓ کہتے ہیں کہ رسول اللہ (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) نے فرمایا کہ اللہ جل جلالہٗ نے سیدنا آدم علیہ السلام کو اپنی صورت پر بنایا اور ان کا قد ساٹھ ہاتھ کا تھا جب ان کو بنا چکا تو فرمایا کہ جا اور ان فرشتوں کو سلام کر اور وہاں کئی فرشتے بیٹھے ہوئے تھے اور سن کہ وہ تجھے کیا جواب دیتے ہیں کیونکہ تیرا اور تیری اولاد کا یہی سلام ہے۔ سیدنا آدم علیہ السلام گئے اور کہا کہ السلام علیکم۔ فرشتوں نے جواب میں کہا کہ السلام علیک ورحمۃ اللہ۔ تو ورحمۃ اللہ بڑھا دیا تو جو کوئی بہشت میں جائے گا وہ آدم علیہ السلام کی صورت پر ہو گا یعنی ساٹھ ہاتھ کا لمبا۔ نبی (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) نے فرمایا کہ آدم علیہ السلام ساٹھ ہاتھ کے تھے پھر ان کے بعد لوگوں کے قد اب تک گھٹتے گئے۔

: (کچھ) قومیں جنت میں (ایسی حالت میں) جائیں گی کہ انکے دل پرندوں کے دلوں جیسے ہوں گے۔

1959: سیدنا ابو ہریرہؓ نبی (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) سے روایت کرتے ہیں کہ آپ (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) نے فرمایا کہ جنت میں کچھ لوگ ایسے جائیں گے جن کے دل پرندوں کے دلوں جیسے ہوں گے (یعنی نرمی کے لحاظ سے یا اللہ پر بھروسہ کرنے کے اعتبار سے)۔

:اہلِ جنت پر اللہ تعالیٰ کی رضامندی اترنے کے بیان میں

1960: سیدنا ابوسعید خدریؓ سے روایت ہے کہ نبی (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) نے فرمایا کہ بیشک اللہ عزوجل جنتی لوگوں سے فرمائے گا کہ اے جنتیو! پس وہ کہیں گے کہ اے رب ہم حاضر ہیں خدمت میں اور سب بھلائی تیرے ہاتھوں میں ہے۔ اللہ

تعالیٰ فرمائے گا کہ تم راضی ہوئے؟ وہ کہیں گے کہ ہم کیسے راضی نہ ہوں گے ہمیں تو نے وہ دیا کہ اتنا اپنی مخلوق میں سے کسی کو نہیں دیا۔ اللہ تعالیٰ فرمائے گا کہ کیا میں تمہیں اس سے بھی کوئی عمدہ چیز دوں؟ وہ عرض کریں گے کہ اے رب! اس سے عمدہ کونسی چیز ہے؟ اللہ تعالیٰ فرمائے گا کہ میں نے تم پر اپنی رضامندی اتار دی اور اب میں اس کے بعد کبھی تم پر غصہ نہ ہوں گا۔

اہل جنت کا بالا خانوں والوں کو دیکھنا:

1961: سیدنا ابوسعید خدریؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) نے فرمایا کہ بیشک جنت کے لوگ اوپر کی منزل والوں کو دیکھیں گے اپنے اوپر جیسے تارے کو دیکھتے ہیں جو چمکتا ہوا ہو اور دُور ہو آسمان کے کنارے پر مشرق میں یا مغرب میں یہ اس وجہ سے ہے کہ ان میں درجوں کا فرق ہوگا لوگوں نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم! یہ درجے تو پیغمبروں کے ہوں گے اور کسی کو نہیں ملیں گے؟ آپ (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) نے فرمایا کہ کیوں نہیں قسم اس کی جس کے ہاتھ میں میری جان ہے ان درجوں میں وہ لوگ ہوں گے جو اللہ پر ایمان لائے اور انہوں نے پیغمبروں کو سچا جانا (یعنی پیغمبروں کا درجہ اس سے کہیں زیادہ ہوگا)۔

اہل جنت کا جنت میں کھانا:

1962: سیدنا جابر بن عبداللہؓ کہتے ہیں کہ رسول اللہ (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) نے فرمایا کہ جنت کے لوگ کھائیں گے اور پئیں گے لیکن نہ تھوکیں گے نہ پیشاب کریں گے نہ پاخانہ کریں گے نہ ناک سنکیں گے۔ لوگوں نے عرض کیا کہ پھر کھانا کدھر جائے گا؟ آپ (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) نے فرمایا کہ ایک ڈکار ہوگی اور پسینہ آئے گا اس میں مشک کی خوشبو ہوگی (بس ڈکار اور پسینہ سے کھانا تحلیل ہو جائے گا) اور

تسبیح اور تحمید (یعنی سبحان اللہ اور الحمدللہ) کا ان کو الہام ہوگا جیسے سانس کا الہام ہوتا ہے۔

اہل جنت کے لئے تحفہ:

1963: سیدنا ثوبانؓ مولیٰ رسول اللہ (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) کہتے ہیں کہ میں رسول اللہ (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) کے پاس کھڑا تھا کہ ایک اتنے میں یہودی کے عالموں میں سے ایک عالم آیا اور بولا کہ اسلام علیکم یا محمد (صلی اللہ علیہ والہ وسلم)! میں نے اس کو ایک دھکا دیا کہ وہ گرتے گرتے بچا وہ بولا کہ تو مجھے دھکا کیوں دیتا ہے؟ میں نے کہا کہ تو (نبی (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) کا نام لیتا ہے اور) رسول اللہ (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) کیوں نہیں کہتا؟ وہ بولا کہ ہم ان کو اس نام سے پکارتے ہیں جو ان کے گھر والوں نے رکھا ہے۔ رسول اللہ (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) نے فرمایا کہ میرا نام جو گھر والوں نے رکھا ہے وہ محمد (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) ہے۔ یہودی نے کہا کہ میں تمہارے پاس کچھ پوچھنے کو آیا ہوں رسول اللہ (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) نے فرمایا کہ بھلا میں اگر تجھے کچھ بتلاؤں تو تجھے فائدہ ہوگا؟ اس نے کہا کہ میں کان سے سنوں گا۔ رسول اللہ (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) نے ایک چھڑی سے جو کہ آپ (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) کے ہاتھ مبارک میں تھی زمین پر لکیر کھینچی (جیسے کوئی سوچتے وقت کرتا ہے) اور فرمایا کہ پوچھ۔ یہودی نے کہا کہ جس دن یہ زمین آسمان بدل کر دوسرے زمین و آسمان ہوں گے لوگ اس وقت کہاں ہوں گے؟ رسول اللہ (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) نے فرمایا کہ لوگ اس وقت اندھیرے میں پل صراط کے پاس کھڑے ہوں گے۔ اس نے پوچھا کہ پھر سب سے پہلے کون لوگ اس پل سے پار ہوں گے؟ آپ صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے فرمایا کہ مہاجرین میں جو محتاج ہیں۔ (مہاجرین سے مراد وہ لوگ ہیں جو نبی (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) کے ساتھ گھر بار

چھوڑ کر نکل گئے اور فقر و فاقہ کی تکلیف پر صبر کیا اور دنیا پر لات ماری) یہودی نے کہا کہ پھر جب وہ لوگ جنت میں جائیں گے تو ان کا پہلا ناشتہ کیا ہوگا؟ آپ (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) نے فرمایا کہ مچھلی کے جگر کا ٹکڑا (جو نہایت مزیدار اور مقوی ہوتا ہے) اس نے کہا پھر صبح کا کھانا کیا ہوگا؟ آپ (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) نے فرمایا کہ ان کے لئے وہ بیل کاٹا جائے گا جو جنت میں چرا کرتا تھا۔ پھر اس نے پوچھا کہ یہ کھا کر وہ کیا پئیں گے؟ آپ (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) نے فرمایا کہ ایک چشمہ کا پانی جس کا نام سلسبیل ہے۔ اس یہودی نے کہا کہ آپ (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) نے سچ فرمایا اور میں آپ سے ایک ایسی بات پوچھنے آیا ہوں جس کو دنیا میں کوئی نہیں جانتا سوائے نبی (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) کے شاید اور ایک دو آدمی جانتے ہوں۔ آپ (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) نے فرمایا کہ اگر میں تجھے وہ بات بتا دوں تو تجھے فائدہ ہوگا؟ اس نے کہا کہ میں اپنے کان سے سن لوں گا۔ پھر اس نے کہا کہ میں بچے کے بارے میں پوچھتا ہوں۔ آپ (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) نے فرمایا کہ مرد کا پانی سفید ہے اور عورت کا پانی زرد ہے جب یہ دونوں اکٹھے ہوتے ہیں اور مرد کی منی عورت کی منی پر غالب ہوتی ہے تو اللہ کے حکم سے لڑکا پیدا ہوتا ہے اور جب عورت کی منی غالب ہوتی ہے مرد کی منی پر تو لڑکی پیدا ہوتی ہے اللہ کے حکم سے۔ یہودی نے کہا کہ

اہل جنت کی نعمتیں ہمیشہ کی ہوں گی۔:

1964: سیدنا ابو ہریرہؓ نبی (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) سے روایت کرتے ہیں کہ آپ (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) نے فرمایا کہ جو شخص جنت میں جائے گا وہ سکون سے ہوگا اور بے غم رہے گا نہ کبھی اس کے کپڑے بوسیدہ ہوں گے اور نہ اس کی جوانی مٹے گی (یعنی سدا جوان ہی رہے گا کبھی بوڑھا نہ ہوگا)۔

جنت میں ایک درخت ہے کہ سو سال تک اگر سوار چلے تو (اس کا سایہ ختم نہ ہو۔

1965: سیدنا سہل بن سعدؓ رسول اللہ (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) سے روایت کرتے ہیں کہ آپ (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) نے فرمایا کہ جنت میں ایک درخت ہے جس کے سائے میں سو برس تک ایک سوار چلے اور وہ ختم نہ ہو۔ ابو حازم نے کہا کہ یہ حدیث میں نے نعمان بن ابی عیاش زرقی سے بیان کی تو انہوں نے کہا کہ مجھ سے سیدنا ابوسعید خدریؓ نے بیان کی کہ رسول اللہ (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) نے فرمایا کہ جنت میں ایک درخت ہے جس کے تلے اچھے تیار کئے ہوئے تیز گھوڑے کا سوار سو برس تک چلے تو اس کو تمام نہ کر سکے۔

جنتی خیموں کا بیان:

1966: سیدنا ابوموسیٰؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) نے فرمایا کہ جنت میں ایک خولدار موتی کا خیمہ ہوگا جس کی چوڑائی ساٹھ میل کی ہوگی اس کے ہر کونے میں گھر والے ہوں گے جو دوسرے کونے والوں کو نہ دیکھتے ہوں گے مومن ان پر دورہ کرے گا۔

جنتی بازار کے بیان میں :

1967: سیدنا انس بن مالکؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) نے فرمایا کہ جنت میں ایک بازار ہے جس میں جنتی لوگ ہر جمعہ کے دن جمع ہوا کریں گے پھر شمالی ہوا چلے گی پس وہاں کا گرد اور غبار (جو مشک (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) ورزعفران ہے) ان کے چہروں اور کپڑوں پر پڑے گا پس ان کا حسن اور جمال زیادہ ہو جائے گا پھر اپنے گھروں کی طرف پلٹ آئیں گے اور گھر والوں کا

حسن اور جمال بھی بڑھ گیا ہو گا پس ان سے ان کے گھر والے کہیں گے کہ اللہ کی قسم تمہارا حسن اور جمال ہمارے بعد تو بہت بڑھ گیا ہے پھر وہ جواب دیں گے کہ اللہ کی قسم تمہارا بھی حسن اور جمال ہمارے بعد زیادہ ہو گیا۔

:جنت کی نہروں میں سے کچھ نہریں دنیا میں

1968: سیدنا ابو ہریرہؓ کہتے ہیں کہ رسول اللہ (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) نے فرمایا کہ سیحان اور جیحان اور نیل اور فرات جنت کی نہروں میں سے ہیں۔

: جنت کو ناپسندیدہ چیزوں کیساتھ لپیٹ دیا گیا (یعنی جنت مشکل اور ناپسندیدہ کاموں کے کرنے سے حاصل ہوتی ہے)۔

1969: سیدنا انس بن مالکؓ کہتے ہیں کہ رسول اللہ (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) نے فرمایا کہ جنت ان باتوں سے گھیری گئی ہے جو نفس کو ناگوار ہیں اور جہنم نفس کی خواہشوں سے گھیری گئی ہے۔

:عورتیں جنت میں تھوڑی ہوں گی۔

1970: ابو التیاح کہتے ہیں کہ مطرف بن عبداللہ کی دو عورتیں تھیں وہ ایک عورت کے پاس آئے اور دوسری بولی کہ تو فلاں عورت کے پاس سے آتا ہے مطرف نے کہا کہ میں عمران بن حصین کے پاس سے آیا انہوں نے ہم سے حدیث بیان کی کہ رسول اللہ (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) نے فرمایا کہ جنت کے رہنے والوں میں عورتیں بہت کم ہیں۔

: جنتیوں اور دوزخیوں کے بارے میں اور دنیا میں ان کی نشانیوں کے بیان میں

1971: سیدنا حارثہ بن وہبؓ سے روایت ہے کہ انہوں نے نبی (صلی اللہ علیہ

والہ وسلم) سے سنا آپ (صلی اللہ علیہ والہ وسلم)فرماتے تھے کہ کیا میں تمہیں جنت کے لوگ نہ بتاؤں؟ لوگوں نے کہا کہ بتلائیے ۔آپ (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) نے فرمایا کہ ہر کمزور، لوگوں کے نزدیک ذلیل، اگر اللہ کے بھروسے پر قسم کھالے تو اللہ تعالیٰ اس کو سچا کردے ۔اور پھر فرمایا کہ کیا میں تمہیں دوزخ والے لوگوں کے بارے میں نہ بتاؤں؟ لوگوں نے عرض کیا کہ کیوں نہیں بتلائیے ۔آپ (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) نے فرمایا کہ ہر جھگڑالو، بڑے پیٹ والا ،مغرور یا ہر مال جمع کرنے والا مغرور۔

1972: سیدنا ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) نے فرمایا کہ کئی لوگ ایسے ہیں جن پر غبار پڑا ہوا ہے پریشان حالت میں دروازوں پر سے دھکیلے جاتے ہیں پر اگر وہ اللہ تعالیٰ کے بھروسے لیکن قسم کھا بیٹھیں تو اللہ تعالیٰ ان کی قسم پوری کرے (یعنی اللہ کے نزدیک مقبول ہیں گو دنیا داروں کی نظروں میں حقیر ہیں)۔

1973: سیدنا عیاض بن حمار مجاشعیؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) نے ایک دن خطبہ میں فرمایا کہ آگاہ رہو کہ میرے رب نے مجھے حکم کیا ہے کہ تمہیں وہ سکھلاؤں جو تمہیں معلوم نہیں ہے ان باتوں میں سے جو اللہ تعالیٰ نے مجھے بتائیں ہیں جو مال اپنے بندے کو دوں وہ اس کیلئے حلال ہے (یعنی جو شرع کی رو سے حرام نہیں ہے وہ حلال ہے گو لوگوں نے اس کو حرام کر رکھا ہو جیسے سائبہ اور وصیلہ اور بحیرہ اور حام وغیرہ جن کو مشرکین نے حرام کر رکھا تھا) اور میں نے اپنے سب بندوں کو مسلمان بنایا (یا گناہوں سے پاک یا استقامت پر اور ہدایت کی قابلیت پر اور بعضوں نے کہا کہ مراد وہ عہد ہے جو دنیا میں آنے سے پہلے لیا تھا پھر ان کے پاس شیطان آئے اور ان کو ان کے دین سے ہٹا دیا (یا ان کے دین سے روک دیا) اور جو چیزیں میں نے ان کیلئے حلال کی تھیں وہ حرام کیں اور ان کو میرے

ساتھ شرک کرنے کا حکم کیا جس کی میں نے کوئی دلیل نہیں اتاری اور بیشک اللہ تعالیٰ نے زمین والوں کو دیکھا پھر ان سب کو بُرا سمجھا عرب کے ہوں یا عجم کے (عجم عرب کے سوا اور ملکوں کو کہتے ہیں) سوا ان چند لوگوں کے جو اہلِ کتاب میں سے باقی تھے (سیدھی راہ پر یعنی سیدنا عیسیٰ علیہ السلام کی امت کے لوگ جو توحید کے قائل تھے اور تثلیث کے منکر تھے) اور اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ میں نے تجھے اس لئے بھیجا کہ تجھے آزماؤں (صبر اور استقامت اور کافروں کی ایذا پر) اور ان لوگوں کو آزماؤں جن کے پاس تمہیں بھیجا (کہ ان میں سے کون ایمان قبول کرتا ہے اور کون کافر رہتا ہے کون منافق) اور میں نے تجھ پر کتاب اتاری جس کو پانی نہیں دھوتا (کیونکہ وہ کتاب صرف کاغذ پر نہیں لکھی بلکہ سینوں پر نقش ہے) تو اس کو پڑھتا ہے سوتے اور جاگتے اور اللہ نے مجھے قریش کے لوگوں کو جلا دینے کا حکم کیا (یعنی ان کے قتل کا) میں نے عرض کیا کہ اے رب! وہ تو میرا سر روٹی کی طرح توڑ ڈالیں گے اس کے ٹکڑے کر دیں گے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ ان کو نکال دے جیسے انہوں نے تجھے نکالا اور ان سے جہاد کر ہم تیری مدد کریں گے اور خرچ کر تیرے اوپر خرچ کیا جائے گا (یعنی تو اللہ کی راہ میں خرچ کر اللہ تجھے دے گا) اور تو لشکر بھیج ہم ویسے (فرشتوں کے) پانچ لشکر بھیجیں گے اور جو لوگ تیری اطاعت کریں ان کو لیکر ان سے لڑ جو تیرا کہنا نہ مانیں اور جنت والے تین شخص ہیں ایک تو وہ جو حکومت رکھتا ہے اور انصاف کرتا ہے، سچا ہے نیک کاموں کی توفیق دیا گیا ہے۔ دوسرے وہ جو مہربان اور نرم دل ہے، ہر ناتے والے پر اور مسلمان پر۔ تیسرے جو پاک دامن ہے یا سوال نہیں کرتا اور بچوں والا ہے۔ اور دوزخ والے پانچ شخص ہیں ایک تو وہ کمزور جس کو تمیز نہیں (کہ بُری بات سے بچے) جو تم میں تابعدار ہیں نہ وہ گھر بار چاہتے ہیں نہ مال (یعنی محض بے فکری حلال حرام سے غرض نہ رکھنے والے) دوسرے وہ چور جب اس پر

کوئی چیز اگر چہ حقیر ہو کھلے تو وہ اس کو چرائے۔تیسرے وہ شخص جو صبح اور شام تجھ سے فریب کرتا ہے تیرے گھر والوں اور تیرے مال کے مقدمہ میں اور آپ (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) نے بخیل یا جھوٹے کا بیان کیا (کہ وہ بھی دوزخی ہیں) اور شنظیر یعنی گالیاں بکنے والا اور فحش کہنے والا (وہ بھی جہنمی ہیں)۔

: جنتی اور دوزخی جہاں ہوں گے ہمیشہ رہیں گے۔

1974: سیدنا عبداللہ بن عمرؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) نے فرمایا کہ جب جنت والے جنت میں جائیں گے اور دوزخ والے دوزخ میں تو موت لائی جائے گی اور جنت اور دوزخ کے بیچ میں ذبح کی جائے گی پھر ایک پکارنے والا پکارے گا کہ اے جنت والو اب موت نہیں اور اے دوزخ والو اب موت نہیں۔ جنت والوں کو یہ سن کر خوشی پر خوشی حاصل ہو گی اور دوزخ والوں کو رنج پر رنج زیادہ ہو گا۔

جہنم کی کیفیت

دوزخ کی باگوں کے بیان میں:

1975: سیدنا عبداللہ بن مسعودؓ کہتے ہیں کہ رسول اللہ (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) نے فرمایا کہ اس دن جہنم لائی جائے گی اس کی ستر ہزار باگیں ہوں گی اور ایک باگ کو ستر ہزار فرشتے کھینچتے ہوں گے (تو کل فرشتے جو جہنم کو کھینچ کر لائیں کے چار ارب نوے کروڑ ہوئے)۔

جہنم کی سخت گرمی کے بیان میں:

1976: سیدنا ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) نے فرمایا کہ یہ تمہاری آگ جس کو آدمی روشن کرتا ہے یہ جہنم کی آگ کے ستر حصوں میں سے ایک حصہ ہے۔ لوگوں نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم! اللہ کی قسم یہی آگ (جلانے کو) کافی تھی۔ آپ (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) نے فرمایا کہ وہ تو اس سے ساٹھ پر نو حصے زیادہ گرم ہے ہر حصہ میں اتنی گرمی ہے۔

جہنم کی گہرائی کے بیان میں:

1977: سیدنا ابو ہریرہؓ کہتے ہیں کہ ہم رسول اللہ (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) کے پاس بیٹھے تھے اتنے میں ایک دھماکے کی آواز آئی تو آپ صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے فرمایا کہ تم جانتے ہو کہ یہ کیا ہے؟ ہم نے عرض کیا کہ اللہ اور اس کا رسول (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) خوب جانتے ہیں۔ آپ (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) نے فرمایا کہ یہ ایک پتھر ہے جو جہنم میں ستر برس پہلے پھینکا گیا تھا وہ جا رہا تھا اب اس کی تہہ میں پہنچا (معاذ اللہ جہنم اتنی گہری ہے کہ اس کی چوٹی سے تہہ تک ستر برس کی راہ ہے اور وہ بھی اس تیز حرکت سے جیسے پتھر اوپر سے نیچے کو گرتا ہے)۔

اہل دوزخ میں سے ہلکے سے ہلکا عذاب جس کو ہوگا اس کا بیان:

1978: سیدنا نعمان بن بشیرؓ کہتے ہیں کہ رسول اللہ (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) نے فرمایا کہ سب سے ہلکا عذاب اس کو ہوگا جو دو جوتیاں اور دو تسمے آگ کے پہنے ہوگا اس کا بھیجا اس طرح ابلے گا جس طرح ہنڈیا ابلتی ہے وہ سمجھے گا کہ اس سے زیادہ سخت عذاب کسی کو نہیں ہوا حالانکہ اس کو سب سے ہلکا عذاب ہوگا۔

عذاب والوں کو کہاں کہاں تک آگ پہنچے گی؟:

1979: سیدنا سمرہ بن جندبؓ سے روایت ہے کہ اللہ کے نبی (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) نے فرمایا کہ بعض کو جہنم کی آگ ٹخنوں تک پکڑے گی اور بعض کو گھٹنوں تک اور بعض کو کمر بند تک اور بعض کو گردن کے نچلے حصے تک۔

آگ میں متکبرین داخل ہوں گے اور جنت میں کمزور لوگ:

1980: سیدنا ابو ہریرہؓ کہتے ہیں کہ رسول اللہ (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) نے فرمایا کہ جنت اور دوزخ نے بحث کی۔ دوزخ نے کہا کہ مجھ میں وہ لوگ آئیں گے جو متکبر اور زور والے ہیں اور جنت نے کہا کہ مجھے کیا ہوا کہ مجھ میں وہی لوگ آئیں گے جو لوگوں میں ناتواں ہیں اور خراب ہیں اور عاجز ہیں (یعنی اکثر یہی لوگ ہوں گے) تب اللہ تعالیٰ نے جنت سے فرمایا کہ تو میری رحمت ہے اور میں تیرے ساتھ اپنے بندوں میں سے جس پر چاہتا ہوں رحمت کرتا ہوں اور دوزخ سے فرمایا کہ تو میرا عذاب ہے میں تیرے ساتھ اپنے بندوں میں سے جس کو چاہتا ہوں عذاب کرتا ہوں اور تم دونوں بھری جاؤ گی لیکن دوزخ نہ بھرے گی (اور سیر نہ ہوگی) پھر اللہ تعالیٰ اس پر اپنا پاؤں رکھ دے وہ کہے گی کہ بس بس تب بھر جائے گی اور بعض حصے بعض سے سمٹ جائیں گے پھر اللہ تعالیٰ اپنی مخلوقات میں سے کسی پر ظلم نہ کرے گا اور جنت

کیلئے دوسری مخلوق پیدا کرے گا۔

اس شخص کو جہنم میں عذاب جس نے غیر اللہ کے نام پر اونٹنیوں کو چھوڑ دیا (نہ دودھ دوہتے ہیں اور نہ سواری کرتے ہیں)۔

1981: ابن شہاب کہتے ہیں کہ میں نے سعید بن مسیّب سے سنا وہ کہتے تھے کہ بحیرہ وہ جانور ہے جس کا دودھ دوہنا بتوں کیلئے موقوف کیا جاتا ہے تو کوئی آدمی اس جانور کا دودھ نہ دوہ سکتا اور سائبہ وہ ہے جس کو اپنے معبودوں کے نام چھوڑ دیتے تھے اس پر کوئی بوجھ نہ لادتے تھے اور ابن مسیّب نے کہا کہ سیدنا ابو ہریرہؓ نے کہا کہ رسول اللہ (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) نے فرمایا کہ میں نے عمرو بن عامر خزاعی کو دیکھا کہ وہ اپنی آنتیں جہنم میں کھینچ رہا تھا اور سب سے پہلے سائبہ اسی نے نکالا۔

جہنم میں کافر کی ڈاڑھ کی بڑائی کا بیان

1982: سیدنا ابو ہریرہؓ کہتے ہیں کہ رسول اللہ (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) نے فرمایا کہ کافر کا دانت یا اس کی کچلی احد پہاڑ کے برابر ہوگی اور اس کی کھال کی موٹائی یا گندگی تین دن کی مسافت ہوگی (یعنی تین دن تک چلنے کی مسافت پر اس کی کھال کی بدبو پہنچے یا اس کی موٹائی اتنی ہوگی جتنا تین دن میں سفر کیا جائے)۔

1983: سیدنا ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) نے فرمایا کہ کافر کے دونوں کندھوں کے بیچ میں تیز رو سوار کے تین دن کی راہ ہوگی۔

ان لوگوں کی تکلیف کا بیان جو لوگوں کو تکلیف دیتے تھے۔

1984: سیدنا ابو ہریرہؓ کہتے ہیں کہ رسول اللہ (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) نے فرمایا کہ دوخیوں کی دو قسمیں ہیں جن کو میں نے نہیں دیکھا ایک تو وہ لوگ جن کے پاس بیلوں کی دُموں کی طرح کے کوڑے ہیں وہ لوگوں کو اس سے مارتے ہیں دوسرے وہ

عورتیں جو پہنتی ہیں مگر ننگی ہیں (یعنی ستر کے لائق لباس نہیں ہیں) سیدھی راہ سے بہکانے والی خود بہکنے والی ان کے سر بختی (اونٹ کی ایک قسم ہے) اونٹ کی کوہان کی طرح ایک طرف جھکے ہوئے وہ جنت میں نہ جائیں گی بلکہ اس کی خوشبو بھی ان کو نہ ملے گی حالانکہ جنت کی خوشبو اتنی دُور سے آتی ہے۔

1985: سیدنا ابو ہریرہؓ کہتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم سے سنا آپ (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) فرماتے تھے کہ قریب ہے اگر تو دیر تک جیا تو ایسے لوگوں کو دیکھے گا جن کے ہاتھوں میں بیل کی دُم کی طرح (کوڑے) ہوں گے اور وہ اللہ تعالیٰ کے غصے میں صبح کریں گے اور اللہ کے قہر میں شام کریں گے۔ (شاید پولیس والے مراد ہوں)۔

دنیا کے سب سے زیادہ خوشحال کو جہنم میں غوطہ اور دنیا کے سب سے زیادہ تنگی والے کو جنت کا غوطہ دینا

1986: سیدنا انس بن مالکؓ کہتے ہیں کہ رسول اللہ (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) نے فرمایا کہ قیامت کے دن اہلِ دوزخ میں سے وہ لایا جائے گا جو دنیا داروں میں بہت خوشحال اور خوش عیش تر تھا۔ پس دوزخ میں (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) یک بار غوطہ دیا جائے گا پھر اس سے پوچھا جائے گا کہ اے آدم کے بیٹے! کیا تو نے دنیا میں کبھی آرام دیکھا تھا؟ کیا تجھ پر کبھی چین بھی گزرا تھا؟ تو وہ کہے گا کہ اللہ کی قسم کبھی نہیں اے میرے رب! اور اہل جنت میں سے ایک ایسا شخص لایا جائے گا جو دنیا میں سب لوگوں سے سخت تر تکلیف میں رہا تو جنت میں ایک بار غوطہ دیا جائے گا تو پھر اس سے پوچھا جائے گا کہ اے آدم کے بیٹے! تو نے کبھی تکلیف بھی دیکھی ہے؟ کیا تجھ پر شدت اور رنج بھی گزرا تھا؟ وہ کہے گا کہ اللہ کی قسم مجھ پر تو کبھی تکلیف نہیں گزری اور

میں نے تو کبھی شدت اور سختی نہیں دیکھی۔

www.IqbalCyberLibrary.Net
All rights reserved.
©2002-2006

فتنوں کا بیان

:فتنوں کے قریب ہونے اور ہلاکت کے بیان میں جب کہ برائی زیادہ ہو جائے۔

1987: اُمّ المؤمنین زینب بنت جحش رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) نیند سے جاگے اور فرمایا کہ لا الٰہ الا اللہ خرابی ہے عرب کی اس آفت سے جو نزدیک ہے آج یاجوج اور ماجوج کی آڑ اتنی کھل گئی اور (راوئ حدیث) سفیان نے دس کا ہندسہ بنایا (یعنی انگوٹھے اور کلمہ کی انگلی سے حلقہ بنایا) میں نے عرض کیا کہ یارسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم ! کیا ہم تباہ ہو جائیں گے ایسی حالت میں جب ہم میں نیک لوگ موجود ہوں گے؟ آپ (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) نے فرمایا کہ ہاں جب بُرائی زیادہ ہوگی (یعنی فسق و فجور یا زنا یا اولاد زنا یا معاصی)۔

1988: سیدنا ابو ہریرہؓ نبی (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) سے روایت کرتے ہیں کہ آپ (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) نے فرمایا کہ آج یاجوج اور ماجوج کی آڑ کی دیوار میں سے اتنا کھل گیا (یعنی اس میں اتنا سوراخ ہوگیا) اور (راوئ حدیث) وہیب نے اس کو انگلیوں سے نوے کا ہندسہ بنا کر بیان کیا (یہ دس کے ہندسہ سے چھوٹا ہوا شاید یہ حدیث پہلے کی ہو اور اُمّ المؤمنین زینب رضی اللہ عنہا کے بعد اور شاید مقصود تمثیل ہو نہ کہ حد بیان کی گئی ہو)۔

:فتنوں کا نزول جیسے بارش کے قطرے گرتے ہیں کے بیان میں

1989: سیدنا اسامہ بن زیدؓ سے روایت ہے کہ نبی (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) مدینہ کے محلوں میں سے ایک محل پر چڑھے پھر فرمایا کہ تم دیکھتے ہو جو میں دیکھتا ہوں؟

بیشک میں تمہارے گھروں میں فتنوں کی جگہیں اس طرح دیکھتا ہوں جیسے بارش کے گرنے کی جگہوں کو (یعنی بہت ہوں گے بوندوں کی طرح مراد جمل اور صفین اور فتنہ عثمان اور شہادت حسین رضی اللہ عنہما اور ان کے سوا بہت سے فساد جو مسلمانوں میں ہوئے)۔

دلوں پر فتنوں کا پیش کیا جانا اور فتنوں کا دلوں میں داغ پیدا کر دینا:

1990: سیدنا حذیفہ کہتے ہیں کہ ہم سیدنا عمرؓ کے نزدیک بیٹھے ہوئے تھے انہوں نے کہا کہ تم میں سے کس نے رسول اللہ (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) کو فتنوں کا ذکر کرتے ہوئے سنا ہے؟ بعض لوگوں نے کہا کہ ہاں ہم نے سنا ہے۔ سیدنا عمرؓ نے کہا کہ شاید تم فتنوں سے وہ فتنے سمجھے ہو جو آدمی کو اس کے گھر بار اور مال اور ہمسائے میں ہوتے ہیں تو انہوں نے کہا کہ ہاں۔ سیدنا عمرؓ نے کہا کہ ان فتنوں کا کفارہ تو نماز اور روزے اور زکوۃ سے ہو جاتا ہے لیکن تم میں سے ان فتنوں کے بارے میں رسول اللہ (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) سے کس نے سنا ہے جو دریا کی موجوں کی طرح امنڈ کر آئیں گے؟ سیدنا حذیفہؓ نے کہا کہ لوگ خاموش ہو گئے میں نے کہا کہ میں نے سنا ہے۔ سیدنا عمرؓ نے کہا کہ تو نے سنا ہے تیرا باپ بہت اچھا تھا۔ سیدنا حذیفہؓ نے کہا کہ میں نے رسول اللہ (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) سے سنا ہے آپ (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) فرماتے تھے کہ فتنے دلوں پر ایسے آئیں گے ایک کے بعد ایک، ایک کے بعد ایک جیسے بوریئے کی تیلیاں ایک کے بعد ایک ہوتی ہیں پھر جس دل میں فتنہ رچ جائے گا اس میں ایک کالا داغ پیدا ہو گا اور جو دل اس کو نہ مانے گا تو اس میں ایک سفید نورانی دھبہ ہو گا یہاں تک کہ اسی طرح کالے اور سفید دھبے ہوتے ہوتے دو قسم کے دل ہو جائیں گے ایک تو خالص سفید دل چکنے پتھر کی طرح جس کو کوئی فتنہ نقصان نہ پہنچائے گا جب تک کہ آسمان و زمین قائم رہیں دوسرے کالا سفیدی مائل یا

الٹے کوزے کی طرح جو نہ کسی اچھی بات کو اچھی سمجھے گا نہ بُری بات کو بُری مگر وہی جو اس کے دل میں بیٹھ جائے۔ سیدنا حذیفہؓ نے کہا کہ پھر میں نے سیدنا عمرؓ سے حدیث بیان کی کہ تمہارے اور اس فتنے کے درمیان میں ایک دروازہ ہے جو بند ہے مگر نزدیک ہے کہ وہ ٹوٹ جائے۔ سیدنا عمرؓ نے کہا کہ ٹوٹ جائے گا تیرا باپ نہ ہو اگر کھل جاتا تو شاید پھر بند ہو جاتا میں نے کہا کہ نہیں ٹوٹ جائے گا اور میں نے ان سے حدیث بیان کی کہ یہ دروازہ ایک شخص ہے جو مارا جائے گا یا مر جائے گا پھر یہ حدیث کوئی غلط (دل سے بنائی ہوئی بات) نہ تھی۔ ابو خالد نے کہا کہ میں نے سعد بن طارق سے پوچھا کہ اسود مرباوا سے کیا مراد ہے؟ انہوں نے کہا کہ سیاہی میں سفیدی کی شدت میں نے کہا کہ کالکوز مجخیا سے کیا مراد ہے؟ انہوں نے کہا کہ اوندھا ہوا کوزا۔

: شیطان کا اپنے لشکروں کو بھیجنا کہ وہ لوگوں کو فتنوں میں ڈالیں گے۔

1991: سیدنا جابرؓ کہتے ہیں کہ رسول اللہ (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) نے فرمایا کہ ابلیس اپنا تخت پانی پر رکھتا ہے پھر اپنے لشکروں کو دنیا میں فساد کرنے کو بھیجتا ہے پس اس سے مرتبہ میں زیادہ قریب وہ ہوتا ہے کہ جو بڑا فساد ڈالے۔ کوئی شیطان ان میں سے آ کر کہتا ہے کہ میں نے فلاں فلاں کام کیا (یعنی فلاں سے چوری کرائی، فلاں کو شراب پلوائی) تو شیطان کہتا ہے کہ تو نے کچھ بھی نہیں کیا۔ پھر کوئی آ کر کہتا ہے کہ میں نے فلاں کو نہ چھوڑا یہاں تک کہ اس میں اور اس کی بیوی میں جدائی کرا دی تو اس کو اپنے پاس کر لیتا ہے کہ ہاں تو نے بڑا کام کیا ہے۔ اعمش نے کہ اس کو چمٹا لیتا ہے۔

فتنے اوران کی کیفیات کے متعلق :

1992: سیدنا ادریس خولانی کہتے ہیں کہ سیدنا حذیفہ بن یمانؓ نے کہا کہ اللہ کی قسم میں سب لوگوں سے زیادہ ہر فتنہ کو جانتا ہوں جو میرے درمیان اور قیامت کے درمیان ہونے والا ہے اور یہ بات نہیں ہے کہ رسول اللہ (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) نے چھپا کر کوئی بات خاص مجھ سے بیان کی ہو جو اَوروں سے نہ کی ہو لیکن رسول اللہ (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) نے ایک مجلس میں فتنوں کا بیان کیا جس میں مَیں بھی تھا تو آپ (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) ان فتنوں کا شمار کرتے تھے۔ تین ان میں سے ایسے ہیں جو قریب قریب کچھ نہ چھوڑیں گے اور ان میں سے بعض گرمی کی آندھیوں کی طرح ہیں بعض ان میں چھوٹے ہیں بعض بڑے ہیں۔ سیدنا حذیفہؓ نے کہا کہ اس مجلس میں جتنے لوگ تھے وہ سب گزر گئے ایک میں باقی ہوں (اس وجہ سے اب مجھ سے زیادہ کوئی فتنوں کا جاننے والا باقی نہ رہا)۔

1993: سیدنا حذیفہؓ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ہم میں (وعظ سنانے کو) کھڑے ہوئے تو کوئی بات نہ چھوڑی جو اس وقت سے لے کر قیامت تک ہونے والی تھی مگر اس کو بیان کر دیا پھر یاد رکھا جس نے رکھا اور بھول گیا جو بھول گیا۔ میرے ساتھی اس کو جانتے ہیں اور بعض بات ہوتی ہے جس کو میں بھول گیا تھا پھر جب میں اس کو دیکھتا ہوں تو یاد آ جاتی ہے جیسے آدمی دوسرے آدمی کا منہ یاد رکھتا ہے جب وہ غائب ہو جائے پھر جب اس کو دیکھے تو پہچان لیتا ہے۔

1994: سیدنا حذیفہؓ سے روایت ہے کہ انہوں نے کہا کہ مجھے رسول اللہ (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) نے ہر ایک بات بتا دی جو قیامت تک ہونے والی تھی اور کوئی بات ایسی نہ رہی جس کو میں نے آپ (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) سے نہ پوچھا ہو البتہ میں نے یہ نہ پوچھا کہ مدینہ والوں کو مدینہ سے کونسی چیز نکالے گی۔

1995: سیدنا ابو زید (یعنی عمرو بن اخطب ؓ) کہتے ہیں کہ ہمیں رسول اللہ (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) نے فجر کی نماز پڑھائی اور منبر پر چڑھے پھر ہمیں وعظ سنایا یہاں تک کہ ظہر کا وقت آ گیا پھر آپ صلی اللہ علیہ والہ وسلم اترے اور نماز پڑھی پھر منبر پر چڑھے اور ہمیں وعظ سنایا یہاں تک کہ عصر کا وقت آ گیا پھر اترے اور نماز پڑھی پھر منبر پر چڑھے اور ہمیں وعظ سنایا یہاں تک کہ سورج ڈوب گیا تو ہمیں ان باتوں کی خبر دی جو ہو چکی تھیں اور جو ہونے والی ہیں اور ہم میں سب سے زیادہ وہ عالم ہے جس نے سب سے زیادہ ان باتوں کو یاد رکھا ہو۔

فتنوں کے بیان میں اور جو ان سے محفوظ رہے گا یا جو ان فتنوں کو یاد رکھے گا۔

1996: محمد کہتے ہیں کہ جندب نے کہا کہ میں نے یوم الجرعہ (یعنی جس دن جرعہ میں فساد ہونے کو تھا (اور جرعہ کوفہ میں ایک مقام ہے جہاں کوفہ والے سعید بن عاص سے لڑنے کیلئے جمع ہوئے تھے جب سیدنا عثمانؓ نے ان کو کوفہ کا حاکم کر کے بھیجا تھا) کو ایک شخص کو بیٹھے ہوئے دیکھا تو میں نے کہا کہ آج تو یہاں کئی خون ہوں گے وہ شخص بولا کہ ہرگز نہیں اللہ کی قسم خون نہ ہوں گے۔ میں نے کہا کہ اللہ کی قسم خون ضرور ہوں گے وہ بولا کہ اللہ کی قسم ہرگز خون نہ ہوں گے اور میں نے اس بارے میں رسول اللہ (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) سے ایک حدیث سنی ہے جو آپ (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) نے مجھ سے فرمائی تھی میں نے کہا کہ تو آج میرا بُرا ساتھی ہے اس لئے کہ تو سنتا ہے میں تیرا خلاف کر رہا ہوں اور تو نے رسول اللہ (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) سے ایک حدیث سنی ہے اور مجھے منع نہیں کرتا پھر میں نے کہا کہ اس غصے سے کیا فائدہ اور میں اس شخص کی طرف متوجہ ہوا اور پوچھا تو معلوم ہوا کہ سیدنا حذیفہ ؓ صحابی ہیں۔